

جغرافية الباز الأشهب

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

کی سیرتِ مبارکہ اور آپ کے مقامِ ولادت پر جامع تحقیق

تالیف

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی

ترجمہ و پیشکش

سید وحید القادری عارف

جغرافیۃ الباز الاشہب

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

کی سیرتِ مبارکہ اور آپ کے مقامِ ولادت پر جامع تحقیق

تالیف

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی

نظرِ ثانی

ڈاکٹر عماد عبد السّلام رؤوف

ترجمہ و پیشکش

سید وحید القادری عارف

تفصیلاتِ اشاعت

کتاب کا نام: جغرافیہ الباز الاشہب

صنف: سیرت' تذکرہ' تحقیق

تالیف: ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی

ترجمہ و پیشکش: سید وحید القادری عارف

سن اشاعت: ۲۰۱۶

ناشر: دار الباز پبلشنگ' فلوریڈا (امریکہ)

Al-Baz Publishing Inc.

1516 NE 38th Street

Oakland Park, FL 33334

U.S.A.

Phone: + 1 425 891 5444

E-mail: albaz@bellsouth.net

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

(سورۃ الأعراف/۱۴۳)

صدق اللہ العظیم

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر (کوہ طور) پر پہنچے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے (اپنا جلوہ) دکھایئے کہ میں آپ کا دیدار کر سکوں۔ پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب ان کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو (تجلیٔ انوارِ ربانی) نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ آپ کی ذات پاک ہے اور میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں۔

(سورہ اعراف آیت ۱۴۳)

صدق اللہ العظیم

انتسابِ کتاب

میں اپنی اس کاوش کو حضرت العلامہ صالح احمد العلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحِ پاک کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا ہوں جنہوں نے مجھے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت کی تحقیق کی جانب توجہ دلائی۔

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی

انتسابِ ترجمہ

میں اپنے اس ترجمہ کو والدی و شیخی حضرت العلامہ ابو الفضل سید محمود قادری خلیفہء نقیب الاشراف بغداد حضرت سید ابراہیم سیف الدین الکیلانی رحمۃ اللہ علیہما سے منسوب کرتا ہوں جن کا فیضِ تربیت میرے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ ہے۔

سید وحید القادری عارف

عرضِ حال

سید وحید القادری عارف

قطبِ ربّانی' صاحب الاشاراتِ والمعانی' سیّدنا عبد القادر الجیلانی قدّس اللہ سرّہ العزیز سے میری قلبی وابستگی کا ظاہری سبب تو یہ ہے کہ آپ میرے جدّ مادری ہیں اور میں آپ کے سلسلہء طریقتِ قادریہ سے منسلک ہوں لیکن اس سے سوا جو بنیادی وجہ ہے وہ یہ کہ آپ کی عظیم مقناطیسی شخصیت میں پنہاں جاذبیت نے ہمیشہ مجھے آپ کے دامانِ بیکس پناہ سے مربوط رکھا۔ آپ شارحِ آیاتِ قرآنی بھی ہیں معلّمِ رموزِ عرفانی بھی۔ مربیّء دینِ فطرت بھی ہیں منبعِ علم وحکمت بھی۔ یہ وہ شخصیت ہے جو کمسنی میں ادب واخلاق کی تصویر ہے' عنفوانِ شباب میں حصولِ علم کے لئے منہمک ومشغول ہونے کی بے مثال عملی تعبیر ہے تو پھر تادمِ آخر ابنائے امّتِ عربیہ واسلامیہ کی اصلاح وتربیت کے ذریعہ احیائے دین متین وسنّتِ حضورِ نبیء کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مسلسل تنویر ہے ۔ جہاں علمائے کرام' اساتذہء عظام اور مشائخ ذی احتشام کی خدمت میں استمرارِ طلبِ سعادت آپ کے حسنِ عقیدت کی دلیل ہے وہیں ان اکابرینِ دین وملت کی آپ پر شفقت وعنایت اور اپنے شیوخ واساتذہ کی موجودگی میں مجالسِ وعظ ونصیحت کا انعقاد اور ان کی مسندِ ارشاد پر آپ کا متمکن ہونا اس خوبیء سیرت کی سند ہے۔ آپ کی سیرتِ مبارکہ جہاں مسجد ومدرسہ و خانقاہ سے آپ کی ہمہ تن وابستگی کا نام ہے وہیں مشکل عرصہء حیات میں عملی جدوجہد کا جاودانی پیغام ہے۔ یہاں پاسِ شریعت بھی ہے عبادت وریاضت کی کثرت بھی ہے اور درس وتدریس وتربیت کا اہتمام بھی ہے۔ ایک طرف تو آپ ان وابستگانِ

مدرسہ ء قادریہ کی عملی تربیت فرماتے ہیں جو ہر سمت سے جوق در جوق آپ کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں تو دوسری طرف آپ کے نوکِ قلم سے پھیلتی انوارِ ہدایت کی کرنیں چہار دانگِ عالم میں ضوفشانی کرتی نظر آتی ہیں۔ جہاں آپ کی تعلیمات باعثِ تجدیدِ ایمان و ایقان ہیں وہیں ان سے ایسی تربیتِ روحانی میسّر آتی ہے کہ قلوبِ انسانی پاکیزگیءِ نفس اور بالیدگیءِ روح کی منازل سے آشنا ہوجاتے ہیں۔ یہ وہ درِ بارِ دُر بار ہے کہ جس سے وابستگی فلاحِ دارین کی ضمانت ہوجاتی ہے۔ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات آپ کے حینِ حیات بھی علمائے حق کے لئے مشعلِ راہ اور اولیائے برحق کے لئے محورِ نگاہ رہی اور آپ کے اس جہانِ فانی سے پردہ فرمانے کے بعد سے آج تک بھی اس بحرِ ذخّار سے لاتعداد طالبانِ ہدایت فیضیاب اور اس رہنمائے راہِ حق کی رہنمائی میں اپنی منزلِ مقصود پر فائز ہوتے آئے ہیں اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ العزیز تا قیامِ قیامت جاری وساری رہے گا۔

آپ کی سیرتِ مبارکہ پر یوں تو صدیوں سے کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں جن سے آپ کی علوِّشان کے چرچے انحائے عالم میں ہوتے رہے ہیں لیکن ان میں زیادہ تر کتابیں آپ کی بغدادِ شریف میں آمد اور اس کے بعد کی عملی زندگی پر مشتمل ہیں جبکہ آپ کے مقامِ ولادت اور وہاں کے حالات پر ہمیں شاذ و نادر ہی کوئی تصنیف نظر آتی ہے۔ اکثر و بیشتر مصنفین نے گیلانِ طبرستان کو آپ کا مقامِ ولادت بتایا اور یہ روایت نقل در نقل کتبِ سیر و تاریخ میں منتقل ہوتی چلی آئی جس سے آپ عربی الاصل ہونے کے باوجود عجمی قرار پاتے رہے۔ یہ موضوع عراقی علماء' خاص طور پر افرادِ خاندانِ گیلانیہ کا مرکزِ توجہ بنا رہا اور وقتاً فوقتاً اس پر سوال اُٹھتے رہے۔ پچھلے سال اسی

خاندانِ کیلانیہ کے فردِ فرید ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی بارک اللہ فی علمہ و شرفہ نے اپنی تالیف "جغرافیۃ الباز الاشہب" کی الکٹرانک کاپی میرے پاس روانہ کی اور خواہش فرمائی کہ میں اس کتاب پر ایک تعارفی مضمون بزبانِ اردو انٹرنیٹ پر لکھوں۔ ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی نے تاریخ میں اختصاص کیا ہے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد انہوں نے یوں تو کئی تاریخی کتب و مضامین تحریر کئے لیکن اپنے جدّ اعلیٰ حضرت سیدّنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت ' تعلیمات اور کارناموں پر ان کی تصانیف بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "جغرافیۃ الباز الاشہب" میں قابل مصنف نے خاص طور پر حضرت غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت پر سیر حاصل بحث کی ہے جس کے بعد قاری پر بلا کسی شک و شبہہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی ولادت اور نشو نما جیلانِ عراق میں ہوئی اور وہیں سے آپ نے بغداد کا قصد کیا جہاں آپ نے اپنی باقی ماندہ حیاتِ مبارکہ بسر فرمائی۔ اکثر کبارِ مورخین اور اساتذہء شعبہء تاریخ نے ڈاکٹر کیلانی کے اس اقدام کو بے حد سراہا کہ انہوں نے جدید مورخین اور تاریخ کے طالبانِ علم کو عرصہء دراز سے بلا تحقیق نقل ہوتی روایتوں سے صرفِ نظر کرنے اور اصل موضوع پر کھلے دل و دماغ سے غور و فکر اور تحقیق کرنے کی جانب متوجہ کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد یہ مناسب محسوس کیا کہ ایک مختصر تعارفی مضمون کی بجائے اس تمام تر مقالہ کو حضرت غوثِ جیلانی رضی اللہ عنہ کے اردو داں معتقدین و وابستگانِ سلسلہ کے حسنِ مطالعہ کے لئے اردو زبان میں پیش کیا جائے۔ میں نے ڈاکٹر کیلانی سے اپنے اس خیال کا اظہار کیا تو انہوں نے مجھے ہی اس کی ذمہ داری دیدی جسے میں نے بسر و چشم قبول تو کر لیا لیکن

اپنی مصروفیات کے باعث اس کام کی تکمیل میں تاخیر کر دی جس کے لئے میں تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں۔ دیگر یہ کہ کتاب کا مطالعہ کر لینا اور اس پر اپنی رائے ظاہر کر دینا نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن جب معاملہ اسے کسی دوسری زبان کے پیکر میں ڈھالنے کا ہو تو اس میں رفتارِ قلم سست ہو جاتی ہے۔ اور یہ کچھ عجب بھی نہیں کہ کسی موضوع پر قلم اُٹھانے اور اپنے افکار کو الفاظ کا روپ دینے میں صاحبِ قلم بالکل آزاد ہوتا ہے جبکہ کسی کتاب کے ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ و پیشکش کے لئے کئی پابندیوں کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ مترجم مصنّفِ کتاب کے افکار کا پابند ہوتا ہے اور ان میں اپنی جانب سے کسی طرح کی کمی بیشی کے لئے آزاد نہیں ہوتا۔ دوسرے ہر زبان کے اپنے محاورے ہوتے ہیں اور اپنا اندازِ بیان ہوتا ہے اور اگر انہیں لفظ بہ لفظ دوسری زبان میں منتقل کیا جائے تو کبھی لذّتِ تحریر شہید ہو جاتی ہے تو کبھی ترجمہ اصل مقصدِ تحریر سے بعید ہو جاتا ہے۔ پھر ہر زبان اور اُس کے اہلِ زبان کی اپنی تہذیب ہوتی ہے جو اگر جوں کی توں دوسری زبان میں پیش کر دی جائے تو بعض اوقات یہ اِس زبان اور اِس کے اہلِ زبان کے لئے بدتہذیبی کے دائرے میں تک شمار ہو جاتی ہے۔ انہی اسباب کے پیشِ نظر میں نے ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی سے عرض کیا کہ میری اردو تحریر کسی طور عربی مضامین کا لفظی ترجمہ نہ ہوگی بلکہ میں اپنی اس تحریر کو ترجمہ کی بجائے مصنّفِ کتاب کے اقوال کی ترجمانی قرار دوں گا اور میری کوشش یہ ہوگی کہ جو کچھ میں نے پڑھا اسے اپنی حسبِ فہم و استطاعت اپنے اندازِ بیان میں اپنے ہم زبان افرادِ ملت خاص طور پر حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے وابستگان اور آپ کے عقیدت مندوں تک پہنچا دوں۔ میں نے اس اردو تحریر میں اس بات کا خیال رکھا

کہ فصول کی ترتیب اور ان کے عنوانات اصل عربی کتاب کے مطابق ہی رہیں اور حد تاالامکان جملوں کی اصل ترتیب و تشکیل بھی قایم رہے اگرچیکہ الفاظ میرے اپنے ہوں۔ عربی تحریر میں اکثر القابات کا خیال نہیں رکھا جاتا اس لئے حضرت 'رحمۃاللہ علیہ' رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ جیسے القاب میری جانب سے اضافتیں ہیں۔ اسی طرح کتاب کی ابتداء میں جن اہم شخصیات کے کلماتِ تحسین پیش کئے گئے ہیں اور تتمہء کتاب میں کتاب کے متعلق جن شخصیات کے منتخب اقوال شامل ہوئے ہیں ان کے ناموں کے ساتھ اصل کتاب میں ان کے عہدوں کا ذکر نہ تھا جنہیں میں نے اپنی جانب سے شامل کیا ہے تاکہ اس طرح اردو قارئین کے لئے ان کا تعارف بھی ہوجائے اور میرے خیال میں یہ ضروری بھی تھا کیونکہ یہ شخصیات عالمِ عرب کی مشہور و معروف اور نمائندہ شخصیات ضرور ہیں لیکن اردودان طبقہ میں شائد ہی کوئی ان سے متعارف ہوگا۔

مجھے یقین ہے کہ قارئین تاریخ کے لئے عموماً اور وابستگانِ سلسلہء قادریہ کے لئے خصوصاً یہ تحقیق ایک بیش قیمت تحفہ سے کم نہیں اور قوی امید ہے کہ مصنفِ محترم کی دیگر تصانیف بھی ان شاءاللہ عنقریب ان کے مطالعہ کے لئے میسّر ہوں گی۔

و ما توفیقی الّا باللہ العلي العظیم

سید وحید القادری عارف

جنوری ۲۰۱٦ء

شکروتقدیر

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی

میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شاکر ہوں کہ مجھے اس عاجزانہ تحقیق کی توفیق دی۔ بعدازاں اپنے استاد محترم ڈاکٹر عبد السلام رؤوف صاحب کی خدمت میں ہدیہء تشکر پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پر نہ صرف مقدمہ تحریر کیا بلکہ میری اس تحریر پر نظرِ ثانی کی اور اصل مواد کی تحسین پر بھی توجہ فرمائی۔

ڈاکٹر محی ہلال السرحان اور ڈاکٹر سالم الآلوسی صاحبان کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس تحریر کو دیکھا اور اپنے تجربہ کا فیض علمی نصیحتوں کی صورت میں مجھ تک پنہچایا اور مجھے بعض نادر ونایاب مخطوطات کی نقلیں بھی فراہم کیں۔

ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری اس تحریر کے متعلق معلومات حاصل کیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا جن سے مجھے کافی مدد ملی۔

ڈاکٹر سعید عبد الفتاح عاشور صاحب کا بھی شکریہ کہ انہوں نے تحقیق کے ابتدائی مراحل میں تصحیح فرمائی۔

اور اپنے ہمزلف شیخ عفیف الدین عبد القادر الکیلانی صاحب کی مسلسل ہمت افزائی کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔

مقدمة الكتاب

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر عماد عبدالسلام رؤف صاحب

پروفیسر تاریخِ حدیث وصدر مرکز احیاء التراث العلمی العربی۔ بغداد یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ

سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے

وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔ (سورہء اعراف آیت ۱۷)

صدق اللہ العظیم

ماضیء قریب میں تحقیق کے دوران بعض متنوع وجوہات نے تاریخ اور اس کے رجحاناتِ مطالعہ 'تشریح اور تحریر پر نظرِ ثانی کے اہتمام کی جانب محققین کو راغب کیا۔ یہ اہتمام امتِ مسلمہ کی عام طرزِ زندگی پر اثر انداز ہونے والے بنیادی امور کے حقیقی ادراک کی ضرورت کے احساس کے باعث ظہور پذیر ہوا۔ گزشتہ تحریر شدہ تواریخ میں جو مواد تھا وہ تہذیب وثقافت کے محققین کو مطمئن کرنے کے لئے کافی نہیں تھا اور نہ ان میں موجود دلائل کے ذریعہ وہ عہدِ ماضی کی گہرائی تک پہنچ سکتے تھے۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی تھی کہ تاریخ کی بنیادوں کو ایک بار پھر کھوجا جائے اور ان کے بغور مطالعہ کے بعد حقائق معیارِ علمی کے اصولوں پر ثابت ہو جائیں اور انہیں سادگی کے ساتھ یوں تحریر کیا جائے کہ دورِ حاضر اور مستقبل میں تاریخ کو اس جدید منہج پر بہتر انداز میں سمجھا جا سکے۔

اہم تفصیلات

سر کردہ شخصیات کی مفصل سوانح حیات فی نفسہ نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں کیوں کہ یہ نہ صرف مذکورہ شخصیت کے مرتبہ پر دلالت کرتی ہیں بلکہ اس کے فکری اور اجتماعی رجحانات کی بھی عکاس ہوتی ہیں اور ان سے بسا اوقات بعض ایسے باریک مسائل کی بھی تشریح ہوجاتی ہے جو عموماً غیر اہم جان کر نظر انداز کردئے جاتے ہیں۔ انسان نہ خلا میں بستا ہے اور نہ جغرافیائی حدود سے خارج ہوسکتا ہے۔ وہ فطری طور پر اسی اولین ماحول کا حصہ ہوتا ہے جس میں اس کی پیدائش اور پرورش ہوتی ہے۔ اسی باعث اس ماحول کا تفصیلی مطالعہ موضوعِ تحقیق شخصیت کے مزاج کو سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اور جب تحقیق حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت سے متعلق ہو تو محقق کے لئے محلِ فکر مزید غور طلب ہوجاتا ہے کیونکہ آپ کا دورِ حیات ہمہ اقسام کے فتنوں' سماجی تنازعات اور نظریاتی اختلافات سے پُر تھا اور یہ بسا اوقات مختلف انداز سے آپ کے سامنے سر اُبھارتے رہے تھے۔ آپ عنفوانِ شباب میں بغداد تشریف لائے اور وہیں سکونت پذیر ہوگئے۔ آپ نے علمائے بغداد سے تعلیم پائی اور وہاں کے ماحول میں اس طرح رنگ گئے کہ آپ اہلِ بغداد میں شمار ہوئے اور اپنی نشو نما' تعلیم و تربیت' ضعیفی' وفات اور مدفن کے اعتبار سے بغدادی ہی کہلائے۔ اسی باعث اس مقام کے متعلق محققین نے زیادہ توجہ نہ کی جو آپ کا مقامِ ولادت ہے اور جہاں آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی چند سال بسر فرمائے تھے۔ بعض مولفین نے اس روایت کو اپنایا جس کے مطابق آپ کا مقامِ ولادت جیلان بتایا گیا جو طبرستان کے نواحی میں واقع ہے۔ بعض مورخینِ متاخرین نے بھی اسی روایت کو اپنی کتب میں نقل کیا سوائے ان محققین کے جنہیں

اس روایت پر یقین نہ تھا اور جنہوں نے اپنے اس شک کا اظہار بھی کیا کہ جیلان نامی متعدد شہر دنیا میں موجود ہیں جن میں سے جیلان اور جیل عراق میں بغداد سے قریب واقع ہیں اور انہوں نے آپ کی نسبت ان کی جانب کی۔ لیکن ان کا یہ نظریہ کسی طرح عوام النّاس سے پوشیدہ رہا اور تاریخ میں اپنا مقام نہ پاسکا حالانکہ انہوں نے بڑے شرح وبسط کے ساتھ آپ کی جائے آفرینش اور بغداد میں تشریف آوری کے وقت وہاں موجود تہذیب و ثقافت کی تمام کڑیوں مثلاً علم و ادب 'شعر و شاعری' درس و تدریس 'تالیفات' محاضرات کا آپس میں ربطِ محکم ثابت کیا ہے۔ ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی نے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کا بڑے اہتمام سے مطالعہ کا کیا ہے اور اس خصوص میں متعدد تحقیقات وتالیفات کو بنظرِ غائر دیکھا اور ان رموز تک رسائی حاصل کی جن تک محققینِ ماضی نہ پہنچ سکے تھے۔ انہوں نے حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کے وطنِ اصلی کے مسئلہ کا بھی مطالعہ کیا' اس سلسلہ میں وارد روایات کا تقابلی جائزہ لیا اور بلادِ اسلامیہ میں موجود لٹریچر اور سفرناموں کی جانب رجوع کیا اور کافی مشقت اور طویل وقت صرف کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت عراق میں واقع جیلان میں ہوئی نہ کہ اس جیلان میں جو مشرقِ اسلامی کا حصہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مسئلہ حقیقتاً اس مشقت اور توجہ کا مستحق تھا جس کا بیڑہ ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی نے اُٹھایا اور مختلف روایات اور وسائلِ علمی کی تاریخی اور جغرافیائی اہمیت کا مطالعہ کیا اور دراصل علمی تصانیف تاریخ سے گہری دلچسپی' عظیم شخصیتوں کی سیرت سے دلی تعلق' احیائے معارفِ اسلامیہ سے شغف وہ خصوصیات ہیں جن کے باعث وہ متمیز ہیں اور ان کی تحقیقات قدر و منزلت کی نظر سے

دیکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس مشغلہء تحقیق میں برکت عطا فرمائے اور وہ اسی طرح مزید تاریخی تحقیقات کے ذریعہ اپنی علمی ضوفشانیاں عام کرتے رہیں۔

ڈاکٹر عماد عبدالسلام رؤف

کلمات

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی صاحب

پروفیسر شعبہء تعلیم۔اُمّ القریٰ یونیورسٹی۔ سعودی عرب

امامِ مصلح حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت سے متعلق آپ کی یہ تحقیق دراصل آپ کی ان تھک محنت کا پھل اور ایک خوش کن اور حیرت افزا خبر ہے جو اس تاریخی حقیقت کو بے نقاب کرتی ہے جو حضرت شیخِ جیلانی رضی اللہ عنہ کی ابتدائی حیات سے ناواقفیت کی وجہ سے پوشیدہ رہی۔

آپ کا یہ عمل میری نظر میں ان جلا کردہ موتیوں کی مانند ہے جنہیں غوطہ خور سمندر کی گہرائیوں سے نکالتے ہیں اور ان کو چمکاتے ہیں تاکہ وہ تاریخی حقائق اور جغرافیائی ثبوتیات کے درمیان اپنا صحیح مقام پا سکیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ حضرت حسن البصری پر رحمت فرمائے کہ انہوں نے فرمایا "جس کی عقل اس کی رہنمانہ ہو اسے اوروں کی روایات کی کثرت سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا"۔

ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی

کلمات

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر سعید عبدالفتاح عاشور صاحب

پروفیسر تاریخِ قرونِ وسطیٰ جامعہ اسکندریہ 'مصر و جامعہ عربی بیروت

تاریخِ اسلامی متعدد روایات پر مبنی ہے۔ اسی لئے مورخ اور محقق کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ان روایات کی اچھی طرح چھان بین کرے اور حقیقتِ حال تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ خاص طور پر جب مورخ تاریخ پر کوئی فیصلہ کرے تو اس کا یہ فیصلہ منصفانہ اور صرف حقیقت کو منظرِ عام پر لانے کے لئے ہو۔

حضرت شیخ الاسلام عبد القادر رضی اللہ عنہ 'جنکا نامِ نامی ہماری تاریخ میں روشن و منور ہے' ان کے مقامِ ولادت سے متعلق آپ کی یہ تحقیق ایک علمی کارنامہ ہے اور اس سے ذہنوں میں ایک بار پھر اس امر کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے کہ روایات کی تحقیق کی جائے اور انہیں بغیر غور و فکر تسلیم نہ کیا جائے۔

ڈاکٹر سعید عبدالفتاح عاشور

کلمات

فضیلت مآب ڈاکٹر محی ہلال سرحان صاحب

رکن "اتحاد الکتّاب و المؤلفین"-بغداد

رکن "اتحاد المورّخین"-بغداد

مدیر تحریر "مجلة الشريعة والقانون"

مدیر تحریر "مجلة الرسالة الإسلامية"

علمی تحقیق ہمارا سرمایہ ہے اور اس کو عامۃ الناس تک پہنچانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ خاص طور پر روایات کے انبار کی موجودگی میں مورخین کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنے قلم کو قابو میں رکھیں۔ میری رائے میں عراق میں سیدنا عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت سے متعلق آپ کا یہ مقالہ اسی امر کی توفیق کا مظہر ہے اور آپ نے جو تحقیق پیش کی ہے وہ یقیناً لائقِ ستائش ہے۔

ڈاکٹر محی ہلال سرحان

کلمات

فضیلت مآب ڈاکٹر رشید الخیون صاحب

مصنف "الادیان و المذاہب بالعراق"

ودیگر مطبوعاتِ متعددہ

حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ نے اقدارِ تصوف کی روحانیت کا احاطہ کیا اور اس طرح ایک سنّتِ سنیّہ کی بنیاد ڈالی اور اس کے قیام کے لئے جدوجہد فرمائی۔ آج بھی قادریت حضرت بازِ اشہب سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ کے انہی نظریات کی علمبردار 'عزم و استقلال سے معمور' سیاست اور جانبداری سے بعید سماجی بلندیوں پر فائز نظر آتی ہے اور تصوفِ قادری کا اس خصوص میں ہمیشہ بڑا اہم کردار رہا ہے۔

مجھے ایامِ طالبعلمی میں حضرت علیہ الرحمہ کے روضۂ مبارکہ کے قریب سکونت کا شرف حاصل رہا ہے۔

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور اپنی تحقیق میں گہرائی اور گیرائی کے لئے معروف ہیں۔ اپنے اس مقالہ کے ذریعہ انہوں نے اپنے جدّامجد رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ کو تاریخی تحقیق کے نقطۂ نظر کے عین مطابق بڑی احتیاط کے ساتھ مکمل' مستند اور مدلل انداز میں تحریر کیا ہے جو اسلامی ورثہ میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے اور جس سے شدت پسندی اور تعصب سے مقابلہ میں مدد ملے گی اور پرچمِ اسلامی خوشگوار بلندیوں پر لہرائے گا۔

میں امید کرتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب قارئین میں مقبول ہوگی اور اس سلسلہ میں مزید تحقیق کا سدِّباب ثابت ہوگی۔

ڈاکٹر رشید الخیون

کلمات

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر محسن مہدی صاحب

سابق پروفیسر ہارورڈ یونیورسٹی-امریکہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب مطالعہء تاریخ اور تنقیدِ سیرت میں ایک بہترین اضافہ ہے۔ موقر محقق ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی نے اپنے جدّ امجد رضی اللہ عنہ کی سیرت کا اس انداز سے مطالعہ کیا کہ بیک وقت تاریخی روایتوں پر اندرونی اور بیرونی تمام تر تنقیدوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کے متن پر نظرِ ثانی کی' ان کا معترف شدہ شواہد اور دلائل سے تقابل کیا اور ان حقائق کو منظرِ عام پر لے آئے جو اب تک پردہء اخفا میں تھیں۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع و مدلل ہے اور قارئین کو قائل کرنے کی امتیازی خصوصیت رکھتی ہے اور اسی باعث خاطر خواہ پزیرائی کی مستحق ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ مصنفِ محترم کو مزید قابلِ قدر مطالعات کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاکٹر محسن مہدی

کلمات

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر کمال مظہر احمد صاحب

پروفیسر بغداد یونیورسٹی۔ عراق

اکثر دیکھا گیا ہے کہ محققین سابقہ تحقیقات' کتب اور نظریات کو بآسانی قبول کر لیتے ہیں جس کے باعث ان کی تحقیق میں صلاحیت و جدّت کا فقدان ہوتا ہے۔ اس کے برعکس آپ کا یہ مقالہ نہ صرف حقائق کی جانب ہماری رہنمائی کرتا ہے بلکہ میدانِ تحقیق میں صحیح طرزِ عمل کے ساتھ بے نظیر تخلیقی صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ آپ کا شمار آپ کی اس تحریر کے باعث حقیقی تخلیق کاروں میں ہوتا ہے۔ آپ کی مزید تخلیقات کے لئے ہماری نیک خواہشات پیش ہیں۔

ڈاکٹر کمال مظہر احمد

ارشادات

حضرت امام حافظ محی الدین ابوذکریا یحییٰ النووی رحمۃ اللہ علیہ

کراماتِ اولیاء میں ہمیں حضرتِ قطب' شیخِ بغداد محی الدین عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی کرامات سے زیادہ کسی اور کی کرامات نہیں ملتیں۔آپ بغداد میں سر گروہِ ساداتِ شافعیہ و حنابلہ تھے۔اپنے وقت میں آپ علم ودانش کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھے۔آپ کی صحبت سے متعدد اکابرین فیضیاب ہوئے۔ عراق کے مشائخینِ عظام بھی آپ کی جانب رجوع کرتے تھے۔ تشنگانِ علم بکثرت آپ کی خدمت میں حصولِ علم کے لئے حاضر ہوتے تھے اور آپ کے بے شمار تلامذہ نے علم وحکمت کے بلند ترین مقامات تک رسائی حاصل کی ہے۔تمام مشائخین اور علمائے وقت آپ کی بے انتہا توقیر واحترام کرتے تھے۔آپ کا قول ان کے لئے قولِ فیصل ہوتا جس کی وہ بلا رد و کد تعمیل کرتے۔ اہلِ سلوک آپ کی خدمت میں دور دراز کے علاقوں سے جوق درجوق حاضر ہوتے تھے۔

آپ صفاتِ جمیلہ اور اخلاقِ شریفہ کے حامل'ادب ومروت میں کامل'تواضع و انکساری کے پیکر' خوش صورت' علم و دانش سے لبریز' احکامِ شریعت پر سختی سے عمل پیرا'اہلِ علم کے لئے قابلِ تعظیم'اربابِ دین وسنت کے لئے لائقِ تکریم'اہلِ بدعت و اصحابِ حرص و ہوا سے ناراض'مریدینِ حق سے محبت کرنے والے اور مجاہدہ اور مراقبہ کے تاحیات پابند تھے۔علوم و معارف میں آپ کے اقوال بلند ہیں۔ حرماتِ اللہ کا لحاظ نہ کرنے والوں پر آپ شدت سے ناراض ہوتے تھے۔ کریم النّفس تھے۔ سخاوت میں بے مثال تھے۔ الغرض اس زمانہ میں کوئی آپ جیسا نہ تھا۔رضی اللہ عنہ (ماخوذ از کتاب "بستان العارفین")

اقوالِ زرین

حضرت امام غزالی

رحمۃ اللہ علیہ

"جس نے شک نہیں کیا اُس نے دیکھا نہیں
اور جس نے دیکھا نہیں وہ تاریکی میں بھٹکتا رہا"

حضرت امام طبری

رحمۃ اللہ علیہ

"جو قابلِ اعتماد ہو اسے قبول کر لو
اور جو ناقابلِ اعتماد ہو اسے قبول نہ کرنا"

جان جیک روسو

(Jean-Jacques Rousseau)

"عظیم تاریخی حقائق سطحِ آب پر بہتے اس برف کی مانند ہیں جس کا اوپری حصہ پانی پر بہتا نظر آتا ہے لیکن جس کا اصل تو وہ زیرِ آب ہوتا ہے اور جس کی حقیقت غوطہ زنی کے بغیر معلوم نہیں ہو پاتی"

حقیقت اور تاریخ

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ (۴۷۰-۵۶۱ ھجری/۱۰۷۷-۱۱۶۵ء) کی سیرتِ طیبہ کی مختلف جہتیں ہیں جو عام طور پر عربی اور اسلامی نظریات کی تاریخ کے محققین کے لئے اور خاص طور پر خلافتِ عباسیہ کے اواخر میں اثر انگیز مسلم شخصیتوں پر ریسرچ کرنے والوں کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ آپ کے عرصہء حیات میں واقع صلیبی جنگوں کے دوران آپ ہی نے مبلغین کے کئی گروہ تیار کئے تھے اور ان کی تعلیم و تربیت فرمائی تھی جنہوں نے صلاح الدین ایوبی کے ساتھ بیت المقدس کی آزادی میں حصہ لیا تھا۔

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ یکساں طور پر آپ کے دورِ حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد بیشتر مولفین اور مورخین کی تحقیق پر اثر انداز رہی ہے اور آج تک بھی عالمِ اسلامی میں محققین اور علماء کی تحقیق کا اہم موضوع بنی ہوئی ہے۔

میں نے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت کے متعلق یہ تحقیق اس لئے نہیں کی کہ میں متعدد تواریخ کے اس نظریہ پر حیرت زدہ ہوں جن کا تاریخ کی تشریح میں خرافات کو پروان چڑھانے میں بڑا اہم کردار رہا ہے بلکہ میری اس تحقیق کی اصل وجہ ان مصادر پر میرا شک تھا اور یہی شک اس مبہم و غامض موضوع کی جانب میرا رہنما بنا۔ چنانچہ میں نے متعدد تاریخی اور معاصر ذرائع کا گہرا مطالعہ

کیاتاکہ کسی مشہور مصنف کانام یا کسی تاریخی واقعہ پر پچھلے دور میں کی گئی اجتماعی نتیجہ خیزی میرے لئے باعثِ حیرت نہ رہے۔

میرا مقصد محض اختلاف کرنا نہیں بلکہ اس تاریخی واقعہ کو کما حقہُ شفافیت کے ساتھ منظرِ عام پر لانا ہے۔

میں نے بکثرت موجود قدیم و معاصر ذرائع اور حوالہ جات، تعلیم اور تحقیق کے مختلف ذرائع سے متعلق معلومات کے حصول کے لیے کوشش کی اور مناسب نتائج تک پہنچنے کے بعد ان تاریخی حقائق کو ترتیب وار تحریر کیا۔ یہ مرحلہ بڑا صبر آزما تھا اور اس میں کئی سال صرف ہوئے۔

میں نے اپنے اس ہدف کی تکمیل کے لئے کسی طرح کے میلانِ طبع سے اجتناب کیا جو اکثر محققین کا انداز رہا ہے اور جس کے باعث وہ تاریخی حقائق کی تحقیق میں ان روایات پر اکتفا کر گئے جو معروف تواریخ کے صفحات میں موجود تھیں اور یہی ان کی تحریروں پر بھی اثر انداز رہیں۔

پھر جو کچھ میں نے تحریر کیا اس کی غرض و غایت بلا کسی شخصی جذبہ کے محض حقیقتِ حال تک رسائی اور سیرتِ قادریہ کی تشریح پر باندازِ نو ضوفشانی کرنا ہے۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ میری اس تحریر سے مطالعاتِ تاریخ' تحقیق و تالیف اور امّتِ اسلامیہ کی سرکردہ شخصیات' بشمول حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے متعلق جو فکری سکوت کا خلا تھا وہ خاطر خواہ طور پر پُر ہو گا۔

مجھے فخر ہے کہ مجھے اس مقالہ کی تکمیل کے دن خواب میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے جدّامجد الباز الاشہب سیدنا عبدالقادر الجیلی قدّس اللہ روحہُ کے ساتھ ہیں اور آپ نے میرے ہاتھ کو تھاما اور مجھے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی جانب لے آئے۔

اور تمام توفیق و تکمیل اللہ کی جانب سے ہے

جمال الدین فالح الکیلانی

بغداد

باب الداخلہ

جیلان'عراق: عراق میں ایک تاریخی گاؤں ہے جو شہرِ مدائن کے ماتحت اور اس کے مشہور و معروف آثارِ قدیمہ میں شمار ہوتا ہے۔ یہ دارالحکومت بغداد سے ۴۰ کیلو میٹر جنوب میں واقع قدیم عراقی بابلی قریہ ہے۔ ڈاکٹر بہنام الصوف اس امر کی توثیق کرتے ہیں کہ وہ تمام شہر جنکا نام جیلان ہوا ہے ان کی وجہِ تسمیہ بابل قدیم کا یہی شہرِ جیلان ہے[1] اور اس کا ذکر بلادِ عرب کی متعدد تاریخی اور جغرافیائی کتابوں[2] میں موجود ہے۔ اور اسی شہرِ فرخندہ بنیاد کی جانب کئی عظیم شخصیتیں منسوب ہیں جن میں اہم ترین امام و فقیہ و مصلح حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے جو "تاج العارفین" "قطبِ بغداد" اور "باز اللہ الاشہب" کے القاب سے معروف ہیں اور جنہوں نے اس تاریک سرزمین میں نور و حکمت کے بیج بوئے اور خلق کے دلوں کو مالک الملک کے عشق سے لبریز کر دیا[3]۔

۱- التادفی۔" قلائد الجواہر فی مناقب عبد القادر"۔ ص ۹۹ اور "جیلان العراق۔ اسکی وجہِ تسمیہ (بلندی پر واقع سرزمین) اور عراقِ قدیم' بابل میں اس کا محل وقوع۔ علامہ ڈاکٹر بہنام الصوف سے انٹرویو بتاریخ ۲۰۰۲/۱۲/۱۶ء اور علامہ ڈاکٹر فوزی رشید سے انٹرویو بتاریخ ۲۰۰۱/۱/۷ء

اور دیکھئے Delopote-L-Mesopotamia-london-1925- p136

The Archaeology: Formation and Transformation of an Ancient Iranian State

by D. T. Potts, Cambridge University Press, 29/07/1999 - pp. 45-46

ISBN 0-521-56358-5

۲-یاقوت الحموی۔ "معجم البلدان" جلد ۲۔ مادہ ص ۲۰۰

۳-الشطنوفی۔ "بہجة الاسرار ومعدن الانوار"۔ ص ۳۲' الآلوسی۔ شہاب الدین ابی الثناء (ت 0471 ھجری 0812 ء)۔ "الطراز المذھب فی شرح الباز الاشھب" مخطوطہ نمبر ۴۰۵ المکتبة القادریة ص ۱۲' زیدان- یوسف۔ "باز اللہ الاشھب" ص ۱۴

سلاسلِ تصوف میں طریقہء قادریہ آپ ہی سے منسوب ہے اور آپ ہی نے صلاح الدین ایوبی کے اس لشکر کی فراہمی میں مدد کی تھی جس نے بیت المقدس کو صلیبی طاقتوں سے آزاد کیا تھا[۴]۔

۴-الکیلانی۔ماجد عرسان۔"هكذا ظهر جيل صلاح الدين،"ص۳۰۹۔اور اسی مصنف کا غیر مطبوعہ مقالہ "نشأة القادرية" ص۸۹

مشکلاتِ تحقیق

راقم الحروف کو اثنائے تحقیق میں متعدد صعوبات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے منجملہ کتبِ تذکرہ اور طبقات میں بکثرت پائی جانے والی معلومات ہیں جنکی اساس مختلف فیہ ہے۔ مزید برآں حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی کتبِ سیرت کسی خاص گروہ تک محدود نہیں جس کے باعث محقق کو ان میں سے اکثر و بیشتر کتب کی جانب رجوع ہونا پڑا تاکہ اگر کہیں کوئی کمی پائی جائے تو کسی اور مقام سے اس کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

اسی طرح مختلف مقامات پر موجود نادر و نایاب مخطوطات کے بارے میں معلومات کا حصول اور پھر ان تک رسائی کا مرحلہ تھا جس کے لئے متعدد شہروں میں واقع لائبریریوں اور متعلقہ اشخاص سے خط و کتابت کی گئی تاکہ ان نوادرات کی نقل حاصل کی جائے اور ان کا مقارنہ کیا جا سکے۔

ایک اور مشکل یہ پیش آئی کہ جب میں نے مختلف کتب و رسائل کا مطالعہ کیا تو پایا کہ اکثر کتبِ تاریخ میں حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی ابتدائی زندگی کے زمان و مکان پر قابلِ اعتماد معلومات کی فراہمی کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ جہاں تک حضرتِ جیلی رضی اللہ عنہ سے متعلق کتبِ تصوف کا تعلق ہے تو وہ تاریخی واقعات سے قطعِ نظر زیادہ تر آپ کی کرامات کے تذکرہ اور بندہ اور اس کے رب کے درمیان تعلق پر مرکوز ہیں جس کے باعث ان سے تاریخی دلائل کا استخراج مشکل ہے۔

سفرِ مکان و زمان

مورخین اور ماہرین جغرافیہ اس بات پر متفق ہیں کہ تاریخ اور جغرافیہ میں مشترک اقدار ہیں اور کسی مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے یہ باہم دیگر مربوط اور لازم وملزوم ہیں[۱]۔ کسی مقام کی موجودہ حیثیت کو سمجھنے کے لئے بھی اس کے تاریخی جغرافیہ کا مطالعہ لازمی ہے اور محقق کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے موضوع پر عہد و مقام دونوں کی رو سے تحقیق کرے۔

چنانچہ ہمارے اس تحقیقی مقالہ کی تدوین کے لئے نظریہء زمان ومکان سے دو جہتوں میں سفر ضروری ہے اور ہم خلافتِ عباسیہ کے عہدِ ثانی اور (دجلہ وفرات کے اطراف واکناف میں واقع) ارضِ سواد کی متعدد قرون پر مشتمل تاریخ کا یکساں جائزہ لیں گے۔

۱۔ شلش۔ اسماعیل سرور "جغرافية الإسلام التاريخية" ص ۳

ابن خلدون۔ عبدالرحمٰن بن محمد (۸۰۸ ھجری) "المقدمة" ایڈیشن ۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۷۸ ص ۴۶۷

جعیط۔ ہشام "في السيرة النبوية" مطبوعہ دار الطلیعہ بیروت ۱۹۹۰ ص ۱۳۲

حضرت سیدنا الامام عبد القادر الجیلی
رضی اللہ عنہ
کی سیرت پر نظرِ غائر

حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ

نام۔ کنیت۔ نسب

ابو صالح السيد محی الدين عبد القادر بن السيد ابی صالح موسٰی بن السيد عبد الله الجيلاني بن السيد يحیٰ الزاهد بن السيد محمد المدني بن امير مكه السيد داود بن السيد موسیٰ الثاني بن السيد عبد الله ابی المكارم بن السيد موسیٰ الجون بن السيد عبد الله المحض بن السيد الحسن المثنیٰ بن السيد الإمام الحسن السبط بن امير المومنين علي بن ابی طالب زوج السيدة البتول سيدة النساء العالمين فاطمة الزهراء بنت رسول الله سيدنا محمد مصطفیٰ صلی الله عليه وآله وسلم۔ چنانچہ آپ گیارہ واسطوں سے حضرتہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں[1]۔

۱۔ابن الجوزی۔ "المنتظم" جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۹ جلد ۱۰۔ صفحہ ۷ جلد ۱۰۔ صفحہ ۱۹۴۔ یاقوت الحموی۔ "معجم البلدان" جلد ۱۔ صفحہ ۴۲۶۔ ابن الاثیر۔ "الكامل" اور سبط ابن الجوزی۔ "مرآة الزمان" جلد ۸۔ صفحات ۱۲۴ اور ۲۶۴۔ الشطنوفی۔ "بهجة الاسرار" اور ذہبی "تاريخ الاسلام"۔ جلد ۳۹۔ صفحات ۸۶-۱۰۰ اور جلد ۳۶ صفحہ ۱۰ اور "العبر فی خبر من غبر" جلد ۳۔ صفحہ ۳۶۔ ابن الدمیاطی۔ "المستفاد من ذيل تاريخ بغداد" صفحہ ۱۲۷ (نمبر ۱۲۵)۔ العمری۔ "مسالک الابصار" جلد ۸ صفحات ۱۸۸-۹۶ (نمبر ۴۹)۔ الصفدی۔ "الوافی بالوفيات" جلد ۱۹۔ صفحات ۲۶-۲۸ (نمبر ۱۵۸۷)۔ الیافعی۔ "مرآة الجنان" جلد ۳ صفحات ۲۶۲-۲۷۵۔ ابنِ کثیر۔ "البداية و النهاية" جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۳ اور جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۴۔ ابنِ رجب۔ "الذيل على طبقات الحنابله" دو جلدیں (تصحیح محمد حامد الفقي)، مطبعة السنة المحمديه' قاہرہ-۱۹۵۲۔ جلد ۱ صفحات ۲۹۰۔ ۳۰۱ (نمبر ۱۳۴)۔ ابن الملقن۔ سراج الدین ابو حفص بن علی بن احمد المصری (ت ۸۱۲ ھجری.) ۔ "طبقات الاولیاء" طبع ۲ (تحقیق نور الدین شریبہ)، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۸۶ صفحہ ۴۲۱۔ جامی۔ "نفحات الأنس" جلد ۲۔ صفحات ۶۷۹-۶۸۲۔ التادفی۔ "قلائد الجواهر"۔ الشعرانی۔ "الطبقات الكبریٰ" جلد ۱ صفحات ۱۷۷-۱۸۶ (نمبر ۲۴۸)۔ المناوي۔ "الطبقات الكبریٰ" جلد ۱۔ صفحہ ۶۷۶ (نمبر ۴۲۴)۔ ابن العماد۔ "شذرات الذهب" جلد ۶ صفحات ۳۳۰-۳۳۶۔ القادري۔ ظہیر الدین۔ "الفتح المبين" صفحہ ۲۱۔ مخطوطات محي ہلال السرحان، المهداوي، ایمان کمال

مصطفی۔" عبدالقادر الكيلاني أدبياً" صفحہ ۳۲-- اور حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کا نسب ثابت ہے جس سے کوئی جاہل یا آپ سے بغض و عناد والا ہی انکار کر سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عماد الدین نصر بن عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہم نے جو اپنے وقت میں بغداد کے قاضي القضاة تھے اس نسب کا اعلان کیا تھا اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرتِ مذکور علیہ الرحمہ اس وقت بڑے ذمہ دار اور صاحبِ امانت مانے گئے ہیں جبکہ بغداد عالمی مرکز کی حیثیت کا حامل تھا اور جو انہوں نے اپنے خاندان کا نسب ترتیب دیا تو یہ دراصل سچائی کا اقرار اور اعلانِ حقیقت تھا۔ چنانچہ حضرت نصر بن عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں:

نحن من أولاد خير الحسنين

من به أصلح بين الفئتين

يشبه المختار في أعلاه إذ

كان ادناه شبيها بالحسين

سرّ كتمان أبينا أصله

أنه قال بأن الفقر زين

یعنی "ہم حضرتِ امامِ حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جن کے باعث دو گروہوں میں صلح ہوئی (عرضِ مترجم: یہاں سننِ نسائی میں مذکور حدیثِ مبارکہ "إن ابني هذا سيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين عظيمتين" کی طرف اشارہ ہے کہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کا سردار ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس سے ان کے دو عظیم گروہوں میں صلح ہو جائے) اور جو جسم کے اوپری حصہ میں اپنے نانا نبیِ مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہہ تھے جب کہ حضرت امامِ حسین علیہ السلام جسم کے باقی آدھے حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ ہمارے جدّ امجد کی پوشیدگی کا راز آپ کے اس فرمان میں ہے کہ فقر ہی بہتر ہے"۔

دیکھئے ابن الصابونی۔"تكملة إكمال ا لإكمال في الأنساب والأسماء والألقاب"۔جمال الدین ابی حامد محمد بن علی المحمودی المعروف ابن الصابونی۔ وفات ۶۸۰ ھجری۔ تحقیق و تعلیق ڈاکٹر مصطفیٰ جواد۔ مطبوعہ مطبع المجمع العلمی۔ عراق۔ ۱۹۵۷۔ صفحہ ۳۱۷۔ معلوم ہو کہ حضرت امامِ جیلی رضی اللہ عنہ نے خود اپنے متعدد مشہور و معروف اشعار میں اپنے نسبِ شریف کی جانب اشارہ فرمایا ہے جو ان مجلدات میں موجود ہیں۔ آپ کے نسبِ حسنی کی صراحت کرنے والوں میں مشہور ایرانی مفکر ڈاکٹر مرتضیٰ مطہری بھی شامل ہیں۔ دیکھئے کتاب "الإسلام و إیر ان" ترجمہ ہادی عنروی' مطبع سپہر ایران ۱۹۸۵ صفحہ ۲۰۷۔ اور اسی محقق کا علمی اسلوب اور تحقیقِ تاریخ کے اصول پر تحریر شدہ مقالہ بھی مخطوطہ حالت میں مکتبہ قادریہ شریفہ میں قسمِ تصوف نمبر ۵۰۴۶ کے تحت موجود ہے۔

مقامِ ولادت و آفرینش

مشہور ہے کہ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ ۱۱ ربیع الثانی ۴۷۰ ھجری مطابق ۱۰۷۷ عیسوی[2] کو جیل میں تولد ہوئے جو عراق میں بغداد سے جنوب کی جانب مدائن سے قریب ایک قریہ ہے اور یہی ہمارے اس تحقیقی مقالہ کا ماخذ[3] و موضوع ہے کہ آپ کی ولادت جیلِ عراق میں ہوئی نہ کہ جیلانِ طبرستان میں جیسے بعض کتابوں میں بغیر تحقیق و تدقیق لکھا جاتا رہا ہے۔

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی پرورش اس خاندان میں ہوئی جسے اسلامی مواخذ و مراجع میں خاندانِ صالح سے موصوف کیا گیا ہے[4]۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ زہد و تقویٰ' ریاضت و مجاہدہ اور اعمالِ صالحہ کے ذریعہ تزکیۂ نفس میں یکتائے زمانہ تھے اور اسی باعث اُن کا لقب "محب الجہاد" (جنگی دوست) تھا۔ آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ الصومعی الزاھد الحسینی[5] تھیں۔ حضرت الشیخ موسیٰ علیہ الرحمہ کی ایک ہمشیرۂ صالحہ عائشہ[6] نامی تھیں جن کے وسیلے سے لوگ بارش کے لئے دعا کرتے تھے اور آپ کے جدّ امجد حضرت عبد اللہ بن یحییٰ الزاھد علیہ الرحمہ اصحابِ رشد و ہدایت سے تھے۔

جہاں تک حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی صفاتِ مبارکہ کا تعلق ہے تو آپ نحیف البدن' درمیانی قد' کشادہ سینہ' طویل چوڑی بھوری ریشِ مبارک' جڑواں بھنویں' بارعب آواز' وضعدار شخصیت کے حامل اور صاحبِ علم و قدر تھے[7]۔

۱۔الدروبی۔ابراہیم۔"المختصر في تاريخ شيخ الاسلام"صفحہ ۱۱۲اور آلوسی کی مخطوطہ "أنساب الطالبيين"صفحہ ۹۸

۲۔ابن الجوزی۔حوالہ ءگزشتہ جلد ۱۰۔صفحات ۸۴-۸۵'ابن النجار۔"ذيل تاريخ بغداد" جلد ۵۔ صفحات ۲۸-۲۹'اور سبط ابن الجوزی۔"مرآة الزمان"۔ قسم ا جلد ۸ صفحہ ۱۷۳

۳۔الکیلانی۔جمال الدین فالح۔"الشيخ عبد القادر الكيلاني، رؤية تاريخية معاصرة"صفحہ ۸۷

۴۔ابن الدبیثی۔محمد سعید۔"المختصر المحتاج إليه من تاريخ بغداد"ایڈیشن ا۔جلد ۳۔منشورا۔مطالعہ و تحقیق مصطفی عبد القادر عطا۔جو خطیب البغدادی کی تصنیف "تاريخ بغداد" کی جلد ۱۵ کے ساتھ نشر ہوئی۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۹۹۷۔صفحات ۸۷-۸۸(نمبر ۲۹۱)

۵۔ابن کثیر۔"البداية والنهاية في التاريخ"جلد ۱۱۔صفحہ ۱۱۶۔اور جب حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے بغداد کو اپنا جائے سکونت بنالیا اور وہاں آپ کی رفعتِ شان مشہور و معروف ہو گئی تو آپ کی والدہء ماجدہ بھی بغداد آگئیں اور آپ کے دوسرے سفرِ حج میں آپ کے ہمراہ رہیں۔اُن کی وفات بھی بغداد میں ہوئی لیکن افسوس کہ سنِ وفات معلوم نہ ہو سکا۔ اسکوریال(El Escorial) لائبریری اسپین میں نمبر ۲/۴۱۷ کے تحت محفوظ قطب الدین موسیٰ بن محمد الیونینی کے مخطوطہ "مناقب الشيخ عبد القادر "صفحہ ۱۱ب جس کی تصویر ڈاکٹر محی ہلال السرحان نے لی۔

اکثر بلادِ اسلامیہ میں آپ کی اور آپ کی والدہء ماجدہ کی جانب جن مقامات کو منسوب کیا گیا ہے ان سے ڈاکٹر عبد اللہ السامرائی نے انکار کیا ہے اور ڈاکٹر عماد عبد السلام رؤوف نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ دیکھئے السامرائی۔ عبد اللہ سلوم۔"دراسة في سلسلة نسب الشيخ عبد القادر الكيلاني"مصورہ مخطوطہ جو جناب عبد الستار ہاشم سعید الکیلانی کے پاس موجود ہے۔

استادِ مکرم و شیخ ڈاکٹر عماد عبد السلام رؤوف صاحب کے ساتھ ۱۹۹۶/۹/۱ کو اور اس کے بعد میری متعدد ملاقاتوں میں بھی ان موضوعات پر طویل گفتگو رہی۔

۶۔ابن العماد۔"شذرات الذهب في أخبار من ذهب"۔جلد ۴۔صفحہ ۱۹۹

۷۔یہ امر واضح ہے کہ آپ کے جدّامجد حضرت "عبد اللہ الجیلانی" جو جیل اعراق میں پہلی بار سکونت پذیر ہوئے۔یہ مشرقِ اسلامی میں امارتِ حسنیین کے عہد میں جو کردستان اور اس کے وسیع و عریض اطراف و اکناف میں تھی جیل منتقل ہوئے تھے۔اور اُن کے والدِ ماجد حضرت یحییٰ الزاھد پہلے شخص تھے جو مشرق میں وارد ہوئے تھے۔آپ کے قریب ترین رشتہ دار حضرت امام علی الشرقی (عراقی لہجہ میں انہیں الشرجی کہا جاتا ہے) علیہ الرحمہ بن احمد بن محمد المدنی بن داؤد الامیر بن موسیٰ الثانی تھے جو علاقہء میان میں واقع قضاء علی الشرقی میں مدفون ہیں۔ابن الاثیر۔"الكامل في التاريخ"جلد ۹ صفحہ ۵۶۱۔۔ العمری۔ابو الحسن "المجدي في النسب"۔ مخطوطہ۔مکتبۃ الاسکندریۃ نمبر ۳۷۴۲ صفحہ ۱۳۱۔۔الکیلانی۔ جمال الدین فالح۔"الامام عبد القادر الجيلانی: جيلان العراق لا جيلان الطبرستان"۔۔"مجلة كلية الاداب"عین شمس

یونیورسٹی۔۲۰۰۹۔ ملاحظہ فرمائیں ڈاکٹر صالح احمد العلی کا عربِ خراسان کے موضوع پر تحریر کردہ مضمون'ڈاکٹر عبد الرزاق الانباری کا مقالہ "التوزيع الجغرافي لعرب خراسان" اور ڈاکٹر ناجی حسن الیافعی کی تالیف "القبائل العربية في المشرق" اور ان کے مصادر کی جانب مراجعت کی اہمیت۔

آپ کے سفر

الف: جیل سے بغداد کا سفر:

حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ نے بعض علومِ شرعیہ صغر سنی میں اپنے افرادِ خاندان سے حاصل کئے اور پھر مزید علوم کے حصول کے لئے آپ ۱۸ سال کی عمر میں سن ۴۸۸ ھجری مطابق ۱۰۹۵ عیسوی' خلیفہء عباسی مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدی بِامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ العباسی کے دورِ خلافت میں بغداد تشریف لائے۔ بغداد میں سکونت پذیر ہونے کے بعد آپ حضرت الشیخ ابو سعید المخرمی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سے وابستہ ہوگئے۔ یہ مدرسہ الرصافہ سے مشرق کی جانب محلہ "باب الازج" میں واقع تھا جو اب محلہء "باب الشیخ" سے موسوم ہے۔ آپ کے اس سفر کے دوران ایک واقعہ قابلِ اعتماد مخطوطات میں درج ہے اور اسے ہم بغرضِ درسِ اخلاقی یہاں نقل کرتے ہیں۔ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہر امر کی بنیاد سچائی پر رکھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت میں طلبِ علم کی غرض سے جیل سے بغداد کی جانب روانہ ہونے لگا تو میری والدہ نے مجھے چالیس دینار دیئے او مجھ سے ہمیشہ سچ کہنے کا وعدہ لیا۔ جب ہم ایک ویرانہ میں پہنچے تو کچھ عرب نمودار ہوئے اور انہوں نے قافلہ کو لوٹ لیا۔ ان میں سے ایک میرے پاس آیا اور پوچھنے لگا "تمہارے پاس کیا ہے؟" میں نے کہا چالیس دینار ہیں۔ اس نے خیال کیا کہ میں مذاق کر رہا ہوں اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر مجھے ایک دوسرے شخص نے دیکھ لیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا "تمہارے پاس کیا ہے؟" میں نے اسے بھی بتادیا تو وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا۔ سردار نے بھی وہی سوال کیا اور میں نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ تم ایسے سچ کیسے کہہ سکتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ

میری ماں نے مجھ سے سچ کہنے کا وعدہ لیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میں وعدہ خلافی نہ کر بیٹھوں۔ وہ چیخ کر رونے لگا اور کہا "کیا عجب ہے کہ تمہیں اپنی ماں سے وعدہ خلافی کا ڈر ہے اور میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد میں خیانت سے تک نہیں ڈرتا"۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اہلِ قافلہ کو ان کو ان سے لوٹا گیا مال واپس کر دیا جائے۔ اور کہا" میں آپ کے دستِ مبارک پر اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں"۔ اس کے ساتھیوں نے کہا: کہ آپ ہم سے بڑے قاطعِ طریق ہیں اور اب آپ توبہ میں ہمارے سر گروہ ہیں اور ان تمام نے آپ کی اور آپ کی صدق گوئی کی برکت سے توبہ کا شرف حاصل کیا[۲]۔

ب: بغداد سے بعقوبہ کا سفر:

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا دوسرا سفر بغداد سے شہرِ بعقوبہ کی جانب کسبِ معاش کے قصد سے تھا۔ آپ اپنے اس سفر کے متعلق فرماتے ہیں "اہلِ بغداد سے فقہاء کی ایک جماعت فصل کی کٹائی کے دنوں میں غلہ کے حصول کے لئے دیہی علاقوں کا رخ کرتی تھی۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو تاکہ کچھ غلہ لے آئیں اور میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ بعقوبہ میں ایک نیک شخص تھے جن کا نام "الشریف البعقوبی" تھا۔ میں ان سے ملاقات کے لئے گیا تو انہوں نے فرمایا "طالبانِ حق اور

۱۔ ابن الدیثی۔ حوالہء گزشتہ۔ صفحہ ۳۰۶

۲۔ الذھبی۔ "سیر اعلام النبلاء" جلد ۲ صفحہ ۴۴۱۔ اور دیکھئے ابن الصابونی کی کتاب "تکملة اکمال الاکمال" ڈاکٹر مصطفیٰ جواد کی تحقیق۔ حاشیہ ۳۶۔ مطبوعہ المجمع العلمی العراقی۔ بغداد ۱۹۵۷۔ اور دیکھئے شطنوفی کی "بهجة الأسرار" پر جمال فالح الکیلانی کی تحقیق۔ صفحہ ۱۵۶

صالحین کسی سے کچھ نہیں مانگتے" اور مجھے لوگوں سے سوال کرنے سے منع کیا۔ میں نے اس کے بعد اس غرض سے کسی مقام کا سفر نہ کیا"۔ یہ سفر حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے نفسِ مبارکہ کے لئے بڑا اہم، نفع بخش اور سبق آموز تھا جس کا آپ کی شخصیت پر گہرا اثر ہوا۔ آپ کا ترکِ سوال پر عمل پیرا ہونا آپ کے ارادہء صادقہ کی قوت اور نیک نصیحت کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کے جذبہ کی دلیل ہے[1]۔

ج: بغداد سے دیارِ مقدسہ کا سفر:

مصادر و مراجع سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک نہیں دو سفر تھے جو فریضہء حج کی ادائیگی کی غرض سے تھے۔ آپ کا پہلا حج سن ۵۰۹ ھجری میں تھا جس کے دوران آپ کی ملاقات حضرت الشیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جبکہ دوسرا حج سن ۵۵۵ ھجری میں تھا جس میں آپ کی والدہء ماجدہ آپ کے ہمراہ تھیں[2]۔ آپ نے اس حج کے دوران متعدد شیوخ سے ملاقات فرمائی جن میں حضرت الشیخ ابی مدین الشعیب رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرت کے بعد صرف ایک دفعہ حج کیا اور اس سفرِ حج میں زمامِ قیادت میرے ہاتھ میں تھی"۔

۱۔ الشریف البعقوبی۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عرفۃ البعقوبی الشافعی الاشعری رحمۃ اللہ علیہ جو خلافتِ عباسیہ کے عہدِ ثانی میں شہرِ بعقوبہ اور اہلِ تصوف عراق کے سرکردگان سے اور حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے تھے۔ دیکھئے واسطی کی تصنیف " تذكرة المقتفين لآثار اولي الصفا وتبصرة المقتدين" صفحہ ۴۲۱۔ مخطوطہ مصطفیٰ جواد جو ان کے صاحبزادے جواد مصطفیٰ جواد کے پاس موجود ہے۔

۲۔ اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ آپ کی والدہء ماجدہ اپنے نوجوان صاحبزادے سے ملاقات کے بعد بغداد میں ہی وفات پا گئیں لیکن ان مخطوطات میں ان کا سنِ وفات مذکور نہیں۔ دیکھئے ابن الجوزی کی تصنیف "كلام الشيخ عبدالقادر" جو سالم الآلوسی کی مخطوطہ ہے اور مزید ملاحظہ کریں اس مقالہ نگار کی کتاب" الشيخ عبد القادر الكيلاني رؤية تاريخية معاصرة " صفحات ۷ تا ۶۷

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے ان سفروں کے علاوہ کسی اور سفر کا علم نہیں کیونکہ ان کے بعد آپ درس وتدریس اور وعظ و نصیحت میں مشغول ہو گئے۔

سیاسی اور سماجی پس منظر

جس عہد میں حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ بغداد تشریف لائے اس وقت حکومتِ عباسیہ کے تمام ممالک میں عجیب افراتفری کا دور دورہ تھا[1]۔ صلیبی طاقتیں شام کے دہانے پر حملہ آور تھیں[2] اور انطاکیہ اور بیت المقدس پر قبضہ کرنے میں کامیابی کے بعد وہاں مسلمانوں کا قتل عام کر رہی تھیں اور ان کے اموال کو لوٹ رہی تھیں[3]۔ اسی دوران ترکی سلطان "برکیاروق" ایک عظیم لشکر کے ساتھ عازمِ بغداد ہوا تاکہ خلیفہء وقت کو اس کے وزیر "ابن جھیر" کو معزول کرنے پر آمادہ کر سکے۔ خلیفہ نے سلجوقی سلطان "محمد بن ملک شاہ" سے مدد حاصل کی۔ چنانچہ ترکی اور سلجوقی سلطانوں کے درمیان متعدد معرکے ہوئے۔ ایک تذبذب کی کیفیت تھی کہ ان میں سے جو کوئی کسی معرکہ میں فتحیاب ہوتا تو اگلے خطبہء جمعہ میں خلیفہ کے نام کے بعد اس کا نام لیا جاتا تھا[4]۔

اسی دوران فرقہء باطنیہ[5] بھی اپنی خفیہ سرگرمیوں اور مسلم امراء اور قائدین[6] کے

۱۔ابن الدیشی۔ حوالہء گزشتہ۔ صفحہ ۱۲۴

۲۔ القادری۔ ظہیر الدین۔ حوالہء گزشتہ۔ صفحہ ۱۶'۔ علیوی۔ جعفر موسیٰ کا مقالہء ڈاکٹریٹ "عبدالقادر الجيلاني و التصوف"۔ کلیۃ الاداب۔ بغداد یونیورسٹی۔ ۲۰۰۲۔ صفحہ ۱۹۸

۳۔ابن کثیر۔ حوالہء گزشتہ۔ جلد ۳' صفحہ ۴۳

۴۔ابن الاثیر۔ "اللباب في معرفة الانساب" جلد ا۔ صفحہ ۲۶۶

۵۔ان کو "الحشيشية" کہا جاتا تھا کیونکہ یہ لوگ سیاسی قتل و غارتگری اور اپنے مذہب کی ترویج میں حشیش کا استعمال کیا کرتے تھے۔ اسی باعث یوروپین زبانوں میں لفظ "حشاشش" بمعنی قاتل مشہور ہوا۔ دیکھئے الشہرستانی کی "الملل و النحل" صفحہ ۲۷ اور ۲۹ —القاری۔ علی بن السلطان۔ "نزهة الخاطر الفاتر في سيرة الشيخ عبد القادر الجيلاني"

خانقاہ میں منہمک تھا۔ سلطانِ سلجوقی نے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اس کے ساتھ فارس کا رخ کیا جہاں اس نے "اصفہان" کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا جو فرقہء باطنیہ کا گڑھ تھا۔ شدید گھیراؤ کے بعد اہلِ قلعہ نے ہتھیار ڈال دئے۔ سلطان نے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور وہاں موجود باغیوں کو قتل کردیا[1]۔ پھر امرائے قبیلہء بنی اسد[2] سے "صدقہ بن مزید" نے عرب اور کردیوں کے لشکر کے ساتھ بغداد پر قبضہ کا ارادہ کیا تو سلطانِ سلجوقی نے سلجوقیوں کی ایک بڑی فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی[3]۔ یہاں مجرم دراصل بے روزگار اشرار تھے جو سلاطین کو آپس میں جنگ وجدال پر اکساتے تھے تاکہ شہر کا امن وامان درہم برہم ہو اور وہ لوگوں کو قتل کریں اور ان کا مال لوٹ سکیں۔ اور جب سلاطین جنگ سے لوٹتے تو وہ مجرموں کو سزائیں دینے میں مصروف ہوجاتے[4]۔ ظلم وبربریت اور دہشتگردی کے اس سیاسی پس منظر اور ماحول

(بسلسلہء گذشتہ) مخطوطہ القادریہ صفحہ ۴۳۔ شعبان۔ محمد عبدالحي محمد شعبان۔ "التاريخ الاسلامي تفسير جديد(الدولة العباسية)" المكتبۃ الاھلیہ بیروت ۱۹۷۷۔ صفحہ ۱۳۴۔ ارکون۔ محمد۔ "الفكر الاسلامي :نقد و اجتهاد"۔ ترجمہ ہاشم صالح۔ دارالساقی بیروت۔ ۲۰۰۹۔ صفحہ ۱۲۴

۶۔ المکی۔ بن عزوز۔ " السيف الرباني" صفحہ ۴۰۶

۱۔ الکیلانی۔ علاء الدین۔ "تحفة الابرار ولوامع الابرار" مخطوطہ۔ پرنسٹن یونیورسٹی۔ نسخہ جناب ہاشم سعید الکیلانی (ریٹائرڈ بریگیڈیر انجینئر)۔ صفحہ ۷۶

۲۔ ابن تغری بردی۔ "النجوم الزاهرة" جلد ۵ صفحہ ۱۷۱

۳۔ ابن الجوزی۔ نفسِ مصدر۔ جلد ۱۰۔ صفحات ۲۰۸۔ ۲۱۱۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۷۔ ۲۶۴۔ ۲۷۱

۵۔ ابنِ کثیر۔ مصدرِ گذشتہ۔ جلد ۹۔ صفحہ ۵۶۱۔ النجار۔ محمد رجب۔ "حكايات الشطار والعيارين"۔ عالم المعرفہ۔ کویت۔ ۱۹۸۱۔ صفحہ ۱۷۶

میں حضرت عبدالقادر رضی اللہ عنہ بغداد میں حصولِ علم میں مشغول تھے[1]۔آپ نے شیوخ اور فقہاء کی ایک جماعت سے فقہ کی تعلیم حاصل کی جن میں حضرت الشیخ ابوالخیر المخرّمی رحمۃاللہ علیہ بھی شامل تھے۔آپ اختلاف و اصول مذہب میں امتیاز کے حامل ہوئے' ادب کامطالعہ کیااور کبارِ محدثین سے سماعتِ حدیث کی۔اس طرح حضرتِ شیخ رضی اللہ عنہ تیس سال تک علومِ شریعت کے اصول و فروع کی درس وتدریس میں مشغول رہے[2]۔

۱-ابن خلکان۔"وفیات الاعیان"جلد۳۔صفحات ۲۴'۲۲۷'۲۵۴'۴۴۶

۲-ابن الوردی۔"مخطوط خریدة العجائب وفریدة الغرائب"۔نسخہ سالم الآلوسی۔صفحہ۱۸۱

مجلسِ وعظ و تدریس

جب حضرت ابو سعید المُخرمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردِ رشید حضرت عبد القادر علیہ الرحمہ میں علم و استقامت کی کثرت پائی تو آپ کے لئے ۵۲۱ ھجری کے اوائل میں باب الازج میں واقع اپنے مدرسہ میں مجالسِ وعظ کا اہتمام فرمایا جہاں آپ ہفتہ میں تین دن' بروزِ اتوار' بروزِ جمعہ اور منگل کی شب کو خطاب کرنے لگے۔ آپ کا پہلا فرمان یہ تھا:

"فکرِ معرفت کے متلاشی قلب کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر معارف کی موتیوں کو ساحلِ صدر پر لے آتے ہیں، پھر زبان ان کی فروخت کے لئے آواز لگاتی ہے تو نفسِ حسنِ طاعت کے دام دے کر انہیں ان گھروں میں خرید لیتے ہیں جنہیں بلند کرنے کے لئے اللہ سبحانہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے"[1]

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اپنے مواعظِ حسنہ کے ذریعہ کئی ظالم حکمرانوں کو ظلم سے روکنے اور متعدد گمراہوں کو گمراہی سے پلٹانے میں کامیاب رہے۔ خاص طور پر حکام آپ کی تنقید کا نشانہ ہوتے تھے اور ساتھ ہی آپ عامۃ النّاس کو خلافِ شریعت امور میں ان کی اطاعت سے منع فرماتے تھے۔

۱-ابن الجوزی۔ حوالہء گزشتہ۔ جلد ۹ صفحات ۱۶۸-۱۷۰' یاقوت الحموی۔ "معجم البلدان" جلد ۴ صفحہ ۴۹' سبط ابن الجوزی۔ "مرآة الزمان" جلد ۸' قسم ۱' صفحات ۳۹-۴۰' ابن خلکان۔ "وفيات الأعيان" جلد ۴ صفحات ۲۱۶-۲۱۹' السبکی۔ "طبقات الشافعية الكبرى" جلد ۶ صفحہ ۱۹۱ (ترجمہ مطولہ)' الاسنوی۔ "طبقات الشافعية" جلد ۲ صفحہ ۱۱۱' ابن کثیر۔ "البداية والنهاية" جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۴' جامی۔ "نفحات الأنس" جلد ۲ صفحہ ۵۱۶' المناوی۔ "الطبقات الكبرى" جلد ۱ صفحہ ۷۰۴ (نمبر ۴۴۵)' ابن رجب۔ "الذيل على طبقات الحنابلة" جلد ۲ صفحہ ۴۰' الکیلانی۔ جمال الدین فالح۔ "الشيخ عبد القادر الكيلاني رؤية تاريخيةمعاصرة" صفحات ۷-۷۶

ایک مجلس میں فرماتے ہیں:

"بادشاہ رعایا کے معبود ہو گئے۔ دنیا' مال و متاع' بے فکری' رتبہ و طاقت معبود بن گئے۔ تم نے فروع کو اصل بنا لیا۔ رزق پانے والے کو رازق' مملوک کو مالک' فقیر کو غنی' عاجز کو قوی' مردہ کو زندہ سمجھ لیا۔ تم نے دنیا کے غرور کرنے والوں' فراعین' حکمرانوں اور دولتمندوں کی بڑائی شروع کر دی اور اللہ عز و جل کی عظمت کو فراموش کر دیا تو تمہارا حکم وہی ہے جو بت پرستوں کا ہے کہ تم اپنے ان بتوں کی بڑائی کرنے والے ہو"

آپ نے بلا امتیاز ان ظالم سلاطین کے آلہء کار اور عملے کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا جو ان کے احکام کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور یہی نہیں' آپ اپنی عام محافلِ وعظ میں ان حکمرانوں کو بھی ہدفِ تنقید بناتے تھے اور ان کے مخصوص انحراف اور ظلم پر اپنے تاثرات بھی بے جھجک بیان کرتے تھے۔ چنانچہ سن ۵۴۱ ھجری مطابق ۱۱۴۶ عیسوی میں جب خلیفہء مقتفی نے یحییٰ بن سعید کو جو ابن مرجم کے نام سے معروف تھا قضاءت پر فائز کیا تو اس نے رعایا پر ظلم کی انتہا کر دی' ان کے مال لوٹے اور رشوت کا بازار گرم کیا۔ چونکہ علی الاعلان کوئی اس کی مخالفت نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس کے خلاف منشور لکھے گئے اور مساجد اور راستوں پر چپکائے گئے۔ سبط ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حضرت عبد القادر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ جب خلیفہ کو مسجد میں پایا تو اس موقع کو غنیمت جان کر بر سرِ منبر اس سے مخاطب ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ "تم نے مسلمانوں پر ظالم ترین حکمران مسلط کر دیا اور کل ربّ العالمین کو تم کیا جواب دو گے"۔ خلیفہ نے فوراً قاضیء مذکور کو برطرف کر دیا۔ اسی طرح کا معاملہ آپ نے کئی وزیروں اور دیگر سرکردہ شخصیتوں کے ساتھ بھی کیا اور تاریخ

میں مذکور ہے کہ وہ حضرت عبد القادر رضی اللہ عنہ کے ارشادات کو سنتے تھے کیونکہ وہ آپ کی صدقِ مقصد اور نیک نیتی پر کامل اعتقاد رکھتے تھے۔ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ خود کو شکوک و شبہات سے بالاتر اور حکام کی قربت سے دور رکھتے تھے۔ آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی کسی حاکم کے دروازے پر دستک نہیں دی[1]۔ آپ کی مجلسِ وعظ میں وزراء اور امراء بکثرت حاضر رہتے۔ عوام النّاس پر آپ کی وعظ و نصیحت کا گہرا اثر ہوتا تھا جس کے باعث آپ کے دستِ حق پرست پر ایک لاکھ سے زیادہ چوروں اور اشقیاء نے توبہ کی[2] اور پانچ ہزار سے زیادہ یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا[3]۔ حضرت الجیلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت الغزالی علیہ الرحمہ کی فکر سے متاثر تھے۔ آپ نے ان کی "احياء علوم الدين" کی طرز پر ایک کتاب "الغنية" بھی تالیف فرمائی۔ آپ نے حضرتِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات بھی کی اور ان کے پاس بیٹھ کر ان سے استفادہ بھی کیا[4]۔ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ایک طلسماتی شخصیت اور منفرد روحانی اثر کے حامل تھے۔ آپ جب وعظ فرماتے تو سامعین آپ کی گفتگو کی دلکشی میں ایسے کھو جاتے کہ ان کے دل آپ

۱۔ الکتبی۔ ابن شاکر۔ "فوات الوفيات" جلد ۱ صفحہ ۳۷

۲۔ المقریزی۔ "السلوك" جلد ۱ صفحہ ۲۷

۳۔ شیمل۔ "الابعاد الصوفية في الاسلام" صفحہ ۲۹۷

۴۔ ابن الجوزی۔ حوالہء گزشتہ۔ جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۲' ابن نقطہ۔ ابو بکر محمد بن عبد الغنی الحنبلی البغدادی وفات ۶۲۹ھ۔ "كتاب التقييد لمعرفة الرواة والسنن والمسانيد" تصحیح و تعلیق الطاف حسین۔ ط ۱۔ ۲ ج۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ۔ حیدر آباد دکن۔ الھند۔ ۱۹۸۳۔ جلد ۲ صفحہ ۱۶۳' ابن خلکان۔ "وفيات الأعيان" جلد ۳۔ صفحہ ۲۲۶' الذھبی۔ "تاريخ الاسلام" جلد ۳۸ صفحہ ۱۱۲' ابن الدمیاطی۔ "المستفاد من ذيل تاريخ بغداد" صفحہ ۱۱۳ (نمبر ۱۰۵)' الصفدی۔ "الوافي بالوفيات" جلد ۱۸۔ صفحہ ۷' ابن کثیر۔ "البداية والنهاية" جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۷' ابن العماد۔ "شذرات الذهب" جلد ۶ صفحہ ۲۷۵' الکیلانی۔ جمال الدین فالح۔ "لقاء الامامين الغزالي والجيلاني :حقيقة تاريخية" در مجلہ "الديار اللندنية" شمارہ ۸۵۴

کی وعظ و نصیحت سے مغلوب ہو جاتے[1]۔ ایک دفعہ آپ کرسیء وعظ پر تشریف فرما تھے۔ اثنائے گفتگو میں آپ کا عمامہ کھل گیا اور آپ کو اس کی خبر تک نہ ہوئی تو حاضرین نے بھی آپ کی تقلید میں بے ساختہ اپنے سروں سے عمامے اور ٹوپیاں اتار دیں۔ آپ ان علماء پر بھی شدید تنقید فرماتے تھے جو سلاطین کے در پر دستک دیتے تھے۔ آپ ان سے مخاطب ہو کر فرماتے:

"اے آخرت کی راہ میں اہلِ دنیا سے دنیا لوٹنے والو' اے حق سے نا آشناؤ' تمہیں ان عوام سے زیادہ توبہ کی ضرورت ہے' تمہیں اپنے گناہوں کے اعتراف کی ان سے زیادہ حاجت ہے کہ تمہارے پاس کوئی بھلائی نہیں"۔

اور فرماتے:

"اگر تمہارے پاس دولتِ علم اور اس کی برکتیں ہوتیں تو تم اس طرح ان سلاطین کے دروازوں کی جانب اپنے خواہشاتِ نفس کی پابجائی کے لئے نہ دوڑتے"۔

اور عامۃ النّاس کو ان کی مجالسِ وعظ میں جانے اور ان کی گفتگو کو سننے سے یوں منع فرماتے:

"اے اللہ کے بندو' ان لوگوں کی گفتگو نہ سننا جو صرف تمہارے نفس کو خوش کرنے والے ہوں۔ یہ لوگ اصحابِ حکومت کے سامنے جھکنے والے ہیں اور ان کے پاس مٹی کے ان ذرّات کی مانند ہیں جو نہ انہیں کسی معروف کا حکم دے سکتے ہیں اور نہ ہی کسی منکر سے روک سکتے ہیں۔ اور اگر یہ کیا بھی تو نفاق اور تکلّف سے کرتے

---

[1] ابن العماد۔ حوالہء گزشتہ۔ جلد ۵ صفحہ ۱۹

ہیں۔ اللہ اس زمین کو ان سے اور ہر منافق سے پاک کر دے یا پھر انہیں توبہ اور ہدایت نصیب فرمائے۔ مجھے حیا آتی ہے جب میں کسی کو اللہ اللہ کہتے سنتا ہوں اور وہ کسی اور سے اُمید رکھتا ہے"۔

اسی طرح آپ نے مذاہب میں شدت پسند علماء کی بھی تنبیہ فرمائی۔ اس خصوص میں آپ کے اقوال کے منجملہ یہ قول بھی ہے کہ "بے فائدہ گفتگو سے پرہیز کرو۔ مذاہب میں عدم رواداری کو ترک کردو اور ایسے کام کرو جو دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے نفع بخش ہوں"۔ اس موقف سے آپ کی مراد صورتِ حال کی اصلاح اور علمائے ربانی کی ایک ایسی جماعت کی افزائش تھی جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے' انہیں ہدایت و پاکیزگی کی راہ دکھائے اور امّتِ مسلمہ میں صحیح تعلیمات پھیلائے تاکہ آنے والی نسلیں ان لوگوں کی خصوصیات کی حامل ہوجائیں جن کے ہاتھوں اللہ سبحانہ تعالٰی نے ایمان والوں کی کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے اور حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اپنے اس مقصد میں بڑی حد تک کامیاب رہے[1]۔

حضرت الشیخ ابو سعید المخرمی علیہ الرحمہ والرضوان کی وفات کے بعد ان کے مدرسہ میں تدریس و افتاء کی ذمہ داری اُن کے خلیفہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلی علیہ الرحمہ کے سپرد ہوئی۔ آپ کی شخصیت کی جاذبیت' علم دوستی اور طالبانِ علم کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کے باعث طلبا اس مدرسہ کی جانب جوق درجوق آنے لگے یہاں تک کہ مدرسہ میں جگہ کی تنگی ہونے لگی تو اصحابِ ثروت کی مالی اعانت اور فقراء کی عملی خدمات سے مدرسہ کے اطراف و اکناف کے مکانات اور دیگر املاک کو اس میں شامل کرلیا گیا اور یہ تعمیر سن ۵۲۸ ھجری مطابق

۱۔ سبط ابن الجوزی۔ "مرآة الزمان" جلد ۸ ق ا صفحہ ۱۳۸' الشطنوفی۔ "بهجة الأسرار" صفحات ۱۱۴'۳۰۹

۱۱۳۴عیسوی میں تکمیل پائی اور یہ مدرسہ آپ سے منسوب کیا گیا[1]۔

۱۔ابن الجوزی۔حوالہء گزشتہ۔جلد۱۰صفحہ۱۷۳'اور مدرسہ کی توسیع میں مالی اعانت کے متعلق دیکھئے محمد بن جریر الطبری کی" جامع البیان في تأویل آي القرآن"جلد۵۔ "تحقیق محمد احمد شاکر"۔مطبع مصطفٰی الحلبی؛ قاہرہ۱۹۷۸'جلد۶صفحہ۱۷۶۔المدرس۔عبدالکریم۔"مواهب الرحمن في تفسیر القرآن"جلد۵دار الحریه للطباعه۔بغداد۔۱۹۹۷۔جلد۵صفحہ۸۷اور ابوالاعلیٰ مودودی۔"تفسیر سورة النور"۔المکتبة الاسلامیة۔ قاہرہ۱۹۵۸صفحہ۳۵

آپ کی دعوت اصلاح کی خصوصیات

حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجلس کی ابتداء دو یا تین لوگوں سے فرمائی پھر آپ کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ مدرسہ میں گنجائش نہ رہی تو آپ حصارِ بغداد کی جانب واقع اپنی رباط میں مجالس منعقد فرمانے لگے اور وہاں لوگ بکثرت آپ کی خدمت میں آتے اور آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کرتے۔ ابتدائے وقت سے آپ کی دعوت وارشاد کی امتیازی خصوصیت تعلیم وتربیتِ روحانی کا منظم اہتمام تھا۔ حضرت الشیخ عبد القادر علیہ الرحمہ نے جب اپنے شیخ حضرت ابو سعید المخرمی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مدرسہ کی ذمہ داری سنبھالی تو آپ نے اپنا زیادہ تر وقت مدرسہ کی خدمت کے لئے وقف فرمادیا۔ آپ مدرسہ سے سوائے جمعہ کے باہر نہ نکلتے جب آپ مسجد یا رباط کو تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کو اپنے منصبِ تدریس پر فخر تھا اور اسے "اعلیٰ منزلت اور عظیم مرتبت" جانتے تھے کہ بلاشبہ صاحبانِ علم ہی اہلِ زمین کے محبوب ہوتے ہیں۔

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے تدریس کی ابتداء سن ۵۲۸ ھجری/۱۱۳۳ء میں کی اور سن ۵۶۱ ھجری/۱۱۶۶ء یعنی اپنی وفات تک تینتیس (۳۳) سال اس شعبہ سے وابستہ رہے۔

آپ کی دعوت و ارشاد کا طریق کار

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے ایک مکمل نصابِ تعلیم وضع فرمایا تھا جس کا ہدف طلبا اور مریدین کی علمی' روحانی اور سماجی تربیت تھی جو انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پیغام کا حامل اور اس کا اہل کر دیتی تھی۔ یہ نصاب حسبِ ذیل امور پر مشتمل تھا:

الف۔ مذہبی اور ثقافتی تربیت: اس تربیت کا انحصار طالبِ علم یا مرید کی عمر پر ہوتا اور اس کا نصاب بتدریج ۱۳ علوم پر محیط ہو جاتا جن میں تفسیر' حدیث' اصولِ فقہ' اختلافِ فقہ' نحو' قراءت وغیرہ شامل ہوتے۔ مریدین کے لئے فقہ اور تصوف کی بیک وقت تعلیم بنیادی شرط ہوتی۔

ب۔ روحانی تربیت: اس نظامِ تعلیم کا ہدف متعلم یا ارادت مند کی ایسی روحانی تربیت ہے کہ جس کی بدولت روح ہر کدورت سے پاک ہو جائے اور اسے فکری اور عملی طور پر حضور نبیء اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حاصل ہو جائے اور اس کے ہر قدم میں یہی اس کے لئے مشعلِ راہ بنی رہے۔ تزکیہء روح کا یہ طریقہ اس نظریہ پر قائم ہے کہ مرید اپنے عمل کا قائل اور اس سے پوری طرح مطمئن رہے۔

ج۔ سماجی تربیت: آپ کے پاس صوفی وہ نہیں جو دنیا سے کنارہ کش ہو کر تنہائی میں بسر کرے۔ اسی لئے آپ نے افرادِ امّت کے درمیان گہرے تعلق کا اہتمام فرمایا اور ان اسباب کا تدارک کیا جو سماجی اتحاد کے زوال کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے مریدین کو بیروزگاری' محسنین کے عطیات پر زندگی بسر کرنے' لوگوں کے آگے دستِ سوال دراز کرنے جیسے امور سے دور رکھنے کی تدبیر کی جو انہیں ان کی سماجی حیثیت

سے کمتر کر دیتے ہیں اور انہیں امانت داری کے ساتھ تجارت وکسبِ معاش کے اخلاقی قواعد و ضوابط بتلائے اور اس پر آمادہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں "مالداروں کے ساتھ بردباری سے اور فقراء کے ساتھ عاجزی سے رہو۔ خود پر فقراء کی صحبت لازم کرلو اور ان سے حسنِ ادب اور سخاوت سے پیش آؤ۔ مرید کو چاہئے کہ وہ دولتمندوں کی داد ودہش کے سامنے کمزور نہ ہو اور نہ اُس کی اِس عطا کی لالچ کرے کیونکہ ان کی خوشامد میں انسان کے دین اور اخلاق کے لئے بڑے خطرے ہیں"۔

۱۔ابن فضل اللہ۔"مسالك الابصار"جلد ۸ صفحہ ۱۰۴۔الکیلانی۔ماجد عرسان۔"هكذا ظهر جيل صلاح الدين" امریکا۔صفحہ ۳۰۲۔عفیفی۔ابوالعلا۔"التصوف الثورة الروحية في الاسلام"۔اسکندریہ۔۱۹۵۳۔صفحہ ۵۶۔۔الکیلانی ۔جمال الدین فالح۔"الشيخ عبد القادر الكيلاني"صفحہ ۷۶

حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ
اور
صلیبی جنگوں کے دوران آپ کا مجاہدانہ کردار

شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ بلادِ شام میں صلیبی قبضوں کے باعث جو خاندان بے گھر ہو گئے تھے ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے ذریعہ اصلاحی مدرسوں اور خاص طور پر حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے مدرسہ نے ان مناطق میں صلیبی طاقتوں کے خطرات سے نمٹنے کے لئے ایک مکمل نسل کی تیاری میں مرکزی کردار ادا کیا۔ چنانچہ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ اور آپ کے مدرسہء قادریہ نے ان بے گھر بچوں کو عیسائیوں کے مقبوضہ علاقوں سے لا کر ان کی اقامت و تعلیم و تربیت کے بعد انہیں خالی مقامات پر متعین کرنے کا اہتمام کیا۔ انہی طلابِ علم سے بعض فقہ اور سیاست کے میدان میں مشہور و معروف ہوئے تو حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے بعض تلامذہ نے جہادی افواج میں شمولیت اختیار کی۔ ان میں خود آپ کے بعض صاحبزادے مثلاً حضرت عبد العزیز اور حضرت موسیٰ علیہما الرحمہ بھی شامل تھے۔ اور ان سب میں صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے افرادِ خاندان سرِ فہرست تھے۔ اسی طرح مدرسہء قادریہ کے تلامذہ کی ایک جماعت پہلے نور الدین اور پھر صلاح الدین کے ساتھ نہ صرف سیاسی میدان میں مشغول رہی بلکہ نہایت پُر خطر حالات میں ہمہ تن ان کا ساتھ دیا۔ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے عالمِ اسلامی کے قائدین سے شخصی تعلقات تھے اور انہیں سیاسی' ثقافتی اور فوجی معاملات میں بلا واسطہ اور بالواسطہ آپ کا تعاون حاصل تھا۔ اگر ہم اس سے اتفاق نہ بھی کریں کہ

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ یہ شعور' اعتقاد اور ایمان رکھتے تھے کہ جہاد ایمان کے اعلیٰ درجات کا حصہ ہے اور ظلم اور ظالموں سے' جارحیت اور باغیوں سے مقابلہ کرنا افضل عبادات سے ہے' ہم اتنا تو کہہ ہی سکتے ہیں کہ آپ صلیبی طاقتوں کے خلاف نمایاں اور مشہور مجاہدین سے تھے[1]۔

۱۔ حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی اور صلیبی جنگوں کے دوران آپ کے جہادی کردار پر مزید تفصیل کے لئے دیکھئے اسی مولف کی کتاب "الشيخ عبد القادر الكيلاني رؤية تاريخية معاصرة" صفحات ۸۴ تا ۹۴۔۔ ابن خلکان۔ "وفيات الاعيان" جلد ۳ صفحات ۲۰۵ تا ۲۰۸۔۔ ذہبی۔ "تاریخ الاسلام" جلد ۳۰ صفحات ۱۷۰ تا ۱۷۵۔۔ صفدی۔ "الوافي بالوفيات" جلد ۱۹ صفحات ۶۳ و ۶۴۔۔ الکیلانی۔ ماجد عرسان۔ حوالہء گزشتہ۔ صفحہ ۲۶۵ اور ماجد عرسان الکیلانی سے شخصی ملاقات بتاریخ ۱۲/۸/۲۰۰۵

فقہی مکاتبِ فکر

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ عالمِ متبحر تھے اور آپ علمِ لغت و شریعت سے متعلق تیرہ (۱۳) علوم پر ماہرانہ کلام فرماتے تھے اور انہی علوم میں آپ کے مدرسہ کے طالبانِ علم بھی درس لیا کرتے تھے۔ ان میں علومِ تفسیر' حدیث' مذہب' خلاف' اصول اور لغت شامل تھے۔ آپ علمِ قراءت میں بھی کامل و اکمل تھے اور قرآنِ کریم کی تلاوت متعدد روایات سے کیا کرتے تھے۔ مشہور دلیلوں سے ظاہر ہے کہ آپ مذاہبِ حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل الشیبانی علیہما الرضوان کے مطابق فتویٰ دیتے تھے لیکن ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ آپ نے حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت بن نعمان الکوفی رضوان اللہ علیہ کے مذہب پر بھی فتویٰ جاری کیا ہے[1]۔

۱۔ التادفی۔ حوالہء گزشتہ۔ صفحہ ۴۳۔۔ السبکی۔ " طبقات الشافعیة الکبریٰ "جلد ۵ صفحات ۱۵۳ تا ۱۶۱۔۔ الاسنوی۔ "طبقات الشافعیة "جلد ۲ صفحات ۱۵۷ و ۱۵۸۔۔ ابن کثیر۔ "البدایة والنهایة" جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۱ اور مصطفیٰ جواد۔ "أصول التاریخ والادب" جلد ۲۳ صفحہ ۵۴

تصانیف

حضرتِ شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اصول و فروع اور احوال و حقائق میں بکثرت کتابیں تصنیف فرمائیں اور بعض کتابیں آپ سے منسوب بھی کی گئیں۔ ان میں سے کچھ طبع ہوئیں' کچھ مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں اور کچھ تصویر کردہ ہیں۔ اکثر طبع شدہ تصانیف کا دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوا جب کہ یورپ اور امریکہ میں انگریزی ترجموں کی اشاعت کا بڑا اہتمام کیا گیا۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ان تصانیف میں جو اصطلاحات پائی جاتی ہیں وہ قرآنِ کریم کے الفاظ و معانی اور ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل اور اپنے موضوعات میں ان ارشادات و معانی کے عین مطابق ہیں۔ ہم نے ان اصطلاحات کے منجملہ بعض کی حرفی ترتیب اس طرح کی ہے:

ابد (بمعنی ہمیشگی)۔ اتصال۔ احسان۔ اخبات(خشوع و خضوع)۔ اختیار۔ اخلاص۔ ارادہ۔ استقامت۔ اصطفاء (انتخاب)۔ اعتصام۔ امتحان۔ انابت۔ ایثار۔ بخل۔ بسط۔ بصیرت۔ بُعد۔ بقا۔ بلا۔ تبتل۔ تجلی۔ تسلیم۔ تفرید۔ تفکر۔ تقدیس۔ تقویٰ۔ تواضع۔ توبہ۔ توجہ۔ توحید۔ توفیق۔ توکل۔ ثقہ۔ جنت۔ جوع۔ حال۔ حجاب۔ حرص۔ حُرمت۔ حُرّیہ (بمعنی آزادی)۔ حُزن۔ حسد۔ حق۔ حقیقت۔ حکمت۔ حیا۔ حیات۔ حیرت۔ خاصیت۔ خاطر۔ ختم (بمعنی مہر)۔ خشوع۔ خشیت۔ خُلق۔ خلت (بمعنی محتاجی)۔ خلوت۔ خلیفہ۔ خوف۔ دعویٰ۔ دنیا۔ ذکر۔ ذوالعقل (صاحبِ عقل)۔ ذوق۔ ران (بمعنی مخالف) ۔ رجا۔ رضا۔ رعایت۔ رغبت۔ رھبت (بمعنی حالتِ خوف)۔ روح۔ ریا۔ زہد۔ سالک۔ ستر۔ سُکر۔ سکینہ۔ سماع۔

شاہد۔ شریعت۔ شُکر۔ صبر۔ صدق۔ صفا۔ طہارت۔ عارف۔ عام۔ عبرت۔ عبادت۔ عُجب (بمعنی خود پسندی)۔ عدو۔ عزم۔ غرق۔ غرور۔ غشاوہ (بمعنی کہرہ یا پردہ)۔ غضب۔ غیبت۔ غیرت۔ فتوّۃ (بمعنی کرم)۔ فرار۔ فقر۔ فنا۔ قرب۔ قلب۔ کبر۔ لطف۔ ماخوذ و مُستلب (بمعنی سلب شدہ)۔ مجاہدہ۔ محاسبہ۔ محبت۔ محو۔ مراقبہ۔ مقام۔ مکر۔ نفس۔ ہمت۔ ھویٰ (بمعنی خواہشات)۔ ہیبت۔ ورع۔ وفائے عہد۔ ولی۔ یقظہ۔ یقین۔

ان تصانیف کے منجملہ بعض اہم تصانیف یہ ہیں:

- **الغُنية لطالبي طريق الحق** (غنیۃ الطالبین): یہ آپ کی مشہور ترین تصانیف سے ہے جو اسلامی آداب و اخلاق پر مشتمل ہے۔ یہ دو حصوں میں ہے۔ ڈاکٹر فرج توفیق الولید نے اس پر تحقیق کی ہے۔
- **الفتح الرباني والفيض الرحماني**: یہ بھی مشہور کتابوں سے ہے جو حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مجالسِ وعظ و ارشاد پر مشتمل ہے اور اپنے اندازِ تحریر اور عبارت آرائی میں بے نظیر ہے۔
- **فتوح الغيب**: حضرتِ شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے عقائد و ارشاد کے مختلف مواضیع پر ۷۸ مقالات پر مشتمل تصنیف ہے۔
- **إغاثة العارفين وغاية منى الواصلين**
- **أوراد الجيلي**
- **آداب السلوك والتوصل إلى منازل السلوك**
- **تحفة المتقين وسبيل العارفين**
- **جلاء الخاطر في الباطن والظاهر**

- حزب الرجاء والانتهاء
- الحزب الكبير
- دعاء البسملة
- الرسالة الغوثية: اس تصنیف کاایک نسخہ مکتبۃ الاوقاف بغداد میں موجود ہے۔
- رسالة في الأسماء العظيمة للطريق إلى الله
- الفيوضات الربانية: یہ حضرتِ شیخ رضی اللہ عنہ کی تصنیف نہیں ہے لیکن اس میں آپ سے منسوب اوراد ووظائف اور دعائیں ہیں۔
- معراج لطيف المعاني
- يواقيت الحكم
- سر الأسرار في التصوف: یہ مشہور ومعروف کتاب ہے اور اس کے نسخے مکتبۃ القادریہ بغداد اور استنبول یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔
- الطريق إلى الله: خلوت' بیعت اور اسمائے سبعہ پر مشتمل کتاب
- رسائل الشيخ عبد القادر: ۱۵ نامہ جات۔ استنبول یونیورسٹی لائبریری میں ایک نسخہ موجود ہے۔
- المواهب الرحمانية: صاحبِ روضات الجنّات نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔
- حزب عبد القادر الجيلي: مکتبۃ الاوقاف بغداد میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
- تنبيه الغبي إلى رؤية النبي: اس کا ایک نسخہ ویٹیکان روم۔ اٹلی میں موجود ہے۔
- وصايا الشيخ عبد القادر: مکتبۃ فیض اللہ الشیخ مراد میں نمبر ۲۵۱ کے تحت نسخہ موجود ہے۔

- تفسیر القرآن الکریم: ڈاکٹر فاضل جیلانی نے اسکی تحقیق کی ہے اور یہ مطبوعہ حالت میں ترکی وغیرہ میں موجود ہے۔ ہمارے پاس اس پر طویل اسٹڈی شائع ہو چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس تفسیر میں سوائے نام اور موٹی لکیروں کے کچھ واضح نہیں اور اس کی تکمیل کا کام جاری ہے۔
- الدلائل القادریة

وفات

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ مسلسل بندگانِ خدا کی حق سبحانہ تعالیٰ اور جہاد فی سبیل اللہ کی جانب دعوت وارشاد میں مصروف رہے تاآنکہ بقضائے الٰہی ہفتہ کی شب بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی سن ۵۶۱ ھجری کو آپ نے اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا۔ آپ کی تجہیز و تکفین رات کو ہی کر دی گئی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں آپ کی اولاد واصحاب شامل تھے اور آپ کے مدرسہ کے جوار میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ جب مدرسہ کا دروازہ دن چڑھنے پر کھولا گیا تو لوگ آپ کی قبر کی زیارت اور وہاں نماز کے لئے یوں جوق در جوق آنے لگے کہ جس کی کوئی مثال نہ تھی۔ آپ کی عمرِ شریف ۹۰ سال تھی[۱]۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

إنَّ بازَ اللهِ سلطانُ الرِّجالِ
جاءَ في عِشقٍ وَ ماتَ في كمالِ

چنانچہ اس بیت میں "عِشقٍ" کے عدد ۴۷۰ ہوتے ہیں جو آپ کا سنِ ولادت ہے اور "کمالِ" کے عدد ۹۱ ہیں جو آپ کی عمر تقریبی ہے۔ اگر "عِشقٍ" اور "کمالِ" دونوں کو یکجا کیا جائے تو ان کے مجموعی عدد ۵۶۱ ہوتے ہیں اور یہ آپ کا سنِ وفات ہے[۲]۔

۱- ابن النجار- محب الدین۔ "ذیل تاریخ بغداد" ط ۱۲۵۲م جو خطیب البغدادی کی کتاب "تاریخ بغداد" کی پانچ جلدوں ۱۶'۱۷'۱۸'۱۹'۲۰ کے ساتھ ۱۹۹۷ میں نشر ہوئی۔ جلد ۱ صفحہ ۲۴۸

۲- الذھبی۔ حوالہء گزشتہ۔ جلد ۲۰۔ صفحہ ۴۴۴

اولاد

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی ۴۹ اولادیں ہوئیں جن میں ۲۷ صاحبزادے اور باقی صاحبزادیاں تھیں۔ان کے منجملہ بعض کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

- حضرت عبد العزیز بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۲ ھجری:۔آپ نے اپنے والدِ ماجد سے تعلیم و تربیت پانے کے بعد درس و تدریس اور وعظ و ارشاد میں مشغولیت اختیار کی اور آپ کے دستِ مبارک پر کئی طالبانِ ہدایت درجہ ءکمال پر پہنچے۔آپ نے عسقلان کے غزوہ اور بیت المقدس کی زیارت کے بعد سن ۵۸۰ ھجری کے آس پاس سنجار کے ایک قریہ کی جانب سفر کیا اور اسی کو اپنا وطن مالوف بنا لیا۔آپ کی اولاد بھی پندرھویں صدی کے اواسط تک وہیں آباد تھی۔آپ صلاح الدین ایوبی کی فوج کے قائد اور ان کے مشیر تھے۔اس متواضع مقالہ نگار کا تعلق بھی آپ ہی کی اولاد سے ہے۔
- حضرت عیسیٰ بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۳ ھجری:۔آپ نے اپنے والدِ ماجد سے فقہ کی تعلیم پائی اور سماعتِ حدیث وغیرہ فرمائی۔درس و تدریس اور وعظ و افتاء کی خدمت انجام دی اور علومِ صوفیہ میں ایک کتاب "جواهر الأسرار ولطائف الأنوار" تصنیف فرمائی۔آپ نے اپنے والدِ ماجد کی وفات کے بعد مصر کا رخ کیا اور وہاں مواعظِ حدیث کا سلسلہ جاری فرمایا۔اہلیانِ مصر کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے تکمیلِ علم کی اور بعض نے خرقہ ءتصوفِ قادریہ پہنا۔آپ کی وفات مصر ہی میں ہوئی۔
- حضرت عبد الوہاب بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ (۵۲۲-۵۹۳ ھجری):۔آپ حنبلی فقہ کے عالم اور واعظ تھے۔اپنے والدِ ماجد رضی اللہ عنہ سے تعلیمِ فقہ پائی یہاں تک کہ اس میں کامل و اکمل ہو گئے۔اوائلِ سن ۵۴۳ ھجری میں جبکہ آپ کی عمر بیس سال

سے متجاوز تھی آپ نے اپنے والدِ ماجد رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں نیابت کی اور ان کے مدرسہ میں پڑھانے لگے۔ پھر اپنے والد رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پوری طرح درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اپنے بھائیوں میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔ وعظ میں فصیح اور تواضع' مروّت و سخاوت میں بے مثل تھے۔ سن ۵۸۳ ھجری میں خلیفہء عباسی الناصر لدین اللہ نے آپ کو محکمہء عوامی شکایات پر مقرر کیا تھا اور آپ سے خلائق اپنے حوائج کی بجائی کے لئے رجوع ہوتی تھی۔ آپ ہی نے الناصر لدین اللہ کی ایماء پر سلجوق خاطون کا مقبرہ جہتِ خلاطیہ میں تعمیر کروایا تھا اور اس وقف کے متولی رہے۔ دیوانِ عزیز کی جانب سے شام کے سفیر رہے۔ حضرت عبد الوہاب علیہ الرحمہ نے طلبِ علم کی غرض سے بلادِ ھند کا بھی سفر کیا اور وہاں متعدد افراد آپ کے دستِ حق پرست پر فارغ التحصیل ہوئے۔ ابن الدبیثی نے آپ سے چند احادیث پڑھیں۔

سن ۵۸۸ ھجری میں حضرت عبد الوہاب کو جہتِ خلاطیہ کے وقف سے لاتعلق کر دیا گیا اور حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں کو ان کے مدرسہ سے بے دخل کر کے اسے عبد الرحمٰن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ ھجری کے حوالہ کر دیا گیا۔ بعد میں وزیر ابن یونس متوفی ۵۹۳ ھجری کی گرفتاری کے بعد یہ مدرسہ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو لوٹا دیا گیا۔

- حضرت عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ (۵۲۸-۶۰۳ ھجری):۔ آپ صاحبِ ثقہ' حافظ' عابد' زاہد اور متقی تھے۔ اپنے برادران میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ فقیہِ صالح تھے اور اپنے والدِ ماجد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فقہ کی تعلیم پائی تدریس و کتابتِ حدیث کی۔ پھر بعد فراغت خدمتِ افتاء انجام دی اور کئی طالبانِ علم کی

تعلیم و تربیت فرمائی۔ آپ معرفتِ فقہ کی بہ نسبت معرفتِ حدیث میں زیادہ معروف ہوئے۔ اپنے گھر میں گوشہء تنہائی میں بسر فرماتے اور صرف جمعہ کو باہر نکلتے۔ عُسرت و تنگ حالی تھی لیکن اپنے فقر پر صابر تھے۔ نہایت خود دار اور اپنے اسلاف کی مانند پاکباز تھے۔ آپ قاضی القضاۃ حضرت ابی صالح نصر بن عبد الرزاق علیہ الرحمہ کے والد تھے[1]۔

حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں حضرت قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن عبد الرزاق بن عبد القادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۳۳ ھجری) شامل ہیں جنکا اس مقالہ کے موضوع سے تعلق ہے۔ آپ حنبلی فقہ میں ماہر اور واعظ تھے۔ اپنے مذہب کے پیشوا اور شیخِ وقت تھے۔ اپنے جدّ امجد کے مدرسہ اور دیگر مدارس میں درس دیا کرتے تھے۔ خلیفہ الظاہر بامر اللہ کے عہد میں قاضی القضاۃ رہے اور آپ کے سوا کوئی اور حنبلی قاضی القضاۃ نہ ہوا۔ آپ کے حسنِ خُلق کے باعث آپ عوام میں بے حد مقبول و معروف ہوئے۔ آپ کا در تمام لوگوں پر ہمیشہ کھلا ہوتا اور جو چاہتا آپ کے دروازہ پر آواز لگاتا۔ آپ ان کے درمیان بیٹھتے اور پاپیادہ نمازِ جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے۔ سن ۶۲۳ ھجری میں آپ نے تنہائی اختیار کی اور صرف اپنے جدّ مجد کے مدرسہ میں درس و افتاء میں مشغول ہو گئے۔ جب دیرِ روم میں رباطِ مستجد کی تعمیر تکمیل پائی تو آپ کو وہاں کے اصحابِ زہد کا تاحینِ حیات پیشوا مقرر کیا گیا۔ علمِ شریعت و حقیقت میں اہلِ بغداد کی کثیر تعداد آپ کی خدمت میں فارغ التحصیل ہوئی۔

صاحبِ اقوالِ حسنہ اور شجیع و نڈر تھے۔ زہد سے متعلق آپ کے اشعار اور تالیفات معروف ہیں۔ سن ۶۳۰ ھجری میں موصل اور اربیل کے سفیر کی خدمت انجام دی۔ آپ کے لئے قصرِ

۱۔ عرضِ مترجم: اس خاکسار کا تعلق بھی حضرت عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی آل سے ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

شاہی کی مسجد میں مناظرہ کی غرض سے اسٹیج بنایا گیا تھا۔ آپ مقبولیتِ عام کے حامل تھے اور طالبانِ علم کا ایک جمِّ غفیر آپ کی جانب رواں ہوتا تھا۔ اولادِ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میں عام طور پر آپ کی کنیت صالح رہی لیکن مختلف روایات میں موسیٰ' عبدالغنی' اور عبداللہ بھی بیان کی گئی ہے۔

چھٹی صدی ھجری میں تاتاریوں کے ہاتھوں سن ٦٥٦ ھجری میں بغداد کے سقوط تک حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی اولاد و احفاد اور خاص طور پر وہ جنہوں نے حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پیغام کو عام کیا' خاص و عام میں نہایت احترام و مقبولیت کے حامل رہے۔ اور پھر افرادِ خاندانِ قادریہ اقطاعِ عالم' شرق و غرب میں پھیل گئے اور ہر دور میں جو ان کے سیاسی' ثقافتی' دینی اور اجتماعی کارنامے رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں [1]۔

١۔الکیلانی۔جمال الدین فالح۔حوالہء گزشتہ۔صفحہ ٣٢

حضرت الامام عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ
کے مقامِ ولادت کا ذکر اور اس کے مصدر و مرجع پر تفصیلی نظر

ا۔ثقافتی ورثہ کی بیخ کنی:

جب ہم کسی عہد کا بنظرِ غائر مطالعہ کرتے ہیں تو یقینا" ایسی کسی نہ کسی تلخ حقیقت سے روشناس ہوتے ہیں جو از اول تا اخیر اصل واقعہ سے یکسر مختلف ہوتی ہے اور کسی سخت قانونِ شریعت کے تابع نہیں پائی جاتی۔اور جب یہ حقیقت کسی انسانی شخصیت پر اثرانداز ہوتی ہے تو مرورِ وقت کے ساتھ رفتہ رفتہ یہ اثر اس قدر گہرا ہوجاتا ہے کہ اصل حقیقت نہ صرف اپنی سچائی کھودیتی ہے بلکہ پوری طرح مفقود ہوجاتی ہے۔ اسی لئے ناقدینِ تاریخ کی یہ کوشش رہتی ہے کہ اصل حقیقت تک رسائی کے لئے اِن ظاہری حقائق سے صرفِ نظر اُن تمام عواقب و نتائج اور امکانات کا گہرا مطالعہ کریں اور مسلسل و مکمل غور وخوض کے بعد اس خصوص میں پیدا ہونے والے ہر اُس شائبہ کو حل کریں جو اصل تاریخی حقیقت کو روپوش کرکے اس کی موجودہ شکل کے باعث ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ثقافتی ورثہ وہ سرمایہ ہے جسے گذشتہ نسلوں نے ہمارے لئے چھوڑا ہے اور اگر اُس کی کما حقہ ُعلمی و عملی تحقیق کے ذریعہ جدید طرز پر عقدہ کشائی نہ کی جائے تو اُس کی حقیقت ہم سے پوشیدہ رہے گی اور ہم صرف اُس کی ظاہری خوبصورتی کے قصیدے پڑھتے رہیں گے۔ دراصل ثقافتی ورثہ اِس عقدہ کشائی کا متقاضی ہوتا ہے۔یہ اُن جوہری ذرّات کی مانند ہوتا ہے جن کی توانائی کا اندازہ اُن کے تجزیہ کے بغیر ناممکن ہوتا ہے اور اگر یہ تجزیہ نہ کیا جائے تو وہ تا ابد اپنی موجودہ

شکل میں ہی باقی رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم اگر اپنے ثقافتی ورثہ کی گہری تحقیق کریں تو اس کی تہہ میں موجود حقائق کو منظرِ عام پر لا سکتے ہیں تاکہ موجودہ عصر میں اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ میرے خیال میں اس عظیم سرمایہ کی روح تک پہنچنے کا یہی واحد ذریعہ ہے ورنہ ہم اس کی ظاہری آب و تاب میں ہی کھوئے رہ جائیں گے۔

۲-تاویلات:

صورتِ حال کا تقاضا یہ ہے کہ قاری کو پہلی تاویل یہ درپیش ہوگی کہ یہ قول ایک طویل مدت سے معترف شدہ ہے۔ اس سے کسی نے انحراف نہیں کیا اور نہ اس میں بظاہر کسی کا ذاتی نفع و نقصان ہے۔ پھر اس امر نے اس فراموش شدہ مسئلہ پر یقین کو یوں بھی فروغ دیا کہ اس معاملہ میں حسنِ ظن اور زود گمانی سے بڑھ کر دلائل موجود ہیں۔

یہ بات کسی سے چھپی نہیں کہ سیرتِ قادریہ عربی اور اسلامی وسائلِ علمی اور ہماری تقلیدی ثقافتی زندگی میں نہایت اہم مقام کی حامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی مقصودہ مسئلہ میں متضاد معلومات کی پیروی کرے گا تو وہ اسی میں غلطان و پیچان ہو جائے گا جبکہ قرب و بعد میں نشر شدہ معلومات کی بنظرِ غائر تدقیق اپنے آپ میں ایک تھکا دینے والا کام ہے۔ اس مرحلہ سے گزرنے کے بعد مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حقیقتِ حال اس خصوص میں اب تک جو کچھ کہا گیا ہے اُس سے یکسر مختلف ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس مسئلہ میں بہت ساری غلطیاں ہوئی ہیں اور اس پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔

میں نے جب اس پیچیدہ مسئلہ پر نظر کی تو مجھے ابتداء ہی سے یوں لگنے لگا گویا میں نے تسلیم شدہ اوامر کے خلاف ایک جنگ چھیڑ دی ہے اور میں اس سیلِ رواں کے بر عکس تیر رہا ہوں۔ اس کی دو وجوہات ہیں:

- پہلی وجہ یہ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا نظریہ ایک تحقیق شدہ امر ہو اور میں حقائق کو نئے سرے سے پیش کروں جو تاریخ میں اپنا صحیح مقام پا جائے
- دوسری وجہ جو نہایت اہم ہے یہ کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر میری نظر ایک اختلافی مسئلہ کے طور پر نہیں بلکہ ایک تحقیق شدنی مسئلہ کے طور پر ہو جس کی صحیح جانچ پڑتال ہو اور ان امور کی حقیقت کو منظرِ عام پر لایا جائے جو تاامروز بلا تحقیق کہے جاتے رہے ہیں۔

مجھے اسی لئے یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ میں جس طرح قبل ازیں اس کے دور رس مقاصد کی تحقیق کر چکا ہوں' قارئین کے سامنے اُن حقائق و کوائف کو بے نقاب کر دوں جن کی بلا تدقیق تکرار کے باعث حضرت عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی نسبت جیلان طبرستان سے کر دی گئی۔

۳-جائزہ:

اس خصوص میں اولین اور اہم ترین مسئلہ بلاشک ان مصادر و مراجع کا ہے جن سے ہم اپنی اس تحقیق میں استفادہ کر سکتے ہیں اور اس تعلق سے جو پہلی بات لائقِ توجہ ہے وہ یہ ہے کہ جو مصادر و مراجع ہمیں دستیاب ہیں وہ بیک وقت کثیر التعداد بھی ہیں اور قلیل المتن بھی۔ خصوصاً وہ مصادر جن میں حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے متعلق ابتدائی

معلومات ملتی ہیں چھٹی صدی ہجری یعنی خود حضرت علیہ الرحمہ کے عہد کی ہیں لیکن ان کی اہمیت ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں۔

جہاں تک بعد کے وسائل علمی کا تعلق ہے تو یہ بکثرت ہیں اور ساتویں صدی ہجری سے ہمارے آج کے دور تک پھیلی ہوئی ہیں لیکن ان میں موجود معلومات ابتدائی مصادر سے کلاسیکی انداز میں مرتبط ہیں جس کے باعث اِن کی اہمیت ثانوی حیثیت کی ہو جاتی ہے۔

۱-دیکھئے ابن الجوزي،حوالہء گزشتہ۔ج ۹، ص ۲٦۰ ،اور ابن الاثیر" الكامل" ج۹، ص ۲۴۰، اور سبط ابن الجوزي" مرآة الزمان" ج۸، ق ۱، ص ۱۱۹، اورابن خلکان" وفيات الأعيان" ج۱،ص۹۷، اورابن الدمیاطي، "المستفاد من ذيل تاريخ بغداد" ص۵۱ ، اورابن فضل الله العمري" مسالك الأبصار في ممالك الامصار"(تحقیق بسام محمد بارود)، المجمع الثقافي،أبو ظهبی، ج۸، ص ١٦٧ ،اورالصفدي" الوافي بالوفيات" ط ۱،(تحقیق احمد الارناؤوط، ترکي مصطفی)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ۲۰۰۰ ج ۸ ص٧٦ ، اورالسبکي"طبقات الشافعية الكبرى" ج٦ ص ٦۰.اورالاسنوي"طبقات الشافعية"ج۲، ص ۱۱۳ اور ابن کثیر" البداية والنهاية" ج۱۲، ص ۲۴۲ ، اورالجامی"نفحات الأنس"ج ۲ص۵۲۰ ،اورالمناوي"الطبقات الكبرى" ج۱، ص٦۴۹

ابتدائی مورخین

الف-ماضیٔ بعید۔ مثلاً السمعانی:

ابتدائی عہد کے مورخین میں اہم ترین السمعانی ہیں جنکا پورا نام علامہ حافظ تاج الاسلام ابو سعد عبد الکریم بن محمد بن منصور بن محمد بن عبد الجبار بن احمد بن محمد بن جعفر التمیمی السمعانی المروزی علیہ الرحمہ ہے۔

السمعانی، فتحِ سینِ مہملہ، سکونِ میم، فتحِ عینِ مہملہ اور آخر میں نون کے ساتھ "سمعان" کی نسبت سے ہے جو بنی تمیم سے تھے جیسا کہ خود حضرتِ مؤلف نے ذکر کیا ہے۔ المعلّمی الیمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اس سے مقصود جاہلیت کا معروف قبیلہ نہیں ہے اور بے شک علمائے انساب اس سے لاعلم ہیں۔ واللہ اعلم۔ تمیمی خود یا اُن کے بیٹے عہدِ صحابہ میں موجود تھے اور "مرو" کے غزوہ میں شریک ہونے اور وہاں کی سکونت اختیار کرنے والوں میں شامل تھے۔ وہاں کی اکثر تعمیرات آپ سے منسوب ہیں اور اس طرح آپ بطنِ تمیم سے کہلاتے ہیں"

ولادت اور نشو نما:

ابو سعد موجودہ ترکمنستان کے شہر "مرو" میں دوشنبہ ۲۱ شعبان سن ۵۰۶ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ ابھی دو سال ہی کے تھے کہ آپ کے والد آپ کو محدثین کی مجلس میں ساتھ لے جانے لگے۔ وہ ان کی موجودگی میں وہاں جو کچھ درس دیا جاتا اُس کو لکھتے جاتے پھر

۱-دیکھئے ابن الاثیر "کتاب اللبّاب" ج۱، ص ۱۴، اور الذھبی "سیر اعلام النبلاء" ج۲۰، ص ۴۵۶، اور السبکی "طبقات الشافعیة الکبری" ج۷، ص ۱۸۰

اس کی تصحیح کرتے تاکہ ان کے صاحبزادے جب بڑے ہوجائیں تو اس کا مطالعہ اوراس سے استفادہ کر سکیں۔آپ کے والد نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب آپ کی عمر تین سال کی ہوئی تو آپ کو اپنے ساتھ نیشاپور لے گئے اور وہاں کے محدثینِ کبار کی مجالس میں حاضر رہنے لگے تاکہ آپ ان عظیم شخصیتوں کے فرمودات کو سن پائیں۔آپ کے والد کی وفات سن ۵۱۰ ہجری میں ہوئی جبکہ ابو سعد کی عمر تین سال اور پانچ ماہ تھی۔آپ کے چچا اپنے بھائی کے بہترین جانشین تھے اور انہوں نے اسی پاک و ذی فضیلت ماحول میں آپ کی تربیت کو جاری رکھا اور اس طرح آپ کی پرورش علمی رفعتوں کے ساتھ ہوئی جس کے نتیجہ میں آپ نے قرآنِ کریم حفظ کیا' فقہ' عربی اور ادب کی تعلیم حاصل کی اور اپنے چچاؤں کے ساتھ سماعِ حدیث میں مشغول ہوگئے اور جب آپ کی عمر تقریباً بیس سال کی ہوئی تو آپ بذاتِ خود سماعِ حدیث فرمانے لگے۔

طلبِ علم کے لئے سفر:

عالمِ شباب میں آپ نے تحصیلِ علم کے لئے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے چچاؤں سے نیشاپور جانے کے لئے اجازت کی درخواست کی تاکہ "صحیح مسلم" کا درس اس کے ماہر ابی الفضل الراوی سے لے سکیں جو بہت بوڑھے ہوچکے تھے اور ان کی وفات کسی وقت بھی متوقع تھی اور اگر ابو سعد کے اُن سے سماعِ حدیث سے قبل اُن کا انتقال ہوجاتا تو آپ کے دل میں جو افسوس ہوتا اُس کا اندمال ناممکن تھا۔آپ کے چچاؤں نے ۲۲ سال کی عمر تک آپ کو

سفر کی اجازت نہ دی اور جب دی تو آپ کو تنہا سفر نہ کرنے دیا بلکہ آپ کے ایک چچا آپ کے ساتھ ہو گئے۔

جب ابو سعد نیشاپور میں "صحیح مسلم" کی سماعِ حدیث سے فارغ ہو گئے تو آپ وہاں سے منتقل ہو گئے اور کئی سالوں تک دنیا کے متعدد مراکزِ علمی میں حاضری دیتے رہے۔ آپ نے بلادِ خراسان 'اصفہان' ماوراء النہر 'عراق 'حجاز 'شام اور طبرستان کا سفر کیا پھر سن ۵۳۷ یا ۵۳۸ میں اپنے وطن مرو لوٹ گئے اور یہ سب آپ کی شادی سے قبل ہوا۔

پھر آپ رشتہء مناکحت میں جُڑ گئے اور آپ کے ایک صاحبزادے ابی المظفر عبد الرحیم پیدا ہوئے جن کے ساتھ آپ نے نیشاپور اور اس کے اطراف واکناف مثلاً بلخ 'سمرقند ' بخارا۔ کا سفر کیا۔ بعدازاں آپ اپنے وطن مالوف واپس آ گئے اور انحائے ارضی کے اس طویل سفر کے بعد مزید سفر کو ترک کیا اور تصنیف 'املاء 'وعظ وتدریس کو اختیار فرمایا۔

آپ کی تصانیف اور علماء کی تعریف:

ابن النجار نے خود السمعانی سے نقل کرتے ہوئے آپ کی ۵۰ سے متجاوز تصانیف کے نام ذکر کئے ہیں پھر تحریر کیا ہے کہ "میں نے سنا ہے کہ آپ کے شیوخ کی تعداد سات ہزار کہی جاتی ہے اور یہ نعمت کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔ آپ اپنی تصانیف کی ملاحت ' دلنواز قصائد ' لطیف مزاجی 'ظریف طبیعت 'حفظِ قرآن ' کثرتِ سفر 'بھروسہ مندی 'صداقت ' دیانت سے معروف ہیں اور آپ سے آپ کے مشائخ اور ہمعصروں نے سماعت کی اور ایک جماعت نے آپ سے ہم تک حدیث پہنچائی "۔

الذھبی آپ کے متعلق فرماتے ہیں "آپ ممتاز حافظ وعلامہ 'ذی فہم وفراست 'نہایت تیزی سے دلچسپ تحریر کرنے والے تھے۔آپ نے درس وتدریس 'افتاء'وعظ واملاء کا کام کیا اور اپنے تجربات کو پابندِ تحریر کیا۔ آپ ثقہ' حافظ ' حجت 'کثیر السفر' منصف مزاج' متدین 'بہترین سیرت 'حسنِ صحبت اور وسیع یادداشت کے لئے معروف ہیں "۔

ابن العماد فرماتے ہیں "اور اسی سن ۵٦۲ ہجری میں حافظ ابو سعد السمعانی تاج الاسلام عبد الکریم بن محمد بن منصور المروزی الشافعی (کی وفات) ہے جو مشرق کے محدث 'کثیر تصانیف کے مصنف اور وسیع سفر کرنے والے تھے "۔

آپ کی وفات:

اس مسلسل خدمت علمی کے بعد علم و عمل کا یہ سورج غروب ہوگیا لیکن اس کا نام خالدین کی فہرست میں درج ہوگیا۔ آپ کی وفات مرو میں ۵٦۲ ہجری [۱] میں ہوئی۔ محمد التاذفی "قلائد الجواہر "میں تحریر کرتے ہیں کہ السمعانی نے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کا ذکر اپنی کتاب "ذیل تاریخ بغداد" میں کیا ہے۔اور حقیقتاً جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے وہ تقلیدی معلومات ہیں جیسے آپ فقہِ حنبلی کے عالم' متقی و پرہیزگار بزرگ ہیں اور آپ کا تعلق طبرستان سے ہے اور یہی قول آپ کی کتاب "الانساب "پر بھی منطبق ہوتا ہے۔

۱-دیکھئے السمعاني، عبد الكريم بن محمد، "الانساب" تحقيق مرجليوث، مطبعة بريل، ليدن ۱۹۱۲ ،ص ۵۱۰ اور التادفي، محمد بن عیسی،" قلائد الجواهر في مناقب عبد القادر"، دار الباز، فلوریڈا،امریکہ،۱۹۹۸،ص ۱۹۷ اور جواد مصطفی "مختصر الانساب"، مخطوطہ بخط ڈاکٹر مصطفي جواد، ص ۱۳۹ اور یہ ڈاکٹر حسین علي محفوظ رحمہ اللہ کی ملکیت ہے جنہوں نے مجھے سن ۱۹۹۷ میں اس پر مطلع کیا تھا اور یہ نہایت معتبر کتاب ہے اور ڈاکٹر مصطفی جواد کی کتاب "في التراث العربي" بتحقيق محمد جميل شلش وعبد الحميد العلوجي، منشورات وزارة الاعلام العراقية سن ۱۹۷۷ ،ص ۵۷ میں بھی مذکور ہے

یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ مصطفیٰ جواد اپنی کتاب "مختصر الانساب للسمعانی" میں اس پر شبہ ظاہر کیا ہے کہ "الانساب" میں جو صیغہ "عبد القادر ابو محمد" مستعمل ہوا ہے اس سے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ مقصود ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ یہ کلمہ حضرت شیخ الجیلی کے طبرستانی ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتا' اور السمعانی نے اپنے اس مفروضہ کا کوئی مصدر تحریر نہیں کیا ہے اور نہ ہی یہ بتایا کہ یہ کس سے منقول ہے جس کے باعث اس قول پر اور اس کے بعد جن لوگوں نے اس پر اعتماد کیا اور حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ان پر ایک بڑا سوالیہ نشان بن جاتا ہے کہ انہوں نے حقیقت پر نہیں بلکہ ان سنی سنائی باتوں پر بھروسہ کیا اور خاص طور پر اس لئے بھی کہ ان کا تعلق مرو سے ہے بغداد سے نہیں[۲]۔

ب-ابوالفرج ابن الجوزی۔ مورخ جو کسی اور کی پیروی نہیں کرتے:

دیگر اہم ترین مورخین میں حضرت ابن الجوزی البکری البغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۹۷ ہجری)' بھی شامل ہیں۔ آپ کا نامِ نامی ابوالفرج عبد الرحمٰن بن علی بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن حمادی بن احمد بن جعفر اور آپ کا سلسلہءِ نسب خلیفہءِ اول حضرت سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ خلافتِ عباسیہ کے عہد اواخر میں بقیدِ حیات تھے جب کہ سلجوقی ترکیوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ آپ کے مکان کے بیچوں بیچ "جوز" یعنی اخروٹ کا ایک

ا۔ ابن الاثیر' حوالہء گزشتہ۔ ج۸، ص ۱۳۲

۲-۱-دیکھئے الخطیب البغدادي، "تاريخ بغداد" ج ۱۲ ص ۱۱۴ (نمبر ۶۵۵۹) اور السمعانی "الانساب" ج ۳ ص ۱۷۶' اور ابن الاثیر "الکامل" ج ۸ ص ۳۵۱ اور الصفدی "الوافی بالوفیات" ج ۲۲ ص ۱۱۳ اور ابن کثیر "البدایہ و النہایہ" ج ۱۲ ص ۱۰۴ اور آمنہ محمد نصیر "ابو الفرج الجوزی" ص ۲۰۲

درخت تھا اور اس کے سوا سارے شہر میں اخروٹ کا کوئی اور درخت نہ تھا جس کے سبب آپ ابن الجوزی کے نام سے مشہور ہوئے۔ یوں بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نہرِ بصرہ پر واقع "فُرضة الجوز" بندرگاہ کی نسبت سے ابن الجوزی کے نام سے معروف ہوئے۔ حضرت ابن الجوزی رحمہ اللہ کو بے حد شہرت حاصل ہوئی اور وعظ و خطابت اور تصانیف کے باعث آپ بلند مرتبت کے حامل تھے۔ اس کے علاوہ آپ متعدد علوم و فنون کے ماہر تھے۔ آپ کی تصانیف آپ کے حینِ حیات اور آپ کے بعد کے ادوار میں بھی شہرت کی بلندیوں پر فائز رہیں اور عہد بعد عہد کئی مصنفین نے آپ کے منہج کی اقتداء کی۔

آپ ابھی تین سال کے تھے کہ آپ کے والدِ ماجد کا انتقال ہو گیا اور آپ کی پھوپھی نے آپ کی تربیت کی ذمہ داری سنبھال لی۔ انہوں نے آپ کو پروان چڑھایا اور بغداد میں واقع مسجد محمد بن ناصر الحافظ کو بھیجا جہاں آپ نے حضرت محمد بن ناصر الحافظ رحمہ اللہ کے دستِ مبارک پر قرآنِ کریم حفظ کیا اور حدیثِ شریف کا علم حاصل کیا۔ آپ کم و بیش تیس ۳۰ سال تک حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہے اور ان سے بہت مستفید ہوئے یہاں تک کہ خود حضرت علیہ الرحمہ نے فرما دیا کہ مجھ سے کسی نے ان کی طرح استفادہ نہیں کیا۔

آپ کے شیوخ اور اساتذہ:

حضرت ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کئی شیوخ کی خدمت علمی سے بہرہ افروز ہوئے۔ آپ نے اپنے ۸۷ شیوخ کا ذکر کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابو الفضل محمد بن ناصر بن محمد بن علی بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (۴۶۷—۵۵۰ ہجری = ۱۰۷۴—1155 عیسوی) جو رشتہ میں آپ کے ماموں تھے۔ یہ جید 'ذی اعتبار 'عالم 'حافظ 'فقیہ اور

۱-دیکھئے ابن کثیر "البدایہ و النہایہ" ج ۳ ص ۳۴ 'ابنِ رجب "ذیل طبقات الحنابلہ" ج ۲ ص ۴۵۸ 'ابن العماد "شذرات الذّھب" ج ۴ ص ۳۲۹

ماہرِ لسان تھے۔ یہ آپ کے پہلے استاذ تھے۔

- ابو منصور موہوب بن احمد بن الخضر الجوالیقی رحمۃ اللہ علیہ (۴۶۵—۵۴۰ ہجری =۱۰۷۲—۱۱۴۵ عیسوی) جو ایک مشہور ماہرِ لسانیات' محدث وادیب تھے۔ آپ نے ان سے زبان وادب کی تعلیم حاصل کی۔
- ابو القاسم ھبۃ اللہ بن احمد بن عمر الحریری المعروف بہ ابن الطبری رحمۃ اللہ علیہ (۴۳۵—۵۳۱ ہجری =۱۰۴۳—۱۱۳۶ عیسوی)۔ آپ نے ان سے علمِ حدیث حاصل کیا۔
- ابو منصور محمد بن عبد الملک بن الحسین بن ابراہیم بن خیرون رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۴—۵۳۹ ہجری =۱۰۶۲—۱۱۴۴ عیسوی) جن سے آپ نے قراءت سیکھی۔

مقام ومنزلت:

حضرت ابن الجوزی رحمہ اللہ تاریخ' حدیث' وعظ' مناظرہ اور علمِ کلام میں علامہ ء وقت تھے۔ آپ نے کمسنی سے ہی مجالس وعظ وتدریس کی ابتداء فرمادی تھی اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے عوام الناس کے دلوں میں آپ کا رعب اور قبولیت ڈال دی تھی۔ آپ کی مجالس میں خلفاء' وزراء' امراء' علماء اور دیگر ممتاز شخصیتیں حاضر ہوتی تھیں۔ آپ اپنی شہرتِ تامہ اور علوِ منزلت کے باوجود ایسے زاہد ومتقی تھے کہ جس کی مثال کم ملتی ہے۔ سات دن میں قرآن ختم فرماتے' اپنے گھر سے مسجد یا مجلس کے علاوہ کسی اور مقام کے لئے نہ نکلتے اور روایت ہے کہ آپ بہت کم مزاح فرماتے تھے۔ اپنے متعلق خود فرماتے کہ "میں وہ ہوں جسے ایامِ طفولیت سے ہی علم سے شغف رہا اور میں اسی میں مشغول ہو گیا۔ پھر مجھے ایک فن نہیں بلکہ تمام فنون سے دلچسپی ہو گئی اور میں کبھی اس خصوص میں کم ہمت نہ ہوا بلکہ میں ان کا یکے بعد دیگرے متلاشی

رہتا اور اس پر متفکر ہوتا کہ وقت میں وسعت نہیں ہوتی' عمر مختصر ہوتی جاتی ہے' شوق بڑھتا جاتا ہے' ضعیفی ظاہر ہوتی جاتی ہے اور بعض حسرتیں باقی رہ جاتی ہیں"۔

آپ زمان و مکان کے اعتبار سے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ آپ اہلِ بغداد سے تھے اور آپ کی وفات حضرت شیخِ جیلی کے ربع صدی بعد ہوئی۔ آپ بھی اسی وقت شہرت کی بلندیوں پر تھے جس وقت حضرت شیخ جیلی رضی اللہ عنہ کی شہرت آفاق کی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ نے ایک کتاب تحریر فرمائی جو اکثر محققین کی رسائی سے دور رہی۔ اس کا ایک مخطوطہ نسخہ سوربون (Sorbonne) کے کتب خانہ میں موجود ہے جس سے کچھ اقتباسات ڈاکٹر مصطفیٰ عبد الجواد نے اصولِ تاریخ پر اپنی کتاب "اصول التاریخ و الادب"[2] میں نقل کئے ہیں۔ اور یہ بات مسلّمہ ہے کہ سوربون یونیورسٹی کی فرانسیسی پروفیسر جاکلین شابی نے حضرت شیخِ جیلی کی حیات پر اپنی ریسرچ[3] کے سلسلہ میں اس کتاب کا مطالعہ کیا جس میں ابن الجوزی نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت شیخِ جیلی رضی اللہ عنہ کا تعلق "بلاد الرافدین" یعنی Mesopotamia سے ہے اور آپ کا مقامِ ولادت جیلِ عراق ہے[4]۔ ابن الجوزی نے اپنی کتاب موسوم بہ "دُرر الجواھر من کلام الشیخ عبد القادر" میں اس قول کو اختیار کیا ہے کہ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ

۱۔ ابن الجوزی حوالہء گزشتہ۔ ج ۱۰' ص ۱۱۸۵

۲۔۔ جواد مصطفیٰ۔ "اصول التاریخ و الادب" مخطوطہ جواد مصطفیٰ جواد' ج ۲۳۔' ص ۴۶۱

۳۔ جاکلین شابی "عبد القادر الجیلانی بین الحقیقة التاریخیة و الأسطورة الأدبیة" (ترجمہ ڈاکٹر حسن سحلول)' مجلة التراث العربی عدد (۷۰) السنہ (۱۸) جنوری ۱۹۹۸' ص ۲

۴۔ ابن الجوزی۔ کتاب "درر الجواھر من کلام الشیخ عبد القادر" مخطوطہ سالم الالوسی' ص ۸

ابنائے بغداد سے تھے اور سچ ہی کہا گیا ہے کہ "اہلِ مکہ اپنے اہلیان کو بہتر جانتے ہیں"۔اور جو حضرتِ جیلی اور ابن الجوزی میں عداوت کی روایتیں بڑھا چڑھا کر پیش کی گئی ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔اس کا ذکر "**الکتاب الوثیقه**" میں موجود ہے اور اس پر التادفی نے "**قلائد الجواھر**" صفحہ ۲۱ پر اور یوسف زیدان نے اپنی "تحقیقِ دیوان" کے صفحہ ۱۴۱ پر مہرِ توثیق ثبت کی ہے۔ مخفی مباد کہ ابن الجوزی صوفیا پر شدید تنقید کرتے تھے لیکن آپ نے اپنی تصنیف "**تلبیس ابلیس**" میں جہاں بعض صوفیا کے ظاہری اعمال پر تنقید کی ہے وہیں حضرت جیلی رضی اللہ عنہ اور آپ جیسے کبارِ صوفیا کا کچھ تذکرہ نہیں کیا ہے۔احتمال ہے کہ ابن الجوزی نے آپ کا شمار بھی پابندِ شریعت صوفیائے کرام میں کیا ہے اور یہی موقف ابن تیمیہ نے بھی اختیار کیا ہے۔

جہاں تک آپ کی کتاب "**المنتظم فی تاریخ الملوک و الامم**" کا تعلق ہے تو اس میں حضرت جیلی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ خلاصۃً آپ کے صاحبزادوں اور ابن اثیر کی شہادت پر کیا گیا ہے۔ راقم الحروف نے ابن الاثیر متوفی (۶۳۰ ہجری) کو "**الکامل**" میں ابن الجوزی نے صوفیائے کرام کے متعلق جو تذکرے کئے ہیں ان پر تنقید کرتا پایا۔ پھر سبط ابن الجوزی (متوفی ۶۵۴ ہجری) نے بھی اپنی کتاب "**مرآة الزمان**" میں اپنے دادا کے اقوال کی اتباع کی لیکن انہوں نے بعض افرادِ خاندانِ جیلی کے متعلق اپنے دادا کے موقف پر تنقید کی ہے۔

ابن الجوزی حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہونے اور آپ کے قریب سکونت رکھنے کے باعث مورخین میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں اور آپ کی منزلت تاریخ میں دیگر مورخین سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ آپ کسی اور کی غیر ضروری تقلید نہیں

کرتے تھے اور اپنے اقوال میں راست بازی' دقت اور مضبوطی کے حامل تھے۔ آپ کی وفات ۵۹۷ ہجری/ ۱۲۰۰ عیسوی میں ہوئی۔

ج۔ تاریخ کی نظر سے:

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اکثر ہمعصر مورخین نے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کا ذکر جیلان اور اس کے اصل محلِ وقوع کو جانے بغیر کیا ہے۔ ان میں حسبِ ذیل مورخین شامل ہیں:

- ابن الاثیر الشافعی الاشعری متوفی ۶۳۰ ہجری/۱۲۳۳ عیسوی
- حضرت شہاب الدین السہروردی الشافعی متوفی ۶۳۲ ہجری/۱۲۳۴ عیسوی جنکی عمر حضرت شیخ جیلی رضی اللہ عنی کی وفات کے وقت تقریباً ۲۰ سال تھی اور جنہوں نے حضرت شیخ جیلی کا نام اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں زواج الزہد کے سلسلہ میں کیا ہے
- ابن النجار الشافعی متوفی ۶۴۳ ہجری/۱۲۴۵ عیسوی اور
- مشہور صوفی مفکر ابن عربی متوفی ۶۴۳ ہجری/۱۲۱۰ عیسوی جنہوں نے حضرت جیلی کا ذکر اپنی کتاب "الفتوحات المکیة" میں کیا ہے۔

۱۔ روؤف' عماد عبد السلام' مدارس بغداد' ص ۹۶

مورخین متاخرین

مورخین متاخرین کے گروہ میں اہم ترین حسبِ ذیل ہیں:

الف: الشطنوفی:

آپ کا نام نامی نورالدین علی بن یوسف المصری الشافعی الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ تھا اور مصر کے عہدِ مملوک کے معروف علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ مصر کے شیخ القراء تھے اور تصوف میں آپ کا بڑا مقام ہے۔ الشَّطَّنَوف (فتحِ شین 'تشدیدِط' فتحِ نون اور فائے ساکن سے) مصر کے قریہء شطنوف کی نسبت سے ہے جو کرّہء عربی میں واقع ہے اور جہاں دریائے نیل دو حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ ایک حصہ مشرق میں جزیرہء تنیس اور دمیاط کی جانب اور دوسرا حصہ مغرب میں شہرِ رشید کی جانب چلا جاتا ہے جو قاہرہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ شطنوف اور قاہرہ ایک دن کی مسافت پر ہیں اور آجکل شطنوف مرکزِ اشمون کے گردونواح میں ہے جو المنوفیہ گورنریٹ کے تابع ہے۔ حضرتِ شطنوفی سن ۶۴۴ ہجری میں قاہرہ میں تولد ہوئے اور وہیں سن ۷۱۳ ہجری میں وفات پائی۔ امام ذھبی جو قاہرہ میں محمد سید جادالحق سے ماقبل محققین سے تھے اپنی کتاب "معرفۃ القراء الکبار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "میں آپ کی مجلسِ قراءت میں جا چکا ہوں اور آپ کے پرسکون اندازِ قراءت سے محظوظ ہو چکا ہوں"۔ حضرتِ شطنوفی علیہ الرحمہ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے بہت متاثر تھے اور انہوں نے آپ کے جو اخبار و مناقب جمع کئے ہیں وہ تین جلدوں پر محتوی ہیں۔ اپنے عہد کے شیوخ کی خدمت میں عربی لغت اور مذہبِ شافعی میں علمِ فقہ کی تکمیل فرمائی اور علومِ قراءت 'نحو' لسانیات اور فقہ میں وہ ممتاز مقام حاصل کیا کہ ایک زمانہ آپ سے رجوع کرتا

تھا۔ جامعِ طولونی' جامعِ حاکم اور جامعِ ازھر میں درس وتدریس کی مجالس منعقد فرماتے تھے۔ جامعِ ازھر قاہرہ میں آپ نے قراءت شروع کی اور لوگ جوق در جوق آپ سے مستفید ہونے لگے۔ روایت ہے کہ آپ نے امام شاطبیؒ کی "الشاطبیّہ " کی بہترین شرح فرمائی تھی۔ "بھجة الاسرار" آپ کی تالیفات میں اہم ترین سمجھی جاتی ہے اور اسی سے آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے محب کے طور پر شہرت پائی۔ "بھجة الاسرار" کی آپ نے تین جلدوں میں تدوین کی جو اکتالیس (۴۱) حصوں پر مشتمل ہے اور یہ اس لئے اہم مانی گئی کہ اس کے مؤلف وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کوئی کتاب تصنیف فرمائی کیونکہ حضرتِ شطنوفی رحمہ اللہ ۶۴۴ ہجری/۱۲۴۶ عیسوی میں پیدا ہوئے جبکہ حضرت شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۶۱ ہجری / ۱۱۶۳ عیسوی میں ہوئی اور یہ مدت اتنی مختصر ہے کہ اس میں حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اصحاب سے اُن کی روایات کو سننا' جمع کرنا اور تحریر کرنا ممکن تھا۔

مصر کے شیخ القراء' صاحبِ کتاب "بھجة الاسرار و المعدن الانوار" حضرتِ شطنوفی نے عہدِ مملوکی سن ۷۱۳ ہجری مطابق ۱۳۱۴ عیسوی میں وفات پائی۔ "بھجة الاسرار" حضرت شیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ پر مشہور ترین کتاب ہے جو خبروں کی طرز پر تحریر کی گئی ہے۔ حضرتِ شطنوفی نے اس کتاب میں حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ سے منسوب خبریں اور روایتیں' خوارقِ عادات سب کچھ بغیر کسی تحقیق' غور و فکر یا رد و بدل کے شامل کیا ہے۔ اس میں جہاں وہ روایات ہیں جنہیں شریعت بھی رد کرتی ہے اور عقل بھی تسلیم نہیں کرتی وہیں وہ روایات بھی بکثرت شامل ہیں جو نہ صرف صحیح ہیں بلکہ مشہور و معروف ہیں۔ تو

کیا اس کتاب کو صرف اس لئے نظر انداز کرنا درست ہوگا کہ اس میں صحیح اور غیر صحیح دونوں روایات نقل کی گئی ہیں؟

حضرتِ شطنوفی کا ایک امتیاز یہ ہے کہ وہ کسی سند کے بغیر بات نہیں کرتے۔ یہی اسلوب ان سے قبل کبارِ مورخین کا رہا ہے مثلاً طبری (متوفی سن ۳۱۰ ہجری / ۹۱۲ عیسوی) نے اپنی کتاب "تاریخ الأمم و الملوك" میں اصل منہجِ اسلامی کی روایات نقل کی ہیں لیکن ان کے تجزیہ کا کام قارئین پر چھوڑ دیا ہے۔ اور جیسے طبری نے خبر کے متعلق فرمایا ہے کہ "اگر یہ لائقِ بھروسہ ہو تو قبول کر لو اور اگر قابلِ اعتماد نہ ہو تو قبول نہ کرنا"[1]۔ بھجۃ الاسرار پر بعد میں ابن رجب نے تنقید کی جبکہ التاذفی نے اس کی تلخیص "قلائد الجواهر" کے نام سے تحریر کی۔ اس کے متعدد کمزور ایڈیشن شائع ہوئے۔ ہم نے اس کتاب پر تحقیق کے لئے اس نادر مخطوطہ نسخہ پر اعتماد کیا ہے جس کی نقل ڈاکٹر مصطفیٰ جواد نے اپنے جامعہ سوربون Sorbonne University میں طالبعلمی کے زمانہ میں حاصل کر لی تھی اور جس میں تحریر ہے کہ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی ولادت جیلِ عراق میں ہوئی تھی جو مدائن کے قریب واقع ہے۔ یہی بھجۃ الاسرار کے پرنسٹن یونیورسٹی Princeton University اور کانگریس لائبریری Congress Library میں موجود مخطوطہ نسخوں میں بھی تحریر ہے[2]۔ لیکن اس کے جو کمرشیل نسخے شائع ہوئے ہیں ان میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت طبرستان میں ہوئی تاہم ان نسخوں میں اس امر پر واضح طور پر تردد

۱-الطبری۔ ابو جعفر محمد بن جریر متوفی ۳۱۰ ہجری/ ۹۲۳ عیسوی۔ "تاریخ الأمم و الملوك" ج ۱ تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم' دار المعارف قاہرہ' ۱۹۶۵' ص ۵' اور الکیلانی۔ جمال الدین فالح۔ حوالہء گزشتہ۔ ص ۱۲۹

۲-البلاطی۔ علی محمود؛ "عبد القادر الجیلانی" (ماسٹرس مقالہ) ص ۴۲

نظر آتا ہے آپ کی ولادت کس شہر میں ہوئی - اسی سے صاف ظاہر ہے کہ اصل کتاب میں بعد کے نقل کرنے والوں نے تحریف کی ہے۔

بھجۃ الاسرار کے ان مخطوطات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے بعد دورِ قدیم وجدید میں اس موضوع پر جو کچھ تحریر کیا گیا اس کا انحصار انہی کے اعتماد پر تھا۔ بلکہ بعض تحریریں تو من وعن ان کے فصلوں کی نقل تھیں۔ اس کی مثال زین الدین عبد الرحمان البسطامی السائح الحنفی (۸۵۸ ھجری/۱۴۵۴ عیسوی) کی "الدر الفاخر فی مناقب الشیخ عبد القادر" محمد بن یحیٰ التادفی الحنبلی (۹۶۳ ہجری/۱۵۵۵ عیسوی) کی "قلائد الجواهر" یحییٰ بن احمد الجیلانی (۱۱۱۳ ہجری / ۱۷۰۱ عیسوی) کی "تحفة الأبرار" جعفر البرزنجی (۱۱۷۷ ہجری/۱۷۶۳ عیسوی) کی "الجنی الدانی" ظهیر الدین القادری یعنی السید عبد الرحمٰن النقیب (۱۱۱۰ ہجری) کی "الفتح المبین" جیسی کتابیں ہیں۔ یاد رہے کہ اکثر مخطوطاتِ قادریہ بھجۃ الاسرار کی مختصرات ہیں جبکہ حالیہ تجزیاتی تحریریں اس پر مکمل اعتماد کرتی ہیں۔ مثلاً عبد اللہ السامرائی کی کتاب "الشیخ عبد القادر الکیلانی تاج الأولیا" جو ابھی مخطوطہ کی شکل میں ہے جبکہ مولف علیہ الرحمہ نے اسے ۱۹۹۶ء میں مکمل کر دیا تھا' ماجد عرسان الکیلانی کی تصنیف "ھٰکذا ظهر جیل صلاح الدین" (دار الرسالہ بیروت ۱۹۹۹ء)' جعفر صادق سھیل کی کتاب "عبد القادر الجیلانی و مذهبه الصوفی" (غیر شائع شدہ ماسٹرس مقالہ 'ادارۃ العلوم کالج' قاہرہ یونیورسٹی' ۱۹۷۵ء) جس میں بھجۃ الاسرار کے حاشیہ کی شاید ہی کوئی فصل چھوٹی ہو' ایمان کمال مصطفٰی کی "عبد القادر ادیباً" (مرکز البحوث و الدراسات الاسلامیہ 'مطبعۃ الوقف بغداد' ۲۰۰۸ء)' سعید القحطانی کا غیر شائع شدہ

رسالہ "الشيخ عبد القادر و آراؤہ الاعتقادية و الصوفية" جوانہوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے کلیۃ الدعوۃ' جامعۃ ام القریٰ' ریاض میں ۱۹۹۷ء میں داخل کیا اور عمر التل کا ۲۰۰۸ء میں جورڈن یونیورسٹی Jordan University کی ماسٹرس ڈگری کے لئے تحریر کردہ مقالہ "صوفية بغداد" شامل ہے جن کے اکثر و بیشتر صفحات خاص طور پر بہجۃ الاسرار پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ایسے کئی اور مخطوطات' مصادر اور مراجع ہیں جو بہجۃ الاسرار پر معتمد علیہ ہیں[1]۔

ب: ابن الملقن:

آپ کا نام عمر بن علی بن احمد' سراج الدین ابو حفص الانصاری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ تھا اور آپ ابن الملقن سے معروف تھے۔ آپ کی وفات سن ۸۰۴ ہجری / ۱۴۰۱ عیسوی میں ہوئی۔ حافظ العلائی نے آپ کو شیخ' فقیہ' امام' عالم' محدث' حافظ' ماہر' سراج الدین' شرف الفقہاءِ والمحدثین اور فخر الفضلاء[2] لکھا ہے۔ الشوکانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ جمیع علوم کے ائمہ سے تھے اور آپ کی منزلت مشہور ہوئی' آپ کا ذکر عام ہوا اور آپ کی تالیفات انحائے عالم میں پھیل گئیں۔ شوکانی یہ بھی فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف بکثرت ہیں اور ان کی اکثریت نے عوام النّاس کو فائدہ پہنچایا[3]۔ حضرتِ سیوطی فرماتے ہیں کہ آپ امام' فقیہ' حافظ اور شیوخِ شافعیہ اور ائمہ ءِ حدیث سے تھے۔ اور آپ نے اپنی کتاب "درّ الجواهر فی مناقب عبد القادر" میں حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا مقامِ ولادت عراق میں ارضِ سواد بتایا

۱۔ الشطنوفی۔ حوالہ گزشتہ۔ ص ۱۴۸

۲۔ العلائی۔ "عقيلة الطالب" ۲۳۱' الخیون' رشید "الاديان و المذاهب فی العراق" دار الجمل جرمنی ۲۰۰۴ء' ص ۸۶' ۳۱۹' ۳۲۳' ۴۵۵

۳۔ الشوکانی۔ "البدر الطالع" ص ۳۴۱

ہے جو آپ کی ابتدائی سیاحت سے میل پاتا ہے اور آپ عراق سے سوائے سفرِ حج کے کبھی باہر نکلے نہ واپس لوٹے اور اس کی سند اس روایت سے بھی ملتی ہے جو آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب بن عبدالقادر علیہ الرحمہ سے منسوب ہے[1]۔

ج: زین الدین السائح:

یہ ناممکن ہے کہ ہم مورخ حضرت امام زین الدین عبدالرحمٰن بن محمد البسطامی الحنفی السائح علیہ الرحمہ کا ذکر نہ کریں۔ آپ کی وفات ۸۵۸ ہجری میں ترکی کے شہر بروسہ Bursa میں ہوئی اور آپ وہیں مدفون ہوئے۔ نویں صدی ہجری کے علماء میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے جو فکری' علمی اور ادبی ترقی میں آپ کی عملی مساعی اور آپ کی مختلف علوم مثلاً تفسیر' حدیث' فقہ میں چالیس سے زیادہ تصانیف اور تواریخ پر آپ کی مضبوط دست گرفت کے باعث تھی۔ آپ کو علمِ طب میں بھی یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ اپنی کتاب "**در الفاخر فی مناقب الشیخ عبد القادر**" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ جیل میں تولد ہوئے جو بغداد کا ایک قریہ ہے "جو الشطنوفی کی "**بهجة الأسرارو معدن الانوار**" کے قدیم مخطوطہ نسخہ سے منقول ہے۔ الشطنوفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر کرتے ہیں کہ فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن الشیخ ابی عباس احمد بن عبد الواسع بن امیر کابن شافع الحنبلی نے ہمیں بتایا کہ ان کے دادا عبد الواسع نے بتایا کہ ابوالفضل احمد بن صالح بن شافع الجیلی الحنبلی رحمہ اللہِ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت

۱- دیکھئے: السمعانی۔ "الأنساب" ج۴' ص ۵۰۳' اور ابن الجوزی' حوالہء گزشتہ۔ ج۸' ص ۲۸۰' اور ابن الخلکان۔ "**وفیات الاعیان**" ج۳' ص ۲۰۵-۲۰۸' اور الذھبی۔ "**تاریخ الاسلام**" ج۳۰' ص ۱۷۰-۱۷۵' اور الصفدی "**الوافی بالوفیات**" ج۱۹' ص ۶۳-۶۴' اور السبکی "**طبقات الشافعیة الکبری**" ج۵۔ ص ۱۵۳-۱۶۱' اور الاسنوی" **طبقات الشافعیة** "ج۲' ص ۱۵۷-۱۵۸' اور ابن کثیر "**البدایة و النهایة**" ج۱۲' ص ۱۳۱ اور الملقن "**درّ الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر** "جو مخطوطہ حالت میں طلعت لائبریری مصر میں نمبر ۸۳۹/ تصوف کے تحت موجود ہے

الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی ولادت سن ۴۷۱ ہجری میں جیل میں ہوئی جو بغداد کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے اور آپ سن ۴۸۸ ہجری میں بغداد میں داخل ہوئے جبکہ آپ کی عمر اٹھارہ ۱۸ سال تھی[1]۔

۱۔ دیکھئے ابن النجار۔ "ذیل تاریخ بغداد" ج ۱ ص ۲۰۸' اور ابو شامہ 'شہاب الدین "تراجم الرجال القرنین السادس و السابع المعروف بالذیل علی الروضتین" ط ۲ ص ۱۲' اور الشطنوفی "بهجة الأسرار" ص ۲۴۱ اور الذہبی۔ "المختصر المحتاج الیہ" ص ۲۵۸ (نمبر ۹۴)' "تاریخ الاسلام" ج ۴۲ ص ۱۳۴ اور دیکھئے الصفدی۔ "الوافی بالوفیات" ج ۱۹ ص ۴۰۲ (نمبر ۴۱۲ ۷)' اور ابن رجب۔ "الذیل علی طبقات الحنابلة" ج ۱ ص ۳۸۸' (نمبر ۱۹۶)' اور التادفی۔ "قلائد الجواهر" ص ۸۹' اور ابن العماد۔ "شذرات الذهب" ج ۶ ص ۵۱۴' اور ابن الملقن۔ "درر الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر" ص ۶۴' مخطوطہ تصوف نمبر ۸۳۹۔ طلعت لائبریری مصر' اور البسطامی۔ زین الدین۔ "الدر الفاخر فی مناقب الشیخ عبد القادر" غیر شائع شدہ ریسرچ مقالہ برائے ماسٹرس ڈگری '۱۹۹۹' علی محمد علی البلاطی' صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۸' عجیب بات یہ ہے کہ مقالہ نگار نے اس اہم عبارت پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور صرف یاقوت کے اس کلاسیکی متن کو نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا کہ "جیلان طبرستان کے آگے کئی شہروں کا نام ہے۔۔۔ اور ایک جیل بغداد سے قریب بھی واقع ہے" ص ۷۸

اعتدال پسند مورخین

ابنِ تیمیہ 'الذہبی 'ابنِ کثیر اور ابنِ رجب:

ابن تیمیہ متوفی سن ۷۲۸ ہجری/۱۳۲۸ عیسوی 'الذھبی متوفی سن ۷۴۸ ہجری /۱۳۴۸ عیسوی 'ابنِ کثیر متوفی سن ۷۷۴ ہجری/۱۳۷۳ عیسوی اور ابنِ رجب متوفی سن ۷۹۵ ہجری/۱۳۹۲ عیسوی صاحبِ کتاب "ذیل علی طبقات الحنابلۃ" نے حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی ولادت کے متعلق صراحت سے کچھ نہیں لکھا۔ تاہم ان کی کتابوں سے صرف حضرت شیخ جیلی کی شخصیت کے خصوص میں بشکلِ عام استفادہ کیا جاسکتا ہے[1]۔ اس عہد کی دیگر مصادر گو بکثرت ہیں لیکن یہ تمام کی تمام محض اسی طرز کی تکرار ہیں اور جو کچھ کتابیں بعد میں تحریر کی گئیں انہی سے اخذ شدہ معلومات پر مبنی ہیں۔ ایسی کتابوں اور تصانیف کی ایک طویل فہرست مرتب کی جاسکتی ہے جو حضرت شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر ایک سخت گیر رویہ رکھتی ہیں۔ ان میں سوائے مولف کے نام کے کچھ تبدیلی نہیں پائی جاتی۔ تمام مضمون وہی ہوتا ہے صرف یہاں وہاں چند کلمات بدل دئے جاتے ہیں یا کچھ آگے پیچھے ہوجاتا ہے اور یہ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ پر کسی ظلم سے کم نہیں۔ اس خصوص میں ہمیں پہلی خوش آئند تبدیلی ہمارے شیخ ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی کی کتاب "ھکذا ظھر جیل صلاح الدین" میں ملتی ہے۔

۱۔السامرائی۔عبداللہ سلوم"" الشیخ عبد القادر الجیلانی' تاج الاولیاء"ص ۷۲

وضاحت

یہاں ہم یہ واضح کر دیں کہ مورخین اور ماہرینِ جغرافیہ کے درمیان حضرت شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت پر اختلاف کے باوجود یہ بات مسلمہ ہے کہ جیلانِ طبرستان میں آپ کی ولادت کی روایت صحیح نہیں کیونکہ یہ بلا کسی تحقیق یا نظرِ ثانی کے صرف ایک روایت پر اعتماد کرتے ہوئے بالتواتر نقل کی جاتی رہی ہے جو بطورِ خبر کلاسیکی تاریخی تحریروں میں وارد ہوئی ہے۔

عراق کی تاریخی جغرافیہ کا ایک جائزہ

مابین النہرین بلادِ عرب نچلے اور اوپری دو علاقوں میں منقسم ہے۔ نچلا علاقہ "عراق" سے موسوم ہے جو نہایت زرخیز اور رسوبی سرزمین ہے جبکہ اوپری علاقہ کو "الجزیرہ" کہتے ہیں جو پتھریلا میدان ہے اور فرات اور دجلہ اور ان دیگر نہروں سے گھرا ہوا ہے جن کا پانی اس علاقہ کے جنوبی حصہ میں گرتا ہے۔ عراق کے معنی جُرف یعنی نوکیلی چٹانوں یا ساحلی سرزمین کے ہوتے ہیں۔ عرب نے رسوبی علاقوں کو ارضِ سواد کا نام دیا تھا اور یہ اس قدر عام ہوا کہ "عراق" اور "سواد" مترادف الفاظ کی مانند ہو گئے۔

جہاں تک "جزیرہ" اور "عراق" کے علاقوں کی قدرتی حدود کا تعلق ہے تو یہ ایک لکیر ہے جو ٹکریٹ کے پاس دجلہ سے شروع ہوتی ہے اور مغرب میں فرات کی جانب ہوتے ہوئے نچلے حصہ پر کھنچتی چلی جاتی ہے۔ اس لکیر کے جنوب سے سواد شروع ہوتا ہے۔

عرب مابین النہرین کی اراضی کی آبرسانی فرات کے پانی کو چند نہروں کی جانب موڑ کر کیا کرتے تھے جو فرات سے دجلہ کی جانب بہہ نکلتی تھیں اور اس علاقہ کی آبیاری کرتی تھیں۔ لیکن دجلہ کے مشرق میں واقع علاقہ یا تو ایران کی پہاڑیوں سے بہنے والی ندیوں سے فیضیاب ہوتا یا ان نہروں سے جو دجلہ سے مشرق کی طرف بہتی ہوئی واپس اس کی جانب لوٹ جاتی ہیں۔

فرات سے دجلہ کی جانب بہنے والی یہ چار نہریں ہیں:

- نہرِ عیسیٰ: جسے خلیفہ منصور نے شہرِ مدوّرہ کے دہانے پر قائم کیا تھا

- نہرِ صرصر: جو نہرِ عیسیٰ کے متوازی بہتی ہے
- نہر الملِک: جس کے سواحل پر شہرِ "نہر الملِک" واقع ہے جو صرصر کے جنوب میں ہے
- نہرِ کوثی: جو نہر الملک کے نچلے علاقہ میں بہتی ہے

آخری دو نہریں قریہء "جیل" کے پاس سے نکلتی ہیں جو شہرِ "مدائن" کے نواح میں واقع ہے۔ بعض اقوال کے مطابق ان کی ابتداء اس مقام سے ہوتی ہے جہاں دجلہ اور نہرِ دیالی ملتی ہیں اور یہ ایک تاریخی مقام ہے جس سے متعدد علماء منسوب ہیں[1]۔

۱۔ دیکھئے جواد'ڈاکٹر مصطفٰی "سوسة"۔ڈاکٹر احمد(۱۹۵۸)"'دلیل خارطة بغداد المفصل في خطط بغداد قديماً و حديثاً"'المجمع العلمی العراقی' بغداد'ص ۲۴۲-۲۴۳'ولسٹرانگ "بلدان الخلافة الشرقية"'نہر عیسیٰ'ص ۴۸'نہر صرصر'ص ۵۰'نہر الملِک'ص ۹۳'نہر کوثی'ص ۹۴

تاریخ کی دشوار راھیں

الف۔ کڑیاں:

حضرت شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی جیلِ عراق سے نسبت کی تاکید متعدد مورخین نے کی ہے جن میں قابلِ ذکر حسبِ ذیل ہیں:

- ابن الجوزی۔ ان کی کتابوں "درر الجواهر من كلام الشيخ عبد القادر" اور "درر العقود[1]" میں
- شمس الدین بن ناصر الدمشقی۔ ان کی "تاریخ[2]" میں
- علی بن سعید۔ ان کی "الجغرافية[3]" میں
- الشطنوفی۔ "بهجة الأسرار و معدن الانوار" میں
- الیافعی۔ "الدر الفاخر فی مناقب الشيخ عبد القادر[4]" میں
- علامہ مصطفیٰ جواد۔ ان کی کتابوں "أصول التاريخ و الأدب" اور "مختصر الانساب[5]" میں

۱۔ابن الجوزی۔" درر الجواهر من كلام الشيخ عبد القادر" کے بعض صفحات میں جو نادر مخطوطہ کی شکل میں علامہ سالم الالوسی کے پاس محفوظ ہے'ص ۳'اور اس کتاب اور اس کے قابلِ اعتماد ہونے کا ذکر التادفی نے "قلائد الجواهر" ص ۲۱ اور یوسف زیدان نے اپنی تحقیق "الديوان" کے ص ۴۱ پر کیا ہے۔"درر العقود" کے چند صفحات پر جو مخطوطہ حالت میں اسپین کے الاسکوریال El Escorial میوزیم میں نمبر ۵۸۲/۸ ورقہ ۹۸۱ کے تحت موجود ہے اور جس کی نقل سالم الالوسی کے پاس ہے۔

۲-دیکھئے ڈاکٹر عبداللہ سلوم السامرائی کی کتاب "الشيخ عبد القادر الكيلاني' تاج الاولياء" ص ۱۹

۳- علی بن سعید۔ "الجغرافية" متصور مخطوطہ جس کے پہلے صفحہ پر تحریر ہے کہ یہ قروبین Qarawiyyin سے ہے اور بین قوسین تحریر ہے "كتاب فی الجغرافية لابن سعيد" اس کی کاپی ڈاکٹر علی البلاطی کے پاس موجود ہے۔ورقہ ۹۵

۴-الشطنوفی۔"بهجة الأسرار و معدن الانوار" تحقیق ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی'ص ۲۹۱'الیافعی اور ابن سعید۔"خلاصة المفاخر فی مناقب الشيخ عبد القادر" مخطوطہ'پرنسٹن یونیورسٹی'تصویر کردہ السید عبدالستار ہاشم سعید الکیلانی'ورقہ ۱۲'البسطامی الحنفی۔"الدر الفاخر فی مناقب الشيخ عبد القادر" ص ۷۵ ومابعدہ۔اصل مخطوطہ سے رجوع کریں ورقہ ۸۷

۵-جواد مصطفیٰ۔حوالہء گزشتہ۔ج ۳۲'ص ۷۴۳

- مورخ حسین علی محفوظ۔"سیرة حیاة[1]"میں
- مورخ جعفر خصباک۔ان کے مغل تسلط پر مطالعہ[2]میں
- مورخ عباس بن جواد الشافعی۔ان کی کتاب"نیل المراد فی تاریخ اهل بغداد[3]"میں
- ڈاکٹر خاشع المعاضیدی۔ان کی کتاب"اعالی الرافدین[4]"میں
- ترکی مورخ شمس الدین سامی۔اپنے انسائکلوپیڈیا"قاموس الاعلام[5]"میں
- فرانسیسی مفکر ڈاکٹر محمد ارکون۔جریدہء"الشرق الاوسط"کے اپنے انٹرویو[6]میں
- مارکسی مفکر ہادی العلوی۔جریدہء"الحیاة الدولیة"کے اپنے مکالمہ[7]میں
- ڈاکٹر عبدالسلام رؤوف[8]

ان کے علاوہ بھی کئی اور حوالہ جات ہیں جن کا ذکر تفصیلی طور پر ڈاکٹر یوسف زیدان نے اپنی دو کتابوں"عبد الکریم الجیلی"اور"باز الله الاشهب"[9]میں اورڈاکٹر عماد عبدالسلام رؤوف نے عبد

ا۔محفوظ حسین۔"سیرة حیاة"جو جریدہء البیان'بغداد'عدد ۸۶۷میں حضرت عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مخصوص صفحات پر شائع ہوئی۔

۲۔جعفر خصباک۔"الاحتلال المغولی للعراق(۶۵۶ہجری/۱۲۵۸ء) مقدماته و عوامله و وقائه"مجلۃ العلوم بغداد'عدد ۳'بغداد: مطبع رابطہ ۱۳۷۸ہجری/۱۹۵۸ء'ص ۲۳

۳۔البغدادی'عباس۔"نیل المراد فی تاریخ اهل بغداد"مخطوط جسے اس کے مولف نے شعبان سن ۱۳۴۳ہجری میں ختم کیا'مخطوطہ محی ہلال السرحان'ورق ۶۵

۴۔المعاضیدی'خاشع۔"اعالی الرافدین"ج ۲'ص ۷۷

۵۔سامی شمس الدین۔"قاموس الاعلام"ص ۳۰۸۷

۶۔فرانسیسی جزائری مفکر ڈاکٹر محمد ارکون سے انٹرویو۔"الشرق الاوسط"۔۲۰۰۶/۵/۲۳ء۔انٹرویو کنندہ صلاح عواد'لندن

۷۔مکالمہ ڈاکٹر ہادی العلوی۔جریدہء"الحیاة الدولیة"۔سہ شنبہ ۲۳جولائی ۱۹۹۶ء موافق ۸ربیع الاول ۱۴۱۷ھ۔عدد ۱۲۲۰۲

۸۔ شیخی واستاذی ڈاکٹر عماد عبدالسلام رؤوف کے ساتھ متعدد مکالمے

۹۔زیدان۔یوسف۔"عبد الکریم الجیلی"ص ۱۵

الکریم الجیلی پر اپنے مقالہ "حفید الامام عبد القادر الجیلی و المولود فی جیل العراق ایضاً"[1] میں اور دیگر افراد نے بھی کیا ہے۔ یہ تمام وسائل اس امر پر متفق ہیں اور یہ بات معروف ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اصل و فصل کے موضوع سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے[2] اور شائد اسی وجہ سے آپ کی نسبت طبرستان سے کئے جانے کی راہ ہموار ہوئی کیونکہ آپ نے خود کبھی اس خصوص میں کوئی تشریح نہیں فرمائی۔ آپ کا موضوع آپ کا نسب تھا جو آپ کی شخصیت کے عین مطابق تھا جیسا کہ علامہ مصطفیٰ جواد نے تبصرہء کتاب "تکملة اکمال الکمال" میں تحریر کیا ہے اور دیگر مصادر و مراجع[3] میں بھی موجود ہے۔

ب۔ مردم شماری کے شواہد:

مشہور ماہرِ جغرافیہ یاقوت "معجم البلدان" میں لکھتے ہیں کہ "الجیل" بغداد کے عوامل میں المدائن کے ماتحت زرارین کے بعد واقع ایک قریہ ہے جسے "الکیل" بھی کہا جاتا ہے اور حجاج نے اسے "الکال" کا نام دیا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

لَعَنَ اللهُ لیلَتِي بِالکَالِ   اِنَّهَا لَیلٌ تَعَرَّ اللَّیَالِي[4]

حضرتِ شطنوفی "بھجة الأسرار و معدن الانوار" میں فرماتے ہیں کہ "جیل دجلہ کے کنارے ایک دن کی مسافت پر مدائن کے ماتحت 'زرارین کے بعد واقع ایک قریہ ہے۔ یہیں شیخ الاسلام حضرت

۱۔ رؤوف' عماد عبد السلام۔ "عبد الکریم الجیلی" ص ۱۱' مجلة الاستاذ ' کلیة التربیة بغداد یونیورسٹی' اشاعتِ ثانی

۲-ابن کثیر۔ حوالہء گزشتہ۔ ج ۹' ص ۱۵۵

۳-ابن الصابونی' جمال الدین۔ "تکملة اکمال الکمال" طبدون' ج ۱' (تحقیق و تبصرہ ڈاکٹر مصطفیٰ جواد)' المجمع العلمی العراقی' بغداد' ص ۹۷-۹۸' ابن الاثیر۔ حوالہء گزشتہ۔ م ۹' ص ۲۲۵' اور دیکھئے ابن الوردی' زین الدین عمر (متوفی ۷۴۹ ہجری/ ۱۳۴۸ عیسوی)' "تتمة المختصر في أخبار البشر" (تاریخ ابن الوردی)' تحقیق احمد رفعت البدراوی (دو حصے' بیروت' دار المعرفة ۱۳۸۹ ہجری/ ۱۹۷۰ عیسوی)' ج ۲' ص ۲۶

۴-الحموی۔ حوالہء گزشتہ۔ ج ۲' ص ۲۶

عبدالقادر کی ولادت ہوئی اور آپ اسی سے منسوب ہوئے[1]۔ تاریخی ٹوپوگرافک معلومات کے مطابق یہاں زیادہ تر کُرد مہاجر سکونت پذیر ہیں جو وسیع و عریض کردستانِ کبریٰ 'خاص طور پر قبیلہء بشدر سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ عجمی آریائی قوم سے ہیں جن کا اسلامی تاریخ و تمدن میں بڑا حصہ رہا ہے اور انہیں احتراماً قریشِ عجم کہا جاتا ہے"۔ اور یہی مورخ عباس العزاوی 'منشی البغدادی کے سفرنامے پر اپنے تبصرے میں اور روسی مستشرق باسل نیکٹن Basil Nikitin اپنی اہم کتاب "الکرد" میں تحریر کیا ہے اور یہی بات معروف کُرد مورخ اور وزیر محمد امین ذکی نے "رشید عالی الکیلانی" سے کہی تھی جب وہ اپنی کتاب "اعلام الکُرد" میں حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا چاہتے تھے لیکن رشید عالی الکیلانی نے کچھ سیاسی اسباب کے باعث ان سے اس موضوع کو ملتوی کرنے کی درخواست کی۔ دیگر مورخین نے بھی اس بات کا اثبات کیا ہے کہ آپ کی نشو نما کُرد ماحول میں ہوئی اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اکراد حضرت امام عبد القادر رضی اللہ عنہ کو اپنے سر کردگان میں شمار کرتے ہیں[2]۔ اور یقیناً یہ بات کسی طرح آپ کے عالی حسنی نسب ہونے سے متصادم نہیں ہوتی۔

ج۔ دائرہء تکرار سے خروج:

مجموعی طور پر تمام ابتدائی حوالہ جات حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی جیل سے نسبت کے قائل ہیں' اور یہ وہی جیلان ہے جو عراق میں واقع ہے اور اسی

ا۔ الشطنوفی؛ حوالہء گزشتہ۔ ص ۲۷ اور دیکھئے الباکوی 'عبدالرشید صالح بن نوری (جنہوں نے اپنی کتاب ۸۰۶ ہجری اور ۸۱۶ ہجری کے درمیان لکھی) "تلخيص الآثار و عجائب الملك القهار" ترجمہ بونیاتوف (ماسکو: مطبعۃ العلم ۱۹۷۱ء) ص ۳۴

۲۔ دیکھئے العزاوی 'عباس۔ "رحلة المنشي البغدادي" ۶۳ اور باسل نیکٹن Basil Nikitin "الکرد" ترجمہ صلاح بروای' دار الروائع 'بیروت 'ص ۲۰۳ اور کمال مظہر احمد۔ "کردستان" ترجمہ محمد ملا عبد الکریم بیارہ 'دار آفاق عربیہ' بغداد '۱۹۸۴ء ص ۱۰۶ '۱۶۱' ۲۰۴-۲۰۵ اور اسی طرح شرفخان البدلیسی (۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء) "الشرفنامه في تاريخ الدول و الامارات الكردية" ترجمہ محمد جمیل بندی روزبیانی (بغداد 'مطبعۃ النجاح '۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) ج ۱ ص ۲۲ '۲۴

نسبت سے آپ ملقب ہوئے اور اپنے معاصرین میں بھی اسی لقب سے معروف رہے[1]۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں ایسے متعدد مقامات ہیں جو "جیلان" کے نام سے موسوم ہیں۔ ان میں جیلانِ عراق' جیلانِ ایران' ترکی میں واقع جیلان' کوسوفو میں موجود جیلان اور مصر کا شہر جیلان شامل ہیں[2]۔ لیکن جو لوگ آپ کو جیلانِ طبرستان سے منسوب کرتے ہیں وہ اس پر متردد نظر آتے ہیں کہ آپ کو وہاں کے کس قصبہ سے منسوب کریں۔ کبھی آپ کو "نیف"[3] سے منسوب کردیا جاتا ہے' کوئی آپ کا تعلق "بشتیر"[4] سے بتاتا ہے تو کوئی آپ کی نسبت "بنبق"[5] سے کردیتا ہے۔ پھر وہ لوگ بھی ہیں جو آپ کو "کیلانِ عربی" یا "رشت" یا "آمل" یا مشرقِ اسلامی میں واقع "مازندان" یا "شہربان" (موجودہ المقدادیہ) کے قریب واقع قریہء "جیل" یا عراق میں "کفری" کے قریب موجود "کیل" یا المدائن سے قریب واقع "جیل" یا کسی اور مقام سے متعلق بتاتے ہیں۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ موضوع ابتداء ہی سے الجھن کا باعث بنا رہا

(بسلسلہء گذشتہ) اور دیکھئے محمد امین ذکی۔ "تاريخ الدول و الأمارات الكردية في العهد الاسلامي" ترجمہ محمد علی عونی (قاہرہ۔ مطبعۃ مصر' ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء)' ص ۱۲۶' ۱۲۷ اور الامدی' سیف الدین۔ "المدارس الصوفية و دورها الاصلاحي" جريدة الاتحاد' عدد ۹۸ اور یہ معروف ہے کہ "اکراد فخر کرتے ہیں کہ آپ کی ولادت اور پرورش ان کے درمیان ہوئی۔ وہ یہ بات جانتے ہیں اور اسی پر عمل پیرا ہیں"۔ ڈاکٹر کمال مظہر احمد سے ملاقات بتاریخ ۱۹۹۸/۱۱/۸ء اور عراق کے سابق وزیرِ اعظم رشید عالی الکیلانی کی صاحبزادی امل رشید الکیلانی سے ملاقات بتاریخ ۱۹۹۹/۶/۱۳ء اور دیکھئے The Encylopaedia of Islam, M. Th. Houtsma, Volume II, Printed by E.J.Brill, Leyden 1927, Page 1140

۱۔ جواد مصطفی۔ حوالہء گزشتہ' ج ۱' ص ۹۹' تاریخِ اسلامی کے ابتدائی مصادر الجیلانی اور الجیلی میں فرق یوں بتاتے ہیں کہ الجیلانی ہر وہ فرد ہے جس کی نسبت جیلان سے ہے جب کہ الجیلی وہ افراد ہیں جو ان مہاجرین کی اولاد ہیں جنہوں نے جیلان سے ہجرت کی۔ دیکھئے الکتبی' ابن شاکر؛ "فوات الوفيات" ج ۲/ص ۴' اور زیدان "عبد الكريم الجيلي" ص ۱۳-۱۵' اور "باز الله الاشهب" ص ۲۶

۲۔ مونس' حسین۔ "أطلس تاريخ الاسلام" ص ۱۱۴ اور انٹرنیٹ پر ان شہروں کے متعلق متعدد سائٹس دیکھی جاسکتی ہیں۔

۳۔ التادفی۔ حوالہء گزشتہ' ص ۸۸

۴۔ الفیروز آبادی۔ "القاموس" ج ۴' ص ۶۱۲

۵۔ القزوینی۔ "آثار البلاد" ص ۲۳۴

ہے[1]۔ مورخینِ معاصرین نے اس بات پر فوکس کیا کہ مذکورہ مقامات میں سے کس مقام سے آپ کی نسبت ہے۔ ان میں حسبِ ذیل مورخین شامل ہیں:

- ڈاکٹر کامل مصطفیٰ الشیبی۔ جنہوں نے اپنی اسٹڈی میں متعدد روایات پیش کی ہیں[2]
- ڈاکٹر عبداللہ السامرائی۔ جنہوں نے اپنی کتاب "الشیخ عبد القادر الکیلانی تاج الاولیاء" میں جیلان کے محل وقوع پر ایک مکمل باب تحریر کیا جس میں وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس موضوع پر مورخین میں واضح اختلاف پایا جاتا ہے[3]۔
- ڈاکٹر صادق جعفر سہیل۔ جنہوں نے دونوں اقالیم کا بیک وقت تذکرہ کیا ہے
- جعفر موسیٰ علیوی۔ جنہوں نے اس موضوع پر بہت ساری روایات پیش کی ہیں[4]۔

اگر کوئی الدروبی کی "تاریخ شیخ الاسلام عبد القادر و اولادہ" کی ورق گردانی کرے تو وہ آپ کے مقامِ ولادت کے متعلق کئی روایات دیکھ سکتا ہے جن میں جیلِ عراق کی روایت کو واضح ترجیح دی گئی ہے[5]۔ اور حضرت امام عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی ابتدائی عمر کا اکثر حصہ جیلِ عراق میں بسر کیا

۱۔ الشیبی، مصطفیٰ کامل۔ "الشیخ عبد القادر الکیلانی' المامات بشخصيته و فكره التربوي" ص ۶، اور دیکھئے القادری، البود شیشی۔ "عبد القادر' دفاع عن الطرق الصوفيه" مجلہ دعوۃ الحق، مراکش، عدد ۹۵، اور
"Biographical Encyclopaedia of Sufis: Central Asia and Middle East", pg 123, Vol 2. Hanif N. Sarup and Sons. (2002) ISBN 81-7625-266-2, 9788176252669 Abd al-Kadir Al-Djilani, W.Braune, "The Encyclopaedia of Islam", Vol. I, ed. H.A.R Gibb, J.H.Kramers, E. Levi-Provencal, J. Schacht, (Brill, 1986), 69

۲۔ الشیبی، مصطفیٰ کامل۔ حوالہء گزشتہ، ص ۳۲

۳۔ السامرائی، عبداللہ۔ حوالہء گزشتہ، ص ۱۸

۴۔ سہیل، صادق جعفر۔ "عبد القادر الجیلانی' فکرہ الصوفی" ص ۲۶

۵۔ الدروبی۔ حوالہء گزشتہ، ص ۱۵

اور وہیں زیادہ تر سیر و سیاحت فرمائی[1] اور یہ محض اتفاق نہیں بلکہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کا اس سرزمین سے گہرا تعلق ہے۔ یہی فلسفہ مکانی ہے۔ استاذ علاء اللامی اپنی کتاب "السرطان المقدس" میں تاریخِ عراق پر کئی صفحات لکھے ہیں۔ وہ اپنے استادِ محترم معروف عراقی مفکر ہادی العلوی سے نقل کرتے ہیں کہ لفظ "الجیلی" عہدِ متاخر میں "الکیلانی" میں تبدیل ہو گیا اور اس کی کوئی دلیل ہے تو یہی کہ اصل لفظ الجیلی ہے اور یہ اسی کی جانب نسبت ہے[2]۔ اور یہی رائے عظیم ماہرِ سماجیات ڈاکٹر علی الوردی کی ہے جو ان عراقی مورخین کی مذمت کرتے تھے جنہوں نے حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی طبرستان میں ولادت کی روایت اپنائی ہے اور وہ اس پر افسوس کیا کرتے تھے[3]۔

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ لقب الجیلی سے ابتدائی دور میں ہی ملقب ہو چکے تھے۔ آپ کی جیلِ عراق سے نسبت کا ذکر ابن الجوزی نے بھی کیا ہے اور وہ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں آپ کے ہم عصر تھے۔

ابن اثیر[4] ابن کثیر[5] ابن شاکر[6] ابن خلکان[7] اور دیگر کئی مورخین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ان میں اہم ترین السید شرف الدین الکیلانی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "تاریخ النقباء"

۱۔ التادفی۔ حوالہ گزشتہ، ص ۴۳، اور الشوکانی، محمد بن علی بن محمد (متوفی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) "البدر الطالع" ج ۱، دار الکتب للطباعہ، قاہرہ، ۱۹۴۱ء؛ ص ۲۶

۲۔ اللامی، علاء۔ "السرطان المقدس" ص ۶۴

۳۔ الوردی، علی۔ آرٹس کالج بغداد یونیورسٹی میں منعقدہ لیکچر بتاریخ ۱۹۹۵/۱/۱۹ء اور اسی روز راقم الحروف کی ان سے ڈاکٹر علی ہاشمی حمیدی کی موجودگی میں ملاقات

۴۔ ابن الاثیر۔ حوالہ گزشتہ، ج ۹، ص ۵۷۱

۵۔ ابن کثیر۔ حوالہ گزشتہ، ج ۱۲، ص ۲۵۴

۶۔ ابن شاکر۔ "عیون التاریخ" ج ۱۲، ص ۱۱۶

۷۔ ابن خلکان۔ حوالہ گزشتہ، ج ۶، ص ۱۶۹

میں اس بات کی تاکید کی ہے کہ آپ جیلِ عراق سے منسوب تھے[1]۔ لیکن انہوں نے آگے چل کر تحریر کیا ہے کہ آپ جیلِ عراق سے وہاں زیادہ وقت بسر کرنے کے باعث منسوب تھے ولادت کی وجہ سے نہیں[2]۔ یہ تحقیق کے طریقِ کار سے میل نہیں کھاتا اور نہ ہی اسے منطقی طور پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی جیلِ عراق میں موجودگی آپ کے اس مقام سے گہرے تعلق کی دلیل ہے۔ مستشرقین Orientalists کے منجملہ فرانسیسی مستشرق پروفیسر جاکلین شابی (Jaclquline Chabbi) نے آپ کی بلاد الرافدین میں ولادت کی صاف وصریح روایت کا واضح اشارہ دیا ہے اور اسی سے جرمن مستشرق پروفیسر این میری شیمل Annemarie Schimmel بھی متفق ہیں جنہوں نے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کو اسلام کا عظیم ومقبول ترین ولی مانا ہے[3]۔

۱۔الکیلانی اشرف الدین۔"تاریخ النقباء"ص ۳۰

۲۔الکیلانی اشرف الدین۔ حوالہء گزشتہ'ص ۳۱۔ یہ صرف اختلافِ رائے ہے اور اس سے مولفِ کتاب کی منزلت کم نہیں ہوتی۔ اس کتاب کی نشرواشاعت کتاب "تحفة الأبرار" کے ساتھ ہوئی

۳۔شابی ٗجاکلین۔ حوالہء گزشتہ؛ص ۹ اور
The Cambridge History of Iran. Boyle. J. A -5 Volume (Cambridge, University printer, 1388. A. H 1968.A .C) vol. 5

فیصلہ کن پیش رفت

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ علامہ سالم الالوسی فرماتے ہیں کہ عراق کے سابق صدر احمد حسن بکر نے اپنی صدارت کے ابتدائی دور میں مملکتِ ایران سے خلیفہ ہارون الرشید کی باقیات عراق کو لوٹانے کا مطالبہ کیا کیونکہ وہ بغداد کے سنہری دور کی نشانی ہے۔ اور یہ انہوں نے معروف مورخ عبد الجبار الجومرد الموصلی مرحوم کی خواہش پر کیا تھا جو عراق کے سابق فوجی کمانڈر عبد الکریم قاسم کے دور میں وزیر اور مشہور کتاب "ہارون الرشید" کے مصنف تھے[1]۔ لیکن مملکتِ ایران نے اس مطالبہ کو خارج کر دیا اور اس کے بدلہ میں حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی باقیات کی ایران کو واپسی کا مطالبہ اس حجت پر کیا کہ آپ گیلان' ایران میں تولد ہوئے تھے۔ اس پر صدرِ عراق نے علامہ ڈاکٹر مصطفیٰ جواد[2] سے اس کی وضاحت طلب کی۔ مصطفیٰ جواد مرحوم نے اس کے جواب میں وضاحت کی کہ جو حوالے یہ بتاتے ہیں کہ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی ولادت گیلانِ ایران میں ہوئی ان تمام کا ایک ہی روایت پر اعتماد ہے جو بغیر کسی تحقیق کے نقل ہوتی آئی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ولادت المدائن کے قریب واقع قریہ "الجیل" میں ہوئی اور یہ صحیح نہیں کہ آپ ایران میں پیدا ہوئے تھے یا آپ کے کسی جد کا نام جیلان تھا۔ اسی بات کی تاکید ڈاکٹر حسین علی محفوظ[3] نے تاریخی معرکہء جلولاء کے جاودانی میلہ میں کی تھی جس کا اہتمام ۱۹۹۶ء میں عرب مورخین نے شہرِ جلولاء (Jalawla)

۱۔ الجومرد' عبد الجبار۔ "ہارون الرشید" ص ۵۳۱

۲۔ سالم الالوسی۔ "من اوراق سالم الالوسی" (جوان کے پاس محفوظ ہے) ص ۷۲

۳۔ علامہ حسین علی محفوظ سے ۱۹۹۶/۱۰/۲۳ء کو اور اس کے بعد متعدد ملاقاتیں

میں کیا تھا اور جس میں آلوسی کے بشمول دیگر عراقی مورخین کی ایک کثیر تعداد بھی موجود تھی۔ یہ بات حکومتِ ایران کو بتا دی گئی اور پھر عرب ممالک کی مداخلت کے بعد یہ موضوع بند ہو پایا[1]۔

۱۔ علامہ سالم الالوسی سے ۱۹۹۶/۹/۱۲ء اور اس کے بعد متعدد ملاقاتیں

خاتمہ

اس کوشش کے بعد میرا یقین پختہ ہو گیا کہ ہمارے ثقافتی ورثہ پر دو جہتوں میں تحقیق و تخصیص کی ضرورت ہے:

ایک: اس کی بشکلِ عام وضاحت و فہرست نویسی تاکہ ہمیں اس کے محتویات کا کما حقہ پتہ چلے۔ یہ خاص طور پر اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے پیشرو علماء نے اس کو مجموعی طور پر ہی تحریر کیا ہے جس کے باعث متلاشیانِ حقیقت کو ان کی کتابوں میں غیر مدلل باتیں ملتی ہیں جو اکثر عنوانِ کتاب سے ہی ٹکرا جاتی ہیں۔

دوسرے: اس کا صحیح طور سے مطالعہ اور تدقیق جو اس پر پہلے نکالے گئے نتائج کی مذہبی بنیاد یا کسی شخصی تاثر کے زیرِ اثر غیر ضروری تعریف یا مذمت سے دور ہو اور صرف اور صرف اس ثقافتی ورثہ میں مخفی حقایق سے آگاہی کے مقصد کے تحت کی جائے۔ یہ بات ہمارے پیش نظر رہے کہ ہم سب ایک ہی تہذیب سے متعلق اور مشترکہ اقدار کے حامل ہیں اگرچیکہ ہمارے درمیان بعض اجتہادی امور میں اختلاف ممکن ہے جو متطلباتِ زمانہ اور بدلتے اندازِ زندگی کے باعث ہو سکتا ہے اور جس کی اجازت دائرہء اسلام میں جائز آزادیء فکر کی حدود میں موجود ہے۔

اس تہذیب و ثقافت کے مطالعہ کے وقت ہمیں یاد رکھنا ہو گا کہ نصِ قطعی جو وحیء الٰہی سے مستمد ہونے کے باعث مقدس و معصوم ہوتی ہے اس میں اور اس نص میں بڑا فرق ہوتا ہے جو حیاتِ بشری کے قوانین کے تابع اور تغیرات' ترمیمات اور اندازِ فہم کے زیرِ اثر مبنی بر خطا و صواب ہوتی ہے۔

جو کچھ اوراقِ گزشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت امام عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی ولادت و وفات عراق میں ہوئی اور یہی تاریخی اور جغرافیائی حقیقت ہے جو تحقیق تاریخ کے ضمن میں ابتدائی اور حضرت شیخ جیلی رضی اللہ عنہ کے عہد کے حوالوں کی روشنی میں 'ان مخطوطات کی ضوفشانی میں جو حال ہی میں سامنے آئے ہیں اور عراقی مدرسہء تاریخِ جدید کے علمائے کبار کی آراء کے بموجب ثابت ہو چکی ہے۔ اور اس تحقیق کی اشاعت کا مقصد اس تاریخی شعور کو سامنے لانا ہے کہ بعض موضوعات اگرچہ ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا' مہمل ہیں اور تا کہ یہ نادر حقیقتیں ایک طویل مدت تک عوام النّاس کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد بے نقاب ہو جائیں۔

یہ ایک درسِ عبرت ہے جس کا خلاصہ اسلامی تاریخ کے گہرے مطالعہ کے باعث ممکن ہو پایا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اسے کما حقہُ سمجھیں اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے اس تاریخ کے پہیئے کو آگے کی جانب حرکت دیں۔

اہم ذرائع اور حوالہ جات کی فہرست

- القرآن الکریم

الف- مخطوطات

۱-الالوسی'شہاب الدین ابو الثناء۔۔(متوفی ۱۲۷۰ ہجری/۱۸۵۴ء)۔"الطراز المذهب فی شرح باز الأشهب"المكتبة القادريه بغداد میں موجود مخطوطہ۔نمبر ۱۴۰۵

۲-امام شطنوفی'علی بن یوسف۔۔(متوفی ۷۱۳ ہجری/۱۳۱۳ء)۔"بهجة الأسرار"۔المكتبة القادريه بغداد میں موجود مخطوطہ۔نمبر ۱۵۶۰

۳- امام شطنوفی' علی بن یوسف۔ ۔ (متوفی ۷۱۳ ہجری/۱۳۱۳ء)۔"بهجة الأسرار"۔ دار المخطوطات بغداد میں موجود مخطوطہ۔نمبر ۳۲۱۶

۴-النووی'یحییٰ بن شرف ۔۔(متوفی ۶۷۶ ہجری/۱۲۷۷ء)۔"بستان العارفين"۔المكتبة القادريه بغداد میں موجود مخطوطہ۔نمبر ۹۳۲

۵-الهروی'علی بن سلطان القاری۔۔(متوفی ۱۰۱۴ ہجری/۱۶۰۵ء)۔(جو سلطنتِ عثمانیہ کے معروف علماء سے تھے)۔"نزهة الخاطرفي ترجمة الشيخ عبد القادر"۔المكتبة القادريه بغداد میں موجود مخطوطہ۔نمبر ۲۴۷

۶- الکیلانی' فالح نصیف الحجیہ الکیلانی۔۔(۱۹۴۴ء۔۔)۔"شرح ديوان السيد الشيخ عبد القادر الجيلاني"۔مولف کے پاس موجود مخطوطہ۔۷۲۶

۷-القادری'ظہیر الدین۔۔(؟؟؟؟)۔"الفتح المبين"۔محی ہلال السرحان کا مخطوطہ

۸-مولف مجہول۔۔"انساب الطالبين"۔سالم الالوسی کا مخطوطہ

۹-قطب الدین موسیٰ بن محمد الیونینی۔۔(۷۲۶ہجری)۔"مناقب الشیخ عبد القادر"۔اسپین میں اسکوریال لائبریری میں موجود مخطوطہ نمبر ۲/۴۱۷۔تصویر کردہ ڈاکٹر محی ہلال السرحان

۱۰-العمری'ابوالحسن۔۔(؟؟؟؟)۔"المجدی فی النسب"۔مکتبۃ الاسکندریہ'مصر میں موجود مخطوطہ نمبر ۳۷۴۲

۱۱-الکیلانی'علاءالدین۔۔(؟؟؟؟)۔"تحفۃ الابرار و لوامع الابرار"۔پرنسٹن یونیورسٹی امریکہ میں موجود مخطوطہ۔تصویر کردہ ریٹائرڈ بریگیڈیر انجینئر السید عبدالستار ہاشم سعید الکیلانی

۱۲-ابن الوردی۔۔(متوفی ۷۴۹ہجری)۔مخطوطہ "خریدۃ العجائب و فریدۃ الغرائب"۔نسخہ سالم الالوسی

۱۳-جواد مصطفیٰ۔۔(۱۹۹۶)۔"اصول التاریخ و الادب"۔۲۴جلدوں پر مشتمل مخطوطہ جس میں بیشتر نادر و نایاب مخطوطات کی نقل ہے اور جو ان کے صاحبزادے جواد مصطفیٰ جواد کے پاس محفوظ ہے'اور مخطوطہ "مختصر الانساب"جو ڈاکٹر حسین علی محفوظ کی ملکیت ہے اور ان کی کتاب "فی التراث العربی" تحقیق محمد جمیل شلش اور عبدالحمید العلوجی'نشر کردہ وزارۃ الاعلام بغداد ۱۹۷۷ء

۱۴۔ ابن الجوزی ۔۔(متوفی ۵۹۷ہجری/۱۲۰۱ء)۔"درر الجواھر من کلام الشیخ عبد القادر"۔چند صفحات پر مشتمل نادر مخطوطہ جو علامہ سالم الالوسی کے پاس موجود ہے۔صفحہ ۳۔اور اس کتاب کا ذکر التادفی نے "قلائد الجواھر"میں صفحہ ۲۱پر'یوسف زیدان

نے "الدیوان "پر اپنی تحقیق میں صفحہ ۴۱ پر اور "درر العقود" مخطوطہ اسکوریال نمبر ۸/۵۸۲(نقل کردہ سالم الالوسی) کے ورقہ ۹۸۱پر کیا ہے

۱۵-الیافعی'ابن سعد الجوزی۔۔(متوفی۷۶۸ہجری)۔"خلاصة المفاخر في مناقب الشيخ عبد القادر"۔ پرنسٹن یونیورسٹی میں موجود مخطوطہ۔ تصویر کردہ السید عبد الستار ہاشم سعید الکیلانی

۱۶-البغدادی'عباس۔۔(؟؟؟؟)۔"نیل المراد فی تاریخ اهل بغداد"۔ منفرد مخطوطہ جسے مولف نے شعبان ۱۳۳۳ہجری میں مکمل کیا۔ مخطوطہ محی ہلال السرحان

ب-عربی وسائل

۱-ابن الاثیر'محی الدین المبارک بن محمد الجرزی۔۔ (متوفی ۶۳۰ہجری/۱۲۰۸ء)۔"الكامل فی التاريخ"۔ ج۹'دار صادر بیروت ۱۹۷۵ء

۲-ابن ایاس'محمد بن احمد الحنفی۔۔(متوفی ۹۳۰ہجری/۱۵۲۳ء)۔"بدائع الظهور فی وقائع الدهور"۔ تحقیق محمد مصطفیٰ'دار الکتب'قاہرہ'۱۹۵۲ء

۳-ابن تغری بردی'جمال الدین ابوالمحاسن یوسف۔۔(متوفی ۸۷۴ہجری/۱۴۶۹ء)۔"النجوم الزاهرة فی اخبار مصر و القاهرة"۔دارالمعارف'قاہرہ

۴- ابن تیمیہ' ابو العباس احمد بن عبد الحلیم ۔۔(متوفی ۷۶۸ ہجری/۱۳۲۷ء)۔"الفتاویٰ"۔ المكتبة السلفيه'ریاض'۱۹۶۰ء

۵-ابن الجرزی'ابوالخیر محمد بن محمد۔۔(متوفی ۸۳۳ہجری/۱۴۲۹ء)۔"غاية النهاية"۔ج۱' قاہرہ'۱۹۳۲ء

٦-ابن الجوزی' جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد۔۔ (متوفی۵۹۷ہجری/۱۲۰۱ء)۔"المنتظم فی تاریخ الملوک و الامم"۔ط۱'مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامی۔حیدر آباد'۱۹۶۹ء

۷۔ابن حجر' شہاب الدین ابو الفضل احمد بن محمد بن علی العسقلانی۔۔ (متوفی ۸۵۳ہجری/۱۴۴۹ء)۔"الدرر الکامنۃ"۔ج۳'مطبوعہ حیدر آباد'ہند'۱۹۲۹ء

۸۔ابن حزم'ابو محمد علی بن سعید الاندلسی۔۔(متوفی۹۵۶ہجری/۱۶۰۴ء)۔"جمہرۃ أنساب العرب"۔ تحقیق عبدالسلام محمد ہارون'دارالمعارف'قاہرہ'۱۹۶۷ء

۹- ابن خلکان' ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر۔۔(متوفی ۶۸۱ہجری/۱۲۸۲ء)۔"وفیات الأعیان و أنباء ابناء الزمان"۔ تحقیق احسان عباس 'دار الثقافہ'بیروت'۱۹۷۲ء

۱۰-ابن الدبیثی'محمد بن سعید بن محمد۔۔(متوفی۶۳۷ہجری/۱۲۳۹ء)۔"المختصر المحتاج الیہ من تاریخ بغداد، انتقاع الذہبی"۔ تحقیق مصطفیٰ جواد'مطبعۃ المجمع العلمی العراقی'بغداد'۱۹۵۲ء

۱۱-ابن رجب' زین الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن شہاب الدین الحنبلی۔۔(متوفی ۷۹۵ہجری/۱۳۹۲ء)۔"الذیل علی طبقات الحنابلۃ"۔ج۱-۲'مطبعۃ الحلبی'قاہرہ'۱۹۵۲ء

۱۲-ابن الصابونی'جمال الدین۔۔(متوفی ۶۸۰ہجری/۱۲۸۳ء)۔"تکملۃ إکمال الإکمال"۔ تحقیق مصطفیٰ جواد'مطبعۃ المجمع العلمی العراقی'بغداد'۱۹۵۷ء

۱۳۔ابن عربی'محی الدین۔۔(متوفی ۶۳۸ہجری/۱۲۴۰ء)۔"الفتوحات المکیۃ"۔ تحقیق عثمان یحییٰ'ج۶'داراحیاء التراث العربی'بیروت'۱۹۹۴ء

۱۴-ابن العماد'ابوالفلاح عبدالحق الحنبلی۔۔(متوفی۱۰۸۹ہجری/۱۶۷۸ء)۔"شذرات الذهب فی اخبار من الذهب"۔ج۴-۵'مكتبة المقدسی'قاہرہ'۱۹۲۹ء

۱۵- ابن الكازرونی' ظهير الدين علی بن محمد۔۔(متوفی ۶۹۷ہجری/۱۲۹۷ء)۔"مختصر التاريخ"۔ تحقیق مصطفیٰ جواد'مطبعة الحكومة' بغداد'۱۹۷۰ء

۱۶-ابن کثیر'اسماعیل بن عمر ابوالفداء۔۔(متوفی ۷۷۴ہجری/۱۳۷۲ء)۔

أ-"البداية و النهاية"۔ج۶'مطبعة السعادة'مصر'۱۹۶۸ء

ب-"تفسير القرآن العظيم"۔ج۱۳'مكتبة دار التراث'قاہرہ'۱۹۷۲ء

۱۷-ابن ہشام'ابو محمد عبدالملک ایوب الحمیدی۔۔(متوفی۲۱۸ہجری/۸۲۰ء)۔"السيرة النبوية"۔ ج۳'تحقیق محمد محی الدین عبدالمجید'دارالفكر للطباعة'بیروت'۱۹۶۶ء

۱۸-ابو شامہ'شہاب الدین ابو محمد عبدالرحمٰن۔۔(متوفی۶۶۵ہجری/۱۲۶۹ء)۔"الروضتين فی اخبار دولتين"۔ المؤسسة المصرية للتأليف و النشر'قاہرہ'۱۹۶۲ء

۱۹-البغدادی' ابو الفرج عبد الرحمٰن بن شہاب الدین احمد بن رجب الحنبلی۔۔ (متوفی ۷۹۵ہجری/۱۳۹۲ء)۔"ذيل طبقات الحنابلة"۔ مطبعة السنة المحمدية'قاہرہ'۱۹۵۲ء

۲۰۔ البغدادی' ابو منصور عبد القاہر بن طاہر ۔۔ (متوفی ۴۲۹ہجری/۱۰۳۱ء)۔"الفرق بين المذاهب"۔ دارالجیل'بیروت:۱۹۶۵ء

۲۱-التادفی'محمد بن عیسیٰ۔۔(متوفی ۹۶۳ہجری/۱۴۶۵ء)۔"قلائد الجواهر فی مناقب عبد القادر"۔دارالباز'فلوریڈا'امریکہ'۱۹۹۸ء

۲۲-التوخی'ابو علی المحسن بن علی۔۔(متوفی ۳۸۴ ہجری/۹۹۴ء)۔"الفرج بعد الشدة"۔دار صادر'بیروت'۱۹۷۸ء

۲۳-الجیلانی' محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح موسیٰ بن عبد اللہ۔۔ (متوفی ۵۶۱ ہجری/۱۲۶۲ء)۔

أ۔"فتوح الغیب"۔مطبعة الحلبی'قاہرہ'۱۹۶۰ء

ب-"الغنية لطالبي طريق الحق"۔ تحقیق فرج توفیق الولید'ج۳'دارالفکر' بیروت'۱۹۹۵ء

ج-"الفتح الربانی و الفیض الرحمانی"۔دارالجمیل'جرمنی'۱۹۹۷ء

د-"تفسیر الجیلانی"۔باہتمام فاضل جیلانی'دار الکتب العلمیة'بیروت'۲۰۰۷ء

ذ-"دیوان عبد القادر الجیلانی"۔ تحقیق یوسف زیدان'دارالجیل'۱۹۸۳ء

۲۴-حاجی خلیفہ'مصطفیٰ بن عبد اللہ۔۔(متوفی ۱۰۶۷ ہجری/۱۶۵۶ء)۔"کشف الظنون"۔ مکتبۃ اسماعیلیان'تہران'۱۹۴۷ء

۲۵-الحموی' یاقوت 'شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ البغدادی ۔۔ (متوفی ۶۲۶ ہجری/۱۲۲۹ء)۔"معجم البلدان"۔ج۵'بیروت'۱۹۵۶ء

۲۶۔الذہبی'شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان۔۔(متوفی ۷۴۸ ہجری/۱۳۴۷ء)۔

أ۔"سير أعلام النبلاء"۔ج ۱۲-۱۳'دار الرسالة للطباعة'بیروت'ط۴'۱۹۸۶ء

ب-"العبر فی خبر من غبر"۔ تحقیق صلاح الدین المنجد'وزارۃ الارشاد'کویت'۱۹۶۳ء

ج-"المختصر المحتاج الیه"۔ تحقیق مصطفیٰ جواد'مطبعة المعارف'بغداد'۱۹۵۱ء

۲۷-الزبیدی'محمد مرتضیٰ۔۔(متوفی ۱۲۰۵ ہجری/۱۷۹۰ء)۔

أ۔"تاج العروس فی شرح جواہر القاموس"۔مطبعة الكويت'كويت'۱۹۸۰ء
ب-"اتحاف السعادة للمتقين فی شرح احياء علوم الدين"۔ج ا'المطبعة الملكية'مراقش'
۱۹۳۶ء
۲۸- سبط ابن الجوزی' یوسف۔۔(متوفی ۶۵۴ہجری/۱۲۵۶ء)۔"مرآة الزمان"۔ مطبوعہ
حیدرآباد'ہند'۱۹۳۶ء
۲۹-السبکی' تاج الدین عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی۔۔(متوفی ۷۷۱ہجری/۱۳۶۹ء)۔"طبقات
الشافعية"۔مطبعة عيسىٰ *الحلبی* 'قاہرہ'۱۹۶۵ء
۳۰- السہروردی' عمر بن محمد بن عبد اللہ البکری۔۔ (متوفی ۶۳۲ہجری/۱۱۳۴ء)۔"عوارف
المعارف"۔دار الكتاب العربی للطباعة'بیروت'۱۹۶۶ء
۳۱-السیوطی'جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔۔(متوفی ۹۱۱ہجری/۱۵۰۵ء)۔
أ۔"تاریخ الخلفاء"۔ تحقیق محمد محی الدین عبدالمجید'مطبعة الاستقامة'قاہرہ'۱۹۳۴ء
ب-"حسن المحاضرة"۔ج ا'مطبعة الحلبی'قاہرہ'۱۹۰۰ء
۳۲-السمعانی' عبد الکریم بن محمد۔۔ (متوفی ۵۰۶ہجری/۱۸۸۰ء)۔"کتاب الانساب"۔ تحقیق
مرجلیوث'مطبعة بريل'لیڈن Leiden'۱۹۱۲ء
۳۳-الشوکانی' محمد بن علی بن محمد۔۔(متوفی ۱۲۵۰ہجری/۱۸۳۴ء)۔"البدر الطالع"۔ج ا' دار
الكتب للطباعة'قاہرہ'۱۹۴۶ء
۳۴-الطبری'ابو جعفر محمد بن جریر۔۔(متوفی ۳۱۰ہجری/۹۱۲ء)۔

أ۔"جامع البیان فی تأویل آی القرآن"۔ج۵'تحقیق محمد احمد شاکر'مطبعة مصطفی الحلبی'قاہرہ'
۱۹۷۸ء

ب-"تاریخ الامم و الملوک"۔ج۱-۵'تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم'ج۴-۵' دار المعارف للطباعة'قاہرہ'۱۹۷۸ء

۳۵۔الشطنوفی'علی بن یوسف۔۔(متوفی ۷۱۳ہجری/۱۳۱۳ء)۔"بھجة الأسرار"۔ تحقیق جمال الدین فالح الکیلانی'مطبعة الحکومة'الجیریا'۲۰۱۱ء

۳۶-القادری'ابوالظفر ظہیرالدین۔۔"الفتح المبین"۔ المطبعة المرکزیة'اقاہرہ'۱۸۸۸ء

۳۷۔ القرطبّی'ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری۔۔(متوفی ۶۷۱ہجری/۱۲۷۲ء)۔"الجامع لإحکام القرآن"۔ج۵'دار احیاء التراث العربی' بیروت'۱۹۸۵ء

ط۳۸- القرطبّی' عریب ابن سعید۔۔(متوفی ۳۶۹ہجری/۹۷۱ء)۔"صلة تاریخ الطبري"۔ تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم'دار المعارف للطباعة' قاہرہ'۱۹۷۱ء

۳۹۔الکتبی'محمد بن شاکر۔۔(متوفی ۷۶۴ہجری/۱۳۶۲ء)۔

أ۔ "فوات الوفیات"۔ج۱-۲' تحقیق محمد محی الدین عبدالمجید' المکتبة التجاریة للطباعة'قاہرہ'
۱۹۵۴ء

ب-"عیون التواریخ"۔ تحقیق فیصل السامر و نبیلہ عبدالمنعم داؤد' دار الرشد للطباعة بغداد'۱۹۸۳ء

۴۰-محمد فواد عبدالباقی۔۔"اللؤلؤ و المرجان فیما اتفق علیه الشیخان (البخاري و مسلم)"۔دار الکتب العلمیة'بیروت'۱۹۸۲ء

ج-کتابیات

ا-ابراہیم'حبیب جمیل--"تاریخ متصوفة بغداد"- مکتبة الشرق الجدید' بغداد'۱۹۸۸ء

۲-اقبال'محمد--"دیوانِ اقبال"- دار الصحابة للطبع' پاکستان'۱۹۹۶ء

۳-جواد'مصطفیٰ اوراحمد'سوسہ--"خارطة بغداد"- مکتبة المجمع العلمی العراقی' بغداد'۱۹۵۹ء

۴-الجیلانی'عبدالرزاق--"الشیخ عبد القادر الجیلانی"-دارالقلم' بیروت'۱۹۸۳ء

۵-الجیلانی'ماجد-"هكذا ظهر صلاح الدين"-ہائراسلامک انسٹیٹوٹ' امریکہ'۱۹۹۶ء

۶- حسن'حسن ابراہیم--"تاريخ الإسلام السياسي"- ج۴' مكتبة النهضة المصرية' قاہرہ' ۱۹۸۶ء

۷-الحضری'الشیخ محمد--"الدولة العباسية"- دار الكتب العلمية'بیروت'۱۹۹۳ء

۸-رؤوف'عماد عبدالسلام--

أ-"الآثار الخطية في المكتبة القادرية"- مطبعة الإرشاد' بغداد'۱۹۷۱ء

ب-"مدارس بغداد"- بغداد'۱۹۸۵ء

ج-"معالم بغداد فى العصور المتأخرة"- بغداد'۲۰۰۲ء

۹-زمباور--"معجم الأنساب و الأسر الحاكمة في تاريخ الإسلامي"-ترجمہ ذکی محمد حسن' مطبعة فواد الاول' قاہرہ'۱۹۵۱ء

۱۰-الزرکلی'خیرالدین--"الأعلام"-ج۵' مطبعة النهضة' قاہرہ'۱۹۴۹ء

۱۱-السامرائی'عبداللہ سلوم--"عبد القادر الجيلانى قطب الاولياء"-شیخ عفیف الدین الکیلانی کے پاس موجود مخطوطہ

۱۲-السامرائی'یونس بن ابراہیم۔۔"عبد القادر الجیلانی حیاته و آثاره"۔مکتبة الشرق الجدید'
بغداد'۱۹۸۸ء
۱۳-الشرقاوی'حسن۔۔"معجم الفاظ الصوفیة"۔دار مختار للنشر'قاہرہ'۱۹۸۷ء
۱۴-شعبان'محمد عبدالحی محمد۔۔"التاریخ الاسلامی: تفسیر جدید"۔دار الأهلیة للنشر'بیروت'
۱۹۸۳ء
۱۵-شوقی'ضیف۔۔"العصر الاسلامی"۔کویت'۱۹۹۵ء
۱۶-عاشور'سعید عبدالفتاح۔۔"مصر فی عهد الممالیك"۔دار الکتب المصریة'قاہرہ'۱۹۶۶ء
۱۷-عطیۃاللہ'احمد۔۔"القاموس الاسلامی"۔ج۱'۲'۳'دار مکتبة النهضة للطباعة'قاہرہ'۱۹۷۶ء
۱۸- عفیفی'ابوالعلاء۔۔"التصوف و الثورة الروحیة في الإسلام"۔'دار جامعیون'مصر'۱۹۹۷ء
۱۹-عنان'محمد عبداللہ۔۔"المعارك الحاسمة في التاریخ"۔مکتبة النهضة المصریة'قاہرہ'۱۹۵۳ء
۲۰-عمر'فاروق۔۔"الدولة العباسیة"۔دار الشروق' اُردن'۲۰۰۰ء
۲۱-اللامی'علاء۔۔"السرطان المقدس"۔الدار العربیة للکتاب'بیروت'۲۰۰۴ء
۲۲-المدرس'عبدالکریم۔۔"مواهب الرحمان فی تفسیر القرآن"۔ج۵'دار الحریة للطباعة
بغداد'۱۹۹۷ء
۲۳-المودودی'ابوالاعلی۔۔"تفسیر سورة النور"۔المکتبة الاسلامیة'قاہرہ'۱۹۵۸ء
۲۴-النجار'محمد رجب۔۔"حکایات الشطار و العیارین"۔عالم المعرفة'کویت'۱۹۸۱ء
۲۵-شابی'پروفیسر جاکلین(۱۹۹۸ء)۔۔"عبد القادر الجیلانی بین الحقیقة التاریخیة و الأسطورة
الأدبیة"۔ترجمہ ڈاکٹر حسن سحلول'اتحادالکتاب العرب کی جانب سے نشر کردہ

سہ ماہی مجلۃ التراث العربی' سال ۱۸' جنوری ۱۹۷۰ء' دمشق' جسکا الکٹرانک ورژن بتاریخ ۲۰۰۴/۹/۱۴ء طبع ہوا۔

۲۶- محمد ارکون ۔۔ "الفکر الاسلامی: نقد و إجتهاد"۔ ترجمہ ہاشم صالح' دار الساقی' بیروت' ۲۰۰۹ء

۲۷- جعیط' ہاشم ۔۔ "في السيرة النبوية" ۔ دار الطليعة' بیروت' ۱۹۹۰ء

۲۸- الخیون' راشد ۔۔ "الاديان و المذاهب فى العراق" ۔ دار الجميل' جرمنی' ۲۰۰۴ء

۲۹- جواد' ڈاکٹر مصطفٰی اور سوسہ' ڈاکٹر احمد (۱۹۵۸ء) ۔۔ "دليل خارطة بغداد المفصل في خطط بغداد قديماً و حديثاً" ۔ المجمع العلمى العراقى' بغداد

د- مقالات (Theses)

ا۔ التل' عمر سلیم عبدالقادر ۔۔ "متصوفة بغداد في القرن السادس الهجري" ۔ تھیس برائے ماسٹرس ڈگری ۔ یونیورسٹی آف جورڈن ۔ ۲۰۰۹ء

۲- سہیل' جعفر صادق ۔۔ "عبد القادر الجيلاني و مذهبه الصوفي" ۔ تھیس برائے ماسٹرس ڈگری ۔ دارالعلوم کالج' قاہرہ یونیورسٹی ۔ ۱۹۷۵ء

۳- القحطانی' سعید ۔۔ "الشيخ عبد القادر الكيلاني و آرائه الاعتقادية و الصوفية" ۔ تھیس برائے ڈاکٹریٹ' کلیۃ الدعوۃ' ام القریٰ یونیورسٹی ۔ ریاض ۔ ۱۹۹۷ء

۴- المھداوی' ایمان کمال مصطفٰی ۔۔ "عبد القادر الجيلاني اديباً" ۔ تھیس برائے ماسٹرس ڈگری' ابن رشد کالج آف ایجوکیشن' بغداد یونیورسٹی ۔ ۱۹۹۶ء

۵-علیوی'جعفر موسیٰ۔"عبد القادر الجيلاني والتصوف"۔ تھیس برائے ڈاکٹریٹ'کالج آف آرٹس'بغداد یونیورسٹی-۲۰۰۲ء

۶-البلاطی'علی محمود علی۔"الدار الفاخر فی ترجمة الشیخ عبد القادر"۔ تحقیق و مطالعہ علی محمود علی البلاطی' تھیس برائے ماسٹرس ڈگری' معهد التاريخ للدراسات العليا(انسٹیٹیوٹ فار ہائر اسٹڈیز - تاریخ)-۱۹۹۹ء۔(البلاطی کا شخصی نسخہ)

۷-ماجد عرسان الکیلانی۔"نشأة القادرية"۔ تھیس برائے ماسٹرس ڈگری' بیروت عربی یونیورسٹی-۱۹۹۶ء

سوانح محقق ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی

بقلم

ڈاکٹر ابراہیم خلیل العلاف

پروفیسر ماڈرن ہسٹری۔ موصل یونیورسٹی

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی میرے عزیز دوست ہیں جنکی علمی سرگرمیوں سے میں ایک طویل عرصہ سے واقف ہوں اور جن سے میرا تبادلہء علمی کا تعلق ہے۔ان کا تعلق خاندانِ کیلانیہ سے ہے اور یہ حضرت شیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ان کا سلسلہء نسب حسبِ ذیل ہے:

جمال الدين بن فالح بن نصيف بن جاسم بن احمد الحجية بن عبد الكريم بن عبد الرحيم بن خميس بن ولي الدين محمد بن عثمان بن يحيى بن حسام الدين بن نور الدين بن ولي الدين بن زين الدين الكبير بن شمس الدين بن شرف الدين بن محمد الهتاك بن عبدالعزيز بن الباز الاشهب الشيخ عبدالقادر الجيلي بن ابي صالح موسى بن عبدالله الجيلي بن يحيى الزاهد بن محمد المدني بن داود امير مكة بن موسى الثاني بن عبدالله الصالح بن موسى الجون بن عبدالله المحض بن الحسن المثنى بن الحسن المجتبى بن اسدالله الغالب علي بن ابي طالب كرم الله وجهه و رضي الله عنهم اجمعين

ان کی ولادت ۱۹۷۲ء میں ہوئی اور یہ بچپن ہی سے تاریخ اور انواع و اقسام کی کتب بینی کا شغف رکھتے ہیں۔اپنے والدِ محترم ادیب و شاعر جناب فالح الحجیۃ الکیلانی سے بہت متاثر رہے اور اسی باعث ادب و معرفت سے عشق اور شعر و سخن کا ذوق ان کی شخصیت کا جزوِ لاینفک

ہو گیا جس نے ایک طرف انہیں علامہ سالم عبود الالوسی کی خدمت سے وابستہ کر دیا تو دوسری جانب علامہ مصطفیٰ جواد اور ان کے قیمتی ثقافتی سرمایہ تک جا پہنچایا۔ اپنی علمی زندگی کی ابتداء سے ہی انہوں نے ورثہء قادریت سے اپنا گہرا تعلق قائم رکھا۔ خود کو پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام رؤوف اور ان کے تاریخی مدرسہ کے تلامذہ میں شمار کرتے ہیں۔ ابتدائی 'متوسط اور ثانوی تعلیم کے دوران ہی تدریس کو اپنایا اور پھر بغداد یونیورسٹی 'المستنصریہ یونیورسٹی 'اتحاد المورخین العرب Arab Historiographer Federation' القادسیہ یونیورسٹی 'بصرہ یونیورسٹی اور وسیط یونیورسٹی میں لیکچرس دئے۔

انہوں نے ابن رشد کالج آف ایجوکیشن 'بغداد یونیورسٹی سے تاریخ میں ڈگری کی تکمیل کی اور پھر معهد المعلمين (ٹیچرس انسٹیٹوٹ) سے انگریزی میں ڈپلوما حاصل کیا۔ اس پر اکتفانہ کرتے ہوئے انہوں نے اپنے تعلیمی سفر کو جاری رکھا اور سینٹ کلیمنٹس یونیورسٹی سے تاریخِ اسلامی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ تاریخ سے اپنی گہری دلچسپی کے باعث بغداد میں واقع اتحاد المورخین العرب کے تابع ادارہء اعلیٰ تعلیم برائے تاریخِ عربی و ثقافتِ علمی "معهد التاريخ العربى و التراث العلمى للدراسات العليا" سے وابستہ ہو گئے اور عربی اسلامی تاریخ و تہذیب میں ماسٹر آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۹۸ء میں ان کو مرکز برائے تحقیق و تدقیق تاریخی دستاویزات و مخطوطات "مركز دراسات التاريخ و الوثائق و المخطوطات" کی جانب سے "باحث علمی" یعنی ریسرچ اسکالر کا لقب دیا گیا۔

ڈاکٹر کیلانی حسبِ ذیل اداروں کے رکن ہیں:

- اتحاد المورخین العرب۔۱۹۹۶ء
- الهئية العربية لكتابة تاريخ الأنساب۔۱۹۹۸ء
- لجنة الدراسات القادرية المغرب (اعزازی رکن) - ۱۹۹۷ء
- مركز دراسات الامام عبد القادر الجيلانی مخصوص برائے تاریخ و ثقافت وانسابِ قادریہ (ایڈمنسٹریٹر) - ۲۰۱۱ء

مزید برآں انہیں ۱۹۹۶ء میں عراقی علمی اکیڈمی (المجمع العلمی العراقی) ' ۲۰۰۰ء میں عرب تنظیم برائے کتابتِ تاریخِ انساب (الهيئة العربية لكتابة تاريخ الأنساب) اور ۱۹۹۷ء میں بغداد یونیورسٹی سے متعدد اعزازی ڈگریوں سے نوازا گیا۔

انہوں نے تاریخِ انساب میں دلچسپی لی اور اس اہم علمی کام میں ہمہ تن مشغول ہو گئے جس کے لئے وسیع معرفتِ علمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انساب کے مطالعہ اور تحقیق و تدقیق میں انہیں متعدد نامور عراقی اساتذہ سے سندِ اجازت حاصل ہے جن میں ڈاکٹر عماد عبد السلام رؤوف' ڈاکٹر علامہ سالم عبود الالوسی' میجر جنرل احمد خضر العباسی' شیخ خلیل الدیلمی' ڈاکٹر جمال الراوی شامل ہیں۔ انہیں اس پر فخر ہے کہ انہوں نے علمائے عظام مثلاً مفتیء دیارِ عراق الشیخ العلامہ عبد الکریم محمد المدرس' علامہ ڈاکٹر حسین علی محفوظ' علامہ ڈاکٹر علی الوردی' علامہ ڈاکٹر حسین امین' علامہ صالح احمد العلی' علامہ عبد الرزاق الحسنی وغیرہم کی مجالسِ درس میں شرکت کی ہے۔

انہوں نے متعدد تحقیقی مقالات 'مضامین اور کتابیں تحریر کیں۔ ان کی نشر شدہ تحریروں میں حسبِ ذیل کتابیں شامل ہیں:

- "الامام عبد القادر الجيلاني- تفسير جديد"۔ مراجعہ معروف شاعر جناب فالح الحجیۃ الکیلانی-مکتبة المصطفى ۔ قاہرہ۔۲۰۰۹ء
- "الشيخ عبد القادر الجيلاني رؤية تاريخية معاصرة"۔ مقدمہ ڈاکٹر عماد عبد السلام رؤوف۔مؤسسة مصر مرتضى للكتاب العراقي۔بغداد۔۲۰۱۱ء-جو در حقیقت ڈاکٹر لقاء الطائی اور ڈاکٹر رؤوف کی زیرِ نگرانی تحریر کردہ مقالہ ہے
- "بهجة الأسرار و معدن الانوار للشطنوفي، دراسة و تحقيق"۔ مقدمہ شیخ المورخین ڈاکٹر حسین امین۔ نشر شدہ بر نفخہء خاص السید احمد الکیلانی۔ الجیریا۔۲۰۱۱ء
- "أصول التاريخ الإسلامي"۔ مراجعہ ڈاکٹر حسین علی المحفوظ۔ مخطوطہ-۱۹۹۹ء
- "تنقيحات دراسة تحليلية لنسب الإمام عبد القادر الجيلاني"۔ مراجعہ ڈاکٹر عبد القادر المعاضیدی۔ نشر محدود۔ جس کا ایک نسخہ المکتبۃ القادریہ میں محفوظ ہے-۱۹۹۶ء
- "دراسات فى تاريخ الأوربى"۔ مقدمہ ڈاکٹر کمال مظہر احمد (زیرِ اشاعت)
- "التاريخ العثمانى تفسير جديد"۔ مقدمہ ڈاکٹر عماد عبد السلام رؤوف
- "التاريخ الاسلامى رؤية معاصرة"۔ مقدمہ ڈاکٹر صالح احمد العلی
- "كتاب الاستشراق"

- "المدخل فی التاریخ"
- وغیرہم

ان کی تحقیقات اور مقالات میں حسبِ ذیل نوادر شامل ہیں:

- کتاب"الامام عبد القادر الجيلاني- تفسير جديد"۔شائع شدہ مجلہ"فکر حر"۲۰۰۹ء
- مخطوطہ"مهجة البهجة و محجة اللهجة"۔شائع شدہ اخبار"الصباح"۲۰۰۵ء
- مقالہ"مصطفى جواد و مخطوطة نادرة عن الكيلاني"۔شائع شدہ اخبار"الصباح" ۲۰۰۶ء
- مقالہ"رشيد عالی الكيلانی ابن ديالی المشورة"۔شائع شدہ اخبار"العراق" ۲۰۰۲ء
- مقالہ"المقدادية اصل التسمية"۔نشر شدہ اخبار"العراق"۲۰۰۲ء
- مقالہ "الشرق الاوسط و اصل التسمية"۔ آرٹس کالج عین شمس یونیورسٹی کے میگزین ۲۰۰۹ء میں نشر شدہ
- مقالہ"براغماتية السيد عبد الرحمٰن النقيب"۔شائع شدہ مجلہ"فکر حر"۲۰۰۹ء
- مقالہ"الشيخ عبد القادر الكيلانی: جيلان العراق لا جيلان الطبرستان"۔آرٹس کالج عین شمس یونیورسٹی کے میگزین ۲۰۰۹ء میں نشر شدہ
- مقالہ"تفسير الجيلانی-دراسة فی نسبة التفسير للمؤلف"۔شائع شدہ مجلہ"رؤی" ۲۰۱۰ء

- مقالہ "المؤرخ هشام جعيط-دراسة فی رؤيته للسيرة النبوية"۔ شائع شدہ مجلہء "رؤی" ۲۰۱۰ء

اس کے علاوہ وہ انٹرنیٹ کی مختلف ویب سائٹس پر نشر شدہ بے شمار مقالات بھی ہیں جو مختلف و وسیع موضوعات پر مشتمل ہیں مثلاً عہدِ رسالت 'خلافتِ راشدہ' امویہ' عباسیہ' عثمانیہ کے ادوار' دورِ حاضر اور معاصر عربی' اسلامی اور بعض مغربی شخصیات 'حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اور انحائے عالم میں موجود آپ کی ذرّیت' تاریخ عربی و اسلامی میں انقلابِ حسینی کی اہمیت 'ابتدائی مورخ ابان بن عثمان 'امام غزالی علیہ الرحمہ 'امام رفاعی 'امام ابو مدین 'امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)' شیخ ابن تیمیہ اور ان کی قومیت' شریف البعقوبی 'امین و مامون میکافیلی' ابتدائی طریقہء قادریہ 'الباز الاشہب کے معنیٰ' ثقافتِ صوفیہ -ایک ابتدائی مطالعہ' امام ابو ادریس البعقوبی' مغل 'چنگیز خان' ہلاکو خان' تیمور لنگ' سلطنتِ فاطمیہ اور اس کے خلفاء' بغداد' سمرقند 'کابل' دلّی' مقدادیہ اور اس کی وجہِ تسمیہ' ناصریہ العراقیہ' صویرہ العراقیہ' عزیزیہ العراقیہ' بابان' سعدون' محمد الفاتح' سلیمان القانونی' مراد الرابع 'عبد الحمید الثانی' شرقِ اوسط' ماگنا کارٹا (*Magna Carta*)' عبد القادر الجزائری' جمال الدین افغانی 'عبد الکریم قاسم 'الحبوبی۔ شاعر و امام 'السید محمد باقر الصدر' مورخ دروبی اور عہدِ عثمانی میں خاندانِ قادریہ کی تاریخ کی تدوین میں ان کی مساعی' الرینسانس (*Alrinsans*)' مترنیخ (*Metternich*) 'بسمارک (*Bismarck*)' ہٹلر' میکافیلی اور میکافیلیہ' ونسٹن چرچل' جون جیک روسو' فرانسیسی انقلاب 'لویس ۱۴ (*Louis XIV*)' لویس ۱۶ (*Louis XVI*)' ماری انٹونیٹ (*Maria Antonia*)' نپولین اول' نپولین ثالث' جائزہء

کتاب "لینن-ایک قدم آگے دو قدم پیچھے (لینن- خطوة الی الامام خطوتان الی الوراء)" مورخ ول ڈیورینٹ (Willian Durant) کی کتاب قصہ فلسفہ (The Story of Philosophy) کا خلاصہ 'تاج محل' الازہر 'قرویین (Qarawiyyin)' بدر شاکر السیاب' یمن میں ماقبل اسلام سیاسی ودینی تنازعات مثل نجران۔

انہوں نے تاریخ کی تعلیم عراق کے متعدد نامور اساتذہ تاریخ پروفیسروں و ڈاکٹروں سے حاصل کی جن میں عماد عبدالسلام رؤوف' کمال مظہر احمد' فاروق عمر' عبدالرزاق الانباری' عبدالقادر المعاضیدی' خاشع المعاضیدی' عبدالقادر الشیخلی' جعفر عباس الحمیدی' یقظان سعدون العامر' حمدان الکبیسی' قحطان عبد الستار الحدیثی' ہاشم یحیٰ الملاح' عبدالامیر العکام' صادق یاسین الحلو' مفید کاصد الزیدی' محمد احمد الشحاذ' عبدالامیر دکسن' عبدالجبار ناجی' فاروق عباس وہیب' خضیر الجمیلی' طارق نافع الحمدانی' محمد جاسم المشہدانی' محمد باقر الحسینی' مزاحم علی عشیش البعاج' ناھض عبدالرزاق القیسی اور محی ہلال السرحان شامل ہیں۔

ان کا نقطہ نظر ہے کہ "تاریخ آج' گذشتہ یا آئندہ کل کی پہچان نہیں بلکہ یہ ایک نہرِ حیات ہے جو اپنی اس مقررہ مدت تک جاری وساری ہے جسے علام الغیوب نے مقدر فرمادیا ہے تو تمام کی تمام تاریخ 'تاریخِ معاصر ہے اگرچیکہ اسے علمی بنیادوں پر منقسم کیا گیا ہے لیکن یہ ہمارے ساتھ رہتی ہے اور ہمارے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے اور ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی میں اس سے خاطر خواہ استفادہ کریں۔ اس نظریہ کی بنیاد یہ ہے کہ تاریخ کا گہرا مطالعہ بذاتِ خود ایک بہترین تجربہ ہے۔ تاریخ کے کسی عصر کی انتہا یا ابتداء کے تعین کے لئے کسی سال یا واقعہ کا انتخاب بعض اوقات

حقیقتِ امر سے دوری کا سبب بن جاتا ہے کیونکہ تاریخ کی تبدیلی بتدریج اور مسلسل ہوتی ہے اور اس کی کڑیاں ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہیں۔ تاریخ میں جو بڑے واقعات وقوع پذیر ہوتے ہیں وہ دراصل برف کے ان بہتے تودوں کی مانند ہوتے ہیں جن کا ایک رخ سطحِ آب پر ظاہر ہوتا ہے لیکن ان کا بہت بڑا حصہ اس سطح کے نیچے پوشیدہ رہتا ہے اور جنہیں ان کی حقیقت جاننی ہوتی ہے انہیں پانی کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ہم میں اور اہلِ مغرب میں یہ فرق ہے کہ ہم تاریخ میں جیتے ہیں جبکہ وہ تاریخ کو سمجھتے ہیں اور اسے اپنی مصلحتوں کی پابجائی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ تاریخ دراصل انسان کو تہذیب سے روشناس کرتی ہے کیونکہ یہی وہ روشنی ہے جو ماضی کو ہمارے لئے ایسے ظاہر کر دیتی ہے کہ ہم اپنے حال و مستقبل کو بھی اسی روشنی میں دیکھ پاتے ہیں۔ ہمارے سیاسی' اقتصادی' اجتماعی' دینی اور علمی نظام کی جڑیں گذشتہ نسلوں کی خاک میں مضبوطی سے گڑی ہوتی ہیں"۔

ملحقات

۱-جامعہ موصل اعراق کی جانب سے عطا کردہ سندِ تعریف

بسم الله الرحمن الرحيم

الأستاذ الدكتور جمال الدين فالح الكيلاني المحترم

م/ شكر وتقدير

يقر مركز الدراسات الإقليمية بجامعة الموصل ، بأنك من الباحثين الجادين الذين خدموا المكتبة العراقية المعاصرة خدمة كبيرة من خلال دراساتك العلمية الدقيقة وخاصة في مجال تأصيل ما يمكن أن نسميه (الدراسات الكيلانية) المتعلقة بتاريخ وتراث شيخ بغداد الشيخ عبد القادر الكيلاني (ولادةً و وفاةً) .. بارك الله بجهودك ووفقك خدمة للحقيقة التاريخية الخالصة لوجه الله تعالى ...

الأستاذ الدكتور إبراهيم خليل العلاف

مدير مركز الدراسات الإقليمية

جامعة الموصل

٨ ذي القعدة ١٤٣٣ هـ

الموافق لليوم ٢٤ أيلول – سبتمبر ٢٠١٢

۲-جامعہ بغداد عراق کی جانب سے عطا کردہ سندِ تعریف

University Of Baghdad

جامعة بغداد

رقم: ٢٨٥

التاريخ: ٣/٤/٢٠١١

الى/السيد جمال الدين فالح الكيلاني

م/شكر وتقدير

تحية طيبة وبعد ......

لايسع كلية التربية /ابن رشد الا ان تقدم شكرها وتقديرها للسيد جمال الدين فالح لاهدائه نسخة عن مصنفه الموسوم (الشيخ عبد القادر الكيلاني :رؤية تاريخية معاصرة ١٠٧٧-١١٦٦م-٤٧٠-٥٦١ه)الى مكتبة علوم القران التربوية والنفسية متمنين له دوام الموفقية والنجاح .

مع التقدير ......

أ.د.طارق نافع الحمداني

معاون العميد للشوون العلمية

نسخة منه الى :

الموما اليه

المكتبة

۳-صدر دفتر المجمع العلمی 'حکومتِ عراق کی جانب سے ارسال کردہ مکتوبِ تشکر

بسم الله الرحمن الرحيم

جمهورية العراق
ديوان الرئاسة
المجمع العلمي

العدد / ٨٠٢
التاريخ / ٢٩ / رجب / ١٤١٧هـ
٢٩ / ١١ / ١٩٩٦م

السيد جمال الدين فالم الكيلاني المحترم
ص. ب ١٩٥ (باب المعظم)
بغـــداد

تحيـة طيبـة :

تلقينا رسالتك الكريمة وقدرنا اهتمامك بالمجمع العلمي ، ونحن إذ نشكر لك هذا الاهتمام نود أن نبين لك أن المجمع العلمي يرحب بالتعاون معه في جميع المجالات العلمية وينظر الى الجهود العلمية الذي يبذلها الباحثون بعين الرعاية والاهتمـام .

وبصددُ مؤلفاتكم فانكم تستطيعون أن تقدموها الى المجمع لينظر فيها ، وأما بخصوص المسكوكات التي قد ترجع الى العصر السلجوقي فأن مديرية الآثار العامة مهتمة بها ولك أن تقدمها اليها .

نكرر الشكر والمجمع العلمي مستعد للتعـاون مـع جميـع الباحثين الخيريـن ونرحب باستقبالكم في المجمع لبحث الموضوع .

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

الدكتور ناجم محمد خليل الراوي
رئيس المجمع العلمي

۴-"اتحاد المورخین العرب" بغداد کا مکتوب جس میں دیالی کے ساداتِ کیلانیہ کے تدقیقِ نسب کی خواہش کی گئی ہے

اتحاد المؤرخين العرب
الامانة العامة
الهيئة العربية لكتابة تاريخ الانساب

بسم الله الرحمن الرحيم

Union of the Arab Historians
Office of General Secretary
The Arab Mission for Genealogy History Writing

العدد ......هـ ـ ن / ٧١
التاريخ ٧ محرم ١٤٢٢ هجرية
الموافق ١ / ٤ /٢٠٠١ميلادية

No.: ....
Date :..............................

الاستاذ جمال الدين الكيلاني المحترم

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

نحيل اليكم نسب السادة الكيلانيين في ديالى ٠ نرجو تدقيقه واعلامنا ٠
مع التقدير ٠

المرفقات

شجرة نسب

أ.د. محمد جاسم المشهداني
الامين العام
رئيس الهيئة العربية لكتابة تاريخ الانساب

نسخة منه الى

مقرر الهيئة العربية لكتابة تاريخ الانساب/ نرجو المتابعة مع التقدير ٠

ع

العراق بغداد المنصور شارع النقابات حي طرابلس ص.ب (٦٣٨٧) هاتف ٨٨٤٠٦٥٩ ٥٣٧٢٨٧٥ ٥٣٧٢٨٧٦ الفاكس: ٥٣٧٢٥١٦
Iraq-Baghdad-Al-Naqabat St. - P.O. Box (6378) - Tel.: 8840659-5372876-5372876-Cable Mearkheen- Fax: 5372516

۵-"انتخاب المورخین العرب" بغداد کا مکتوب جس میں ساداتِ حیالیین کے نسب کی تدقیق کی خواہش کی گئی ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

Union of the Arab Historians Office of General Secretary The Arab Mission for Genealogy History Writing	اتحاد المؤرخين العرب الامانة العامة الهيئة العربية لكتابة تاريخ الانساب

No.: .... العدد ....

Date : .... التاريخ ١٥ / صفر / ١٤٢١ هجرية

الموافق ٨ / ٥ / ٢٠٠٠ ميلادية

الى / السيد جمال الدين الكيلاني المحترم

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

نحيل اليكم نسب عشيرة (السادة الحياليين) .

نرجو تدقيقه .. واعلامنا .

مع التقدير .

أحمد عمر سلمان الدوري
مقرر الهيئة العربية لكتابة تاريخ الانساب

نسخة منه الى
الاضبارة الشخصية .

العراق - بغداد - المنصور شارع النقابات حي طرابلس ص.ب ٦٢٣٨٧١ هاتف ٨٨٤٠٦٥٩ - ٥٣٧٢٨٧٥ - ٥٣٧٢٨٧٦ فاكس: ٥٣٧٢٥١٦
Iraq-Baghdad-Al-Naqabat St. - P.O. Box 623871 - Tel : 8840659-5372876-5372876-Cable Moarkheen- Fax: 5372516

٦-"انتخاب المورخين العرب"بغـداد كامكتوبِ تشكر

UNION OF ARAB HISTORIANS
Offce of the General Secretary
Iraq - Baghdad P.O. Box 4085
Tel : 4438868/4434236 Cable Moarkheen Baghdad

إتحاد المؤرخين العرب
الامانة العامة
العراق – بغداد – ص.ب : ٤٠٨٥
هاتف : ٤٤٣٨٨٦٨/٤٤٣٤٢٣٦ برقيا/مؤرخين/بغداد

بسم الله الرحمن الرحيم

Date : ....
No : ....

العدد : ....
التاريخ : ....

الاستاذ الفاضل جمال الدين فالح الكيلاني المحترم

م/ اهداء كتاب (دراسة في عبد القادر الجيلاني)

تلقينا بالغ الشكر والاعتنان هديتكم القيمة ومؤلفكم العلمي الرصين ونود في هذه المناسبة ان نعبر عن اسمى آيات الاعتزاز والتقدير العالي لمشاعركم النبيلة نحو اتحادكم .

شكرا لكم هذا الشعور الرائع ونود ان نسجل اعتزازنا بهديتكم التي اتخذت لها مكانا بارزا في مكتبتنا وفقنا الله جميعا في خدمة هذه المؤسسة العلمية والصرح التاريخي العظيم .

وتقبلوا وافر تقديرنا

الدكتور
مصطفى عبد القادر النجار
الأمين العام لاتحاد المؤرخين العرب

نسخة منه الى /
– المؤلف جمال الدين الكيلاني / الباحث في جامعة بغداد
– الاستاذ عادل الالوسي / [illegible] تاريخ
– المكتبة القادرية العامة – مع التقدير
– مكتبة اتحاد المؤرخين العرب
– الدكتور عماد عبد السلام رؤوف – لدراسة الكتاب وتقييمه ولكتابة تقرير عنه.

۶-اجازت نامہ برائے تحقیق و توثیق و تصدیق انساب عطا کردہ معروف محقق و مورخِ انساب ڈاکٹر محمد منیر الشویکی الحسینی صدر نقابتِ اشراف لندن 'شام 'عراق واُردن



إجازة عامة

بالسند المتصل إلى بيت النبوة الأطهار في تحقيق وتوثيق وتصديق الأنساب

طلب الكبير إجازتي — وهو الحري بأن يجيزا

بسم الله الرحمن الرحيم

فأجزت ممتثلاً له — والحق كان هو المجيزا

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾

الحمد لله الذي خلق الأنام من أب واحد، وخلق منه زوجه وبثّ منهما رجالاً ونساءً، وجعلهم شعوباً وقبائل ليتعارفوا، بطوناً وافخاذاً ليتعاطفوا. قال تعالى: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ وعظّم الرّحم في صُدورهم، وأمر أن تتقى كما يتقى فقال جل جلاله: ﴿ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ﴾ وجعلها متعلقة بالعرش تقول: اللهم صل من وصلني، واقطع من قطعني. قال صلى الله عليه وآله وسلم: (تعلموا من انسابكم ما تصلون به أرحامكم، فإن صلة الرحم محبة في الأهل، مثراة في المال، منسأة في الأثر). وجعل صلتها في العمر زيادة، وعظّم شانها علماً بين الأنام، وجعله مشابهاً لعلم الحلال والحرام، فالعالم بالبطون والأفخاذ والأعقاب حاكم في الفروج والأصلاب، يلحق بها ما غمض على الناس إلحاقه، وينفي منها مااستفاض عندهم إتصاله وإلصاقه، قال صلى الله عليه وآله وسلم: (لعن الله الداخل فينا بلا نسب والخارج منا بلا سبب). وصلى الله وسلم على عبده المجتبى ونبيّه المصطفى خير الأنبياء والمرسلين، سيد سادات العرب والعجم، الذي به شُرّف علم النسب وبالإتصال إليه بلغ من بين العلوم أعلى الرتب المخاطب بـ: ﴿ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ﴾ وعلى آله أئمة الهدى ومصابيح الدجى الذين بهم يقتدى، المنزل بحقهم قوله تعالى: ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ وعلى أصحابه هداة الأنام والذين منهم القائل: (اعرفوا انسابكم ولا تكونوا كنبط السواد، يسأل أحدهم عن نسبه، فيقول: أنا من قرية كذا).

أما بعد: فإن الإسناد والإجازة بالسند الصحيح المتواتر من خصائص هذه الأمة الإسلامية، وقد تفانى السادة العلماء النسابون في جمع رواياتهم فاهتموا في توثيقها ودونوها في جرائدهم ومشجراتهم وأضافوا إليها مافاتهم عن شيوخهم وأساتذتهم الأجلاء حتى أصبحت مقرونة بالاإجازة عنهم بالسند الصحيح، ولما كانت العادة جارية بين العلماء قديماً وحديثاً بإجازة المفضول للفاضل، وأخذ الأكابر عن الأصاغر، حرصاً منهم على بقاء سلسلة الإسناد، ورغبة في اتصال ذلك بين العباد، طلب مني:

السيد الشريف الدكتور جمال الدين فالح الكيلاني الحسني حفظه الله ورعاه

من باب رواية الأكابر عن الأصاغر أن أجيز له هذا السند المبارك كما أجزت بذلك، وإن كنت لست أهلاً للإستجازة فضلاً عن الإجازة، فلم أجد بداً من إمتثال ما أمر به، فأجزته بحق إجازاتي العامة عن مشايخي وأساتذتي الأعلام بجميع ما يصح لي على سبيل المثال، منهم: سيدي العارف بالله فخر الأشراف وخلاصة آل عبد مناف، الشريف الشيخ سيد محمد الحسيني القادري، نقيب السادة الأشراف وشيخ الطريقة العلية القادرية في الجمهورية العربية السورية، عن أبيه العارف بالله الشريف الشيخ أحمد الحسيني القادري الشهير بالأخضر أول نقيب للسادة الأشراف في الجزيرة الفراتية. وعن نقيب النقباء في العراق المؤرخ النسابة الشريف جواد بن الشريف محمد علي هبة الدين الحسيني الشهرستاني. وعن العلامة النسابة الشريف مهدي الرجائي الحسيني، عن شيخه سماحة العالم العلامة الشريف أبو المعالي شهاب الدين المرعشي النجفي الحسيني. وعن نسابة العالم الإسلامي الشريف الشيخ جمال الراوي الرفاعي الحسيني، عن جده الشريف الشيخ إبراهيم الراوي الرفاعي الحسيني، عن العالم العلامة الشريف الشيخ محمد أبو الهدى الصيادي الرفاعي الحسيني، نقيب السادة الأشراف في الدولة العثمانية، وعن العلامة الشريف الشيخ محمد حسين الحسيني الجلالي، وعن النسابة الشريف شاكر الموسوي البغدادي الحسيني. وعن النسابة الشريف جاسم الفحام الأعرجي الحسيني النجفي وعن نقيب العباسيين في بغداد النسابة الشريف أحمد خضر العباسي وعن الشريف الشيخ عبد الكريم الحمزاوي الحسيني، نقيب أشراف دمشق. عن أخيه الشريف الشيخ محمد فائز نقيب أشراف دمشق، عن ابن عمه الشريف الشيخ محمد سعيد الحمزاوي الحسيني نقيب أشراف الشام. وعن النسابة الشيخ عباس الدجيلي النجفي، وعن النسابة معين الأشراف الشريف أحمد الفلوجي الرفاعي الحسيني، وعن النسابة الشريف كاظم الذبحاوي الحسيني وعن الشريف الشيخ يوسف هاشم الرفاعي الحسيني، وعن النسابة الشريف صادق الحلي الحسيني، وعن النسابة الشريف الشيخ الدكتور كمال الحوت الحسيني رئيس جمعية السادة الأشراف في لبنان، وعن النسابة الشريف أحمد وفقي الجعفري الحسيني، وعن النسابة الشريف عيسى محسن الحسيني، وعن النسابة الشريف عبد اللطيف الشيخ علي المحاميد الحسيني، وعن الشريف الشيخ عبد القادر البغدادي الحسني، وعن النسابة الشريف عبد الحميد زيني عقيل الحسيني، وعن الشريف الشيخ أحمد السليماني الحسني الجزائري، وعن النسابة الشريف الشيخ محمد ديب السيسي الحسيني، وعن النسابة الشريف الشيخ عبد العزيز الحيالي الكيلاني الحسني، وعن النسابة الشريف محمد غازي حسين آغا المكناسي الكانسي الحسيني، عن ابن عمه نسابة العترة الطاهرة الشريف محمد عقيل المكناسي المكانسي الحسيني الحلبي، عن النسابة الشريف شهاب الدين المرعشي النجفي الحسيني، والنسابة الشريف مهدي الكاظمي الحسيني، والنسابة الشريف محسن الفوعي الإسحاقي الحسيني، وغيرهم كثير. هذا وقد أجزت:

السيد الشريف الدكتور جمال الدين فالح الكيلاني الحسني حفظه الله ورعاه

بجميع ما يصح لي من إجازاتي العامة عن مشايخي وأساتذتي الأعلام إجازة عامة مطلقة، نعهد إليه في تحقيق وتوثيق وتصديق الأنساب وإيصال الفروع بالأصول مع الدقة التحري والأمانة في ذلك، وليعلم أن هذه الأجازة هي وثيقة رسمية. وأوصي المجاز المذكور بما أوصي به نفسي من ملازمة التقوى في السر والعلن، وأوصيه أن يحفظ لهم كل حرمة، إكراماً لجدهم المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم. وأن لاينساني ووالدي ومشايخي من صالح دعواته في خلواته وجلواته، وأن يكثر لي الدعاء بالعفو والعافية في كل الأيام، وخصوصاً في حسن الختام.

حررت هذه الإجازة بتاريخ: 2013/4/8م الموافق: 1434/5/27هـ

الدكتور محمد منير الشويكي الحسيني

الرئيس التنفيذي للهيئة العالمية العليا للاشراف

الامين العام للاتحاد العالمي لنقابات الاشراف / لندن

الامين العام للسادة الهاشميين / سورية

رئيس المركز العالمي لتحقيق وتوثيق انساب بني هاشم / العراق

المدير التنفيذي لمؤسسة الشريف اسامة المفتي الدولية / الاردن

۷-وزارتِ اعلیٰ تعلیم وسائنٹفک ریسرچ حکومتِ عراق کی جانب سے سندِ اعتراف

Ministry of Higher Education And Scientific Research University Of Baghdad Center of Revival of Arabian Science Heritage	وزارة التعليم العالي والبحث العلمي جامعة بغداد مركز أحياء التراث العلمي العربي
No : Date : / / 201	العدد : ١٤٨ التاريخ : ٨ / ٢ / ٢٠١٥

إلى / الدكتور جمال الدين فالح الكيلاني

م/ شكر

تحية طيبة .....

يعد كتاب جغرافية ألباز الأشهب إضافة أصيلة للمكتبتين العراقية والعربية . والباحث الدكتور **جمال الدين فالح الكيلاني** شخصية علمية وأكاديمية تمكن بجهده العلمي المميز من اكتشاف حقائق غفل عنها الآخرين ، في حقل التراث العلمي . امتاز هذا الكتاب بالرصانة العلمية ، واعتمد في كتابته على منهجيه علمية صارمة ، وعلى مصادر اصيلة .

نتقدم بوافر الشكر لكم لجهودكم تلك والى مزيد من العطاء .

أ.م.د. عبد الله حميد العتابي
مدير المركز

نسخه منه الى /////

- مكتب مدير المركز .
- الحفظ العام .

۸-وزارتِ اعلیٰ تعلیم وسائنٹفک ریسرچ ،حکومتِ عراق کا مکتوب

Ministry of Higher Education
And Scientific Research
University Of Baghdad
Center of Revival of Arabian
Science Heritage

وزارة التعليم العالي والبحث العلمي
جامعة بغداد
مركز أحياء التراث العلمي العربي

No :
Date : / / 201

العدد : ٩٥٨
التاريخ ١٧/٧/٢٠١٦

إلى / الدكتور جمال الدين فالح الكيلاني

م / شكر و تقدير

تحية طيبة...

لجهودكم العلمية المتميزة في تحقيق المخطوطات العربية وإزاء تلك الجهود لا يسعنا إلا ان نتقدم لكم بالشكر والتقدير والعرفان أملين المزيد من العطاء والتميز خدمة لتراث امتنا العربية والإسلامية ولبلدنا العراق العزيز .

مع التقدير...

أ.م.د. عبدالله حميد العتابي
مدير المركز

نسخة منه الى///
- وحدة الإدارة / مع الأوليات.
- الحفظ العام.

۹۔ مورخِ کبیر ڈاکٹر محمود اسماعیل (ولادت ۱۹۳۳ء مصر) مصنف کتب "سوسیولوجیا الفکر الاسلامی" اور "الحرکات السریة فی الاسلام" اور "المهمشون فی التاریخ الاسلامی" کا مکتوب

> لقد نوه برصانة "جغرافية الباز الأشهب" ، جملة من الباحثين المعتبرين في الدراسات العربية والاسلامية الكلاسيكية ، وبات التحول عنها الى أطروحة مغايرة أو تفسير علمي أخر أمرا غير يسير ، وهذا القول لا يمكن أن يدخل في باب المبالغة والإفراط أو الإسراف ، فقد كان هناك جيل متمرس من الدارسين العرب أكثر نشاطا في الدراسات القادرية ، غير أن في الوقت الحاضر فأن جمال الدين الكيلاني ، واحد من أفضل القلائل في هذا المجال ، وبجلاء فأنه المرجع الاول بغير منازع ، فقد نشر في السنوات المنصرمة ، أو أعاد نشر عددا من المصادر "القادرية" الاساسية ، وهذه النشرات إنموذج للمعرفة الواسعة مع تفاصيل غنية ، في التعليقات الهامشية على إمتدادها وإشارات متعددة الى مصادر إضافية .
>
> —محمود إسماعيل (مؤرخ)[14]

۱۰-روضہ مقدسہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا باب الداخلہ



۱۱- مسجد و درگاہِ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا بیرونی منظر



۱۲- مسجد بارگاہِ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا اندرونی منظر



۱۳-اندلس آنے والے اشراف میں خاندانِ کیلانیہ کا ذکر


لكنهم ما اهمهم به اهلوا امكانه وعظموا من شأنه كما يجب له عليهم واجرى له
ارزاقهم ما جرت به عادتهم مع الشرفاء ببلادهم ولما اجلوا من ارضهم واخرجوا
منها بغير الشغب الشديد كذلك الموضوع ولقد انتقل الان ثلاثة غير
عدد منهم من آل البيت الامر بح النسب وعميمه وفد وهو من بلادهم
على فاس من الشرفاء الذين اشتهروا الى الان بها ثلاث طوائف كلهم من
مشايخ الاشراف يقال من الحبو انهما على شرفهم الاولى الصقليون
وهم من الحسينيين بالتصغير اصلهم من صقلية وإليها ينسبون وكانوا
بالاندلس ايضا وكانت طائفة منهم بسبتة الثانية الدباغيون
الفاطميون بالعيون من فاس من الغرويين وهم من الحسنيين الادريسيين خرجوا
من عدوة الاندلس الى بلاد سلا ثم فروا منها الى فاس ولم يكن لهم ارتفاع
حرمة لهم ولقد جريان الشكية عليهم بالديار غير بسبب ما رايته في بعض
ظهاير من تعيين بعض الملوك لهم بعض خراج دار الدبغ بسلا حين كانوا
بها والله اعلم الثالثة نحن اعني القادريين نسبة الى سيدنا
عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه وبهذا النسب نزعموا الى اليوم
وليس لنا لقب سواه ولا تكنية غيره وحبذا اللقب وكنية ولقبا
كفل الله بها آباءنا فيه عندنا وجعلنا من حفظه فيه وذله وعمدنا
وهو جار على الاظهر من كونه الجد الاشهر اعني سيدنا عبد القادر وعلى
القاعدة العربية في النسب الى المركب الاضافي وان لم يتفق ما أوله بثانيه
من انه ينسب عند خوف اللبس الى عجزه كعبد الاشهل ونحوه وان سلفنا
رحمهم الله بالجزيرة كذا وكذا جعل الفقيه على ما يقتضيه كتب الرسم المذكور

الشرفاء القادريون والاندلس

۱۴-مکتبہ مؤسسہ ملک عبدالعزیز؛ دارالبیضاء مراقش کا ایک وثیقہ



کتاب کے متعلق منتخب اقوال

۱-ڈاکٹر عبدالستار عزّالدین الراوی

پروفیسر فلسفہ جامعہ بغداد و سابق سفیر عراق برائے تہران

مجھے آپ کے علمی کارنامہ "جغرافیۃ الباز الاشہب" کے متعلق جان کر بے حد مسرت ہوئی اور آپ نے تحقیق و تدقیق کے اپنے اس اہم اور ذی اعتبار سفر میں جو محنت کی اور قابلِ قدر شواہد و آراء کے ذریعہ جن نتائج تک رسائی حاصل کی ہے اس کی میں تعریف کرتا ہوں۔ میرے لئے آپ کا حضرت عبد القادر الکیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کو اپنے اس مقالہ کا عنوان بنانا اور پھر میرے عزیز دوست پروفیسر ڈاکٹر عماد عبدالسلام رؤوف جیسے مورخ و مدقق کی زیرِ نگرانی اس کام کی تکمیل کرنا خود آپ کی اس علمی تحقیق اور فیصلہ کن توثیق کو معتبر کر دیتا ہے۔ خاص طور پر حضرتِ کیلانی جیسی بلند قامت شخصیت تاریخ میں مرکزی مقام کی مستحق ہے اس لئے کہ آپ عربی اور عراقی عالم' تصوفِ اسلامی کے اہم ستونوں کے منجملہ ایک ستون اور اس کے چار قطبوں میں سے ایک قطب تھے۔ آپ کا مدرسہء عرفانی چاروں طرقِ تصوف میں بڑی منزلت کا حامل ہے۔ چنانچہ طریقہء قادریہ نہ صرف اہلِ عراق میں روحانی اور وجدانی اہمیت کا حامل ہے بلکہ مشرق و مغرب میں کروڑوں اہلِ اسلام اس طریقہ میں شامل ہیں۔ اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ شیخِ کیلانی رضی اللہ عنہ کے مقامِ اصلی کی تحقیق کے لئے آپ کی یہ گہری ریسرچ "جغرافية الباز الأشهب" بلاشک و شبہ بغداد کی یادداشت اور خزائنِ علمی میں بلند و بالا مقام کی حامل اور تاریخِ تصوفِ اسلامی کے آئندہ محققین

کے لئے اپنی علمی بنیاد و نتائج کے باعث ایک دستاویز کی شکل میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔ محققِ کریم کے لئے میری نیک تمنائیں پیش ہیں۔

۲۔ معروف مصری مورخ و مفکر پروفیسر ڈاکٹر ایمن فواد سید

مشرف المراكز العلمية' دار الكتب و الوثائق القومية- مصر

مجھے اس عظیم علمی کاوش سے بڑی مسرت ہوئی جس کا مظاہرہ ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی نے اپنی کتاب "جغرافیۃ الباز الاشہب" میں کیا ہے 'بڑی تحقیق اور مطالعہ کے بعد حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ کی سیرت کو ایک جدید نقطہء نظر سے پیش کیا اور حضرت شیخِ کیلانی رضی اللہ عنہ کی جیلانِ عراق سے نسبت سے متعلق اپنی ان جدید معلومات کے باعث امتیاز کے حامل ہوئے۔ آپ نے جیلان کی جو وجہِ تسمیہ بتائی ہے وہ معروف مورخین کے اقوال اور تحقیقاتِ آثارِ قدیمہ سے موافقت رکھتی ہے۔ میں متمنی ہوں کہ ڈاکٹر جمال الدین کی توفیقات میں اضافہ ہو اور ان کے ذریعہ مزید علمی تحقیقات و نتائج منظرِ عام پر آئیں۔

۳۔ معروف عراقی مورخ و مفکر پروفیسر ڈاکٹر فاروق عمر

صدر شعبہ ء تاریخ' جامعہ ء بغداد' عراق

میں نے آپ کی کتاب کا مطالعہ کیا اور پایا کہ آپ نے حقائق کے اظہار میں پوری دیانتداری سے کام لیا' ٹھوس وسائل پر اعتماد کیا اور ایک نہایت اہم موضوع کو کامیابی کے ساتھ پیش کیا۔ میں نے اس کتاب کو پڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ مجھے آپ کی علمی قابلیت اور اس کی ادائیگی میں پختگی کا اندازہ ہو گیا۔ یہ یقیناً آپ کی علم اور ورثہ ء علمی سے

محبت کا ثبوت ہے جو ہر زاویہ سے بجا طور پر آپ کی صلاحیت کی عکاسی کرتا ہے۔ آپ کی یہ کتاب تاریخ کے کتب خانوں میں ایک قیمتی اضافہ شمار ہو گی۔

۴۔ معروف محقق و مصنف ڈاکٹر طارق نافع الحمدانی

پروفیسر تاریخ ابن رشد کالج 'جامعہ بغداد' عراق

ہم ایک بار پھر ڈاکٹر جمال الکیلانی کی تعریف و توصیف کرتے ہیں جنہوں نے ذی احترام جد و جہد کے بعد ہمارے لئے یہ کتاب پیش کی جو نہایت ٹھوس جدید معلومات پر مشتمل ہے جن کے باعث وہ حقائق آشکار ہو گئیں جن میں سے بعض الجھی ہوئی تھیں اور بعض یکسر پوشیدہ تھیں۔ مولفِ محترم کے لئے ہماری نیک خواہشات پیش ہیں اور ہم ان کی مزید تحقیقات کے منتظر ہیں۔

۵۔ معروف محقق و تنقید کار ڈاکٹر فاضل عبود التمیمی

پروفیسر کالج آف ایجوکیشن 'جامعہ دیالی' عراق

یہ ایک اہم کتاب ہے کیونکہ مؤلف نے اس کی تدوین میں تحقیق کے متفقہ طریقہ ءکار کے بموجب پختہ اور ثابت شدہ نصوص کو اختیار کیا ہے جن کے بعد کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ مزید یہ کہ انہوں نے اس خصوص میں جدید حوالہ جات کو بھی نہایت مدلل طور پر بے نقاب کیا ہے۔

۶۔معروف محقق و مصنف پروفیسر ڈاکٹر رعد شمس الدین الکیلانی

صدر شعبہ اسلامک فلاسفی، جامعہ بغداد، عراق

حضرت شیخ کیلانی رضی اللہ عنہ کی شخصیت علم و معرفت کا خزانہ ہے لیکن یہ امر باعثِ افسوس ہے کہ اس پر کماحقہ تحقیق نہیں کی گئی۔ڈاکٹر جمال الدین نے جو قابلِ قدر کام کیا ہے اس سے علماء و محققین کے لئے حضرت بازالاشہب کی سیرتِ مبارکہ سے متعلق یہ کمی پوری ہوجاتی ہے۔ اس محقق نے حضرتِ شیخ رضی اللہ عنہ کی سیرت کا احاطہ تاریخی روایات کے تجزیہ کے ساتھ کیا ہے اور جو علمی نتائج سامنے آئے ہیں وہ ان کی فکر کی گہرائی و گیرائی کی دلیل ہیں۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ محقق کی کاوش کو ان کی میزانِ حسنات میں شامل فرمادے۔

۷۔معروف محقق و مفکر ڈاکٹر فہمی جدعانی

پروفیسر جامعہ اُردن، عمان

جب ہم اہلِ عراق کی فکری، ثقافتی اور علمی کارکردگی کو دیکھتے ہیں تو نہایت پُر امید، خوش اور مطمئن ہوجاتے ہیں کہ اس "بلادِ رافدین" نے جو علمی و ادبی ضوفشانی کی ہے اس سے سرزمینِ مشرق و مغرب فکر و دانش کے نور سے منور ہوگئی ہے۔ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی کی شخصیت بھی کچھ کم نہیں۔ وہ بھی ایک قوی رافد ہیں اور مرکزِ علم و فکر و خلافت بغداد کے اسی عظیم سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ آپ سے ہماری روحوں میں امید کی لہر پیدا ہوجاتی ہے جو زبانِ حال سے کہتی ہے کہ " ہم امتِ عرب ہیں اور اب بھی زندہ ہیں"۔

۸۔ معروف محقق و مورخ ڈاکٹر سعد زغلول عبدالحمید

سابق صدر شعبہ تاریخ جامعہ اسکندریہ، مصر

اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کامیابی پر آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ یہ بات یقینی ہے کہ جو عالمِ کبیر عماد عبدالسلام رؤوف کا شاگرد ہو اسے تاریخ دانی اور تاریخ نویسی میں یدِ طولیٰ حاصل ہو اور یہی وہ احساس ہے جو مجھے آپ کی اس قابل قدر تحقیق "جغرافیۃ الباز الاشہب" کے مطالعہ کے دوران رہا۔

۹۔ معروف شاعرہ و ادیبہ ڈاکٹر اسماء صقر القاسمی

صاحبزادی شیخ صقر القاسمی، امیر شارجہ

یہ کتاب امتِ اسلامیہ و عربیہ کی تاریخ میں عظیم و ذی وقار شخصیات کے متعلق الجھن دور کرنے کی ایک لائقِ ستائش کاوش ہے۔

۱۰۔ معروف محقق و مصنف ڈاکٹر یقظان سعدون العامر

پروفیسر جامعہ بغداد، عراق

تاریخ کی گہرائیوں تک رسائی اور اس کی تہہ میں چھپی حقیقت کی تلاش بڑی مشقت کا کام ہے۔ آپ نے اپنی اس تحقیق میں جس جانفشانی کا مظاہرہ کیا وہ قابلِ قدر ہے، خاص طور پر اس لئے کہ حضرت الشیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مقامِ ولادت کا مسئلہ عرصہ دراز سے متنازعہ رہا ہے۔ تب سے جب کہ مملکتِ ایران نے حضرت علیہ الرحمہ کی قبرِ مبارک کی ایران منتقلی کا مطالبہ اس دلیل پر کیا تھا کہ آپ کا مقامِ ولادت جیلانِ ایران ہے۔

۱۱۔ معروف مصنف محترم علاء الدین مدرس

سابق ڈائریکٹر وزارتِ صنعت و معادن' حکومتِ عراق

علمائے ربانیین' صلحائے امت اور مجددینِ ملت کے علمی ورثہ کا اہتمام اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عبادت' حق اور نور کی جانب دعوت اور قرآنی تہذیب کا بیان ہے۔ حضور نبیء اکرم پیکرِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ "**الناس كالابل المائة لا تكاد تجد فيها راحلة**" یعنی لوگوں کی مثال ان سو اونٹوں کی ہے جن میں سواری کے لائق کوئی نہیں۔ اور یوں نبیء کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے عامۃ النّاس میں متحرک مجددینِ ملت کی تعداد کا تعین ۱% فرمایا جو نہایت قلیل تناسب ہے اور جس سے مراد ہمارے درمیان بلکہ تمام تاریخ میں یہی نادر شخصیات ہیں۔ امامِ مجدد حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بھی طویل اسلامی تاریخ کے انہی سرکردہ مجددین و مھدیین میں شامل ہیں۔ یہ وہ علوی سلفی صوفی امام ہیں جن میں عہدِ عباسی کے آخری دور میں جو اسلامی تہذیب کے جمود' تنزل اور زوال کا دور تھا تمام فضیلتیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہی وہ شخصیت ہیں جو اس وقت صلاح الدین ایوبی کی تحریکِ اخلاقی تجدد و جہاد و انقلاب کا سبب تھے جن کے ہاتھوں قدسِ شریف آزاد ہوا' بلادِ شام سے فسادی قوتوں کو اکھاڑ پھینکا گیا اور وہ اپنے مقام یوروپ واپس لوٹ گئے جو اس وقت پسماندگی اور بربریت کے تاریک دور کا شکار تھا' اور مشرقِ اسلامی مثل بغداد' قاہرہ اور قرطبہ میں جو تنویر پھیلی ہوئی تھی وہ انہی عظیم متحرک شخصیات کی دین تھی۔ آپ کی کتاب "جغرافیۃ الباز الاشہب" اپنے اہم مضمون کے باعث اسی منفرد پاک نسل کے الہامی ورثہ کی راہ پر بلند پرچم ہے جو منہجِ قرآنی پر عمل پیرا پہلی نسل یعنی آل و اصحابِ رسول علیہم الرضوان کے قدم بقدم تھی۔ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت تحقیق سے ظاہر ہے کہ

ارضِ سلامتی و علم و تہذیب عراق ہے اور یہی آپ کے اس مبارک سفر کا ثمرہ ہے۔ یہ وہ عظیم عربی شخصیت ہیں جن کی سیرتِ مبارکہ اپنے سلفی 'صوفی 'معتدل سلوک و منہج میں شجاعت 'عفت اور حکمت سے ممیز اور مشکوٰۃ قرآنی اور سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستنیر تھی۔ طریقہء قادریہ نے جس سلوکِ اخلاق اور مسائلِ اخلاقی کی بنیاد ڈالی وہ متوازن اور درمیانی شکل کی اور بعد میں ہونے والے اضافوں اور خرافات سے بعید ہیں۔ یہ ربانی قادری تصوف کے منہج کے وہ بنیادی اصول ہیں جنہیں حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اور آپ کے مدرسہ نے نہایت خوبصورتی سے قائم کئے جو اس امت کے لئے کسی قیمتی ورثہ سے کم نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آج کے اس پُر فتن دور میں ہم اپنی طرزِ حیات میں اخلاق کریمہ 'سلوکِ فاضلہ 'معتدل متسامح منہجِ قرآنی کی واپسی اور اس کی تطبیق کے لئے اس رہنما کے محتاج ہیں تاکہ ہم اسی درمیانی ربانی منہج کی دعوت کے حامل ہوجائیں جس کی منہجِ نبوت پر بشارت ہمیں شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اور ان دیگر اسلامی اور انسانی مدارس و مذاہب نے دی ہے جو جوہرِ دین و اخلاق سے آراستہ ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کے قلم میں برکت عطا فرمائے اور آپ کے ذریعہ ہماری لافانی تاریخ اور میراث سے متعلق مزید ممتاز و کارآمد خدمات سرانجام پائیں۔

۱۲۔ معروف مصنف ڈاکٹر موئد الونداوی

مشیر 'اسٹراٹیجک اسٹڈیز سنٹر 'عراق

ایسی کتابوں کی بہت ضرورت ہے جو اعلیٰ قدر و قیمت کی حامل ہیں اور جن میں موجود مضامین میں محققین اور مخصصین کے لئے جدید معلومات کی جانب دعوت و تعارف کا اہتمام

ہوتا ہے۔اس کتاب کی تدوین کی عظیم مساعی کے لئے میں ڈاکٹر جمال الدین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی خدمت میں نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔

۱۳-ڈاکٹر احمد ہاشم السامرائی

پروفیسر لسانیات ولہجات 'جامعہ سامراء' عراق

ہمارے ہاتھوں میں موجود یہ کتاب اپنے مضامین' انداز اور اس کے مولف کے باعث بڑی قدر و قیمت کی حامل ہے۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا تو پایا کہ یہ اس میں ریسرچ کا طریقہ اپنے موضوع اور اس کی گہرائی پر سختی سے کاربند ہے۔ برادرم ڈاکٹر جمال الدین نے ان امور تک رسائی حاصل کی جن تک میرے علم میں اس سے قبل کسی کی رسائی نہ ہو پائی تھی اور یہ بجز فضلِ ایزدی ممکن نہیں۔ میں بھائی ڈاکٹر جمال الدین سے ملتجی ہوں کہ وہ ہمارے سرمایہء جاودانہ اور اولیائے صالحین کی مزید خدمت کریں۔

۱۴-معروف مورخ 'مفکر' مصنف ڈاکٹر بشار عواد معروف

پروفیسر جامعہ اُردن 'عمان

ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی 'میں آپ کی اس علمی کاوش کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ نے اپنی اس ریسرچ کے موضوع کا انتخاب بڑی کامیابی سے کیا جس نے حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ جیسی عظیم دینی و علمی شخصیت سے متعلق جدید پہلوؤں کو بے نقاب کیا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو مزید عطائے علمی نصیب ہو۔آپ نے جس شخصیت پر اپنا قلم اٹھایا وہ اپنے دنیائے علم و وقار میں بے مثال ہیں۔اس پر

عالمِ جلیل ڈاکٹر عماد عبد السلام رؤوف کی عنایت نے آپ کے اس قابل قدر مقالہ کی قدر و قیمت اور بڑھادی ہے جو ہمارے لئے باعثِ فخر ہے۔ آپ دونوں کی کوششیں مبارک ہوں۔

۱۵-معروف عراقی مفکر ڈاکٹر مصطفی الزلمی

پروفیسر جامعہ بغداد' عراق

اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کو اس تحقیق کے لئے برکتیں عطا فرمائے اور اسے آپ کی میزانِ حسنات میں شامل کردے۔ آپ نے حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی قدّس اللہ روحہ کی سیرتِ عطرہ کا احاطہ منصفانہ اور ایک بہترین انداز میں کیا۔ اپنے اس عملِ صالح کے ذریعہ آپ نے عراقی' عربی' اسلامی مکاتبِ علمی میں ایک تاریخی و تحقیقی مواد کا اضافہ کردیا۔ آپ کی یہ تحقیق ہر کسی کے لئے باعثِ فخر ہو گی۔

۱۶-ڈاکٹر حمدان الکبیسی

پروفیسر کالج آف آرٹس' جامعہ بغداد' عراق

اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کی اس بہترین سعیٔ کبیر میں برکتیں عطا فرمائے۔ اللہ نے چاہا تو یہ مبارک وطیب کتاب عراقی' عربی اور عالمی ذخائرِ علمی خصوصاً تاریخ اور علم کے کتب خانوں میں اہم اور خوبصورت اضافہ ثابت ہو گی۔ ہم خدائے واحد واحد سے دست بدعا ہیں کہ اسے آپ کی میزانِ حسنات میں شامل فرمادے' آپ کو اس کے لئے جزائے خیر عطا کرے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ سے علم اور علماء کی خدمت کا کام لے۔

۱۷۔ معروف مورخ پروفیسر ڈاکٹر ہاشم یحییٰ الملاح

سابق صدر جامعہ موصل و مشیر وزارتِ اعلیٰ تعلیم حکومتِ عراق

دراصل ہمیں ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی کی تحریرات و تحقیقات کی عادت ہو چکی ہے اوران کا یہ مقالہ اس کی ایک اور دلیل ہے۔ انہوں نے اس تاریخی تحقیق میں نہایت غیر جانبداری سے کام لیا اور اس تاریخی واقعہ کے تعاقب و تحقیق میں جو خاندانِ کیلانیہ کی تاریخ کا ایک حاس موضوع ہے ان کا یہ غیر جانبدارانہ رویہ قابلِ ستائش ہے جبکہ وہ خود اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کے لئے برکتیں نازل فرمائے اور ہم مزید تحقیقات کے منتظر ہیں۔

۱۸۔ معروف مصنف ڈاکٹر عادل المخزومی

سابق پروفیسر فلسفہ تاریخ ا جامعہ مستنصریہ ا عراق

جب قاری ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی کی اس کتاب کی اولین سطروں کا مطالعہ شروع کرے گا تو اس کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ ڈاکٹر جمال الدین نے جو کچھ لکھا وہ اپنے جدّ امجد سے اپنی محبت کے سبب ان کے دفاع میں تحریر کیا ہے اور وہ اس شخصیت کے لئے کی گئی مدح وثنا کو اسی جذبہ سے دیکھے گا۔ میں جانتا ہوں کہ قاری کا یہ تصور لاعلمی کی تاریکیوں کے باعث ہوگا لیکن جب وہ عراقی صوفی و فقیہ تقدس مآب حضرت الشیخ عبدالقادر الکیلانی رضی اللہ عنہ کے متعلق اس مقالہ کو آگے پڑھتا جائے گا تو وہ اپنے خیالات میں یکسر تبدیلی پائے گا لیکن یہ تبدیلی کس لئے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خود کو جہالت کی تاریکیوں سے صاحبِ موضوع کی شخصیت کی معرفت کی منور فضاؤں میں منتقل ہوتا پائے گا جن کی کوئی حد نہیں کیونکہ وہ اس عظیم علمی شخصیت کو زیادہ سے زیادہ

پہچانتا جائے گا جو اہلِ عرب کی معروف شخصیات سے ہیں' جو حضور سید البشر علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ذریت سے ہیں اور جن کی ولادت و پرورش عراق میں ہوئی۔ یقیناً یہ ہم جیسے متلاشیانِ کنوزِ معرفت کے اشتیاق میں زیادتی کا باعث ہوگا کہ ہم اپنے ان اصحابِ فضل و عطا کے متعلق جانیں جن میں سرِ فہرست وہ سرکردہ شخصیت ہیں جن کی فقہ' جہاد' تصوف اور دیگر کئی بیش بہا خدمات کا تذکرہ اصحابِ اختصاص نے کیا ہے جس کے سبب غیر عراقی کو بھی حسرت ہوتی ہے کہ یہ نادر و نایاب جوہر ان کے خزانوں میں ہوتا۔ مختصراً یہ کہ میں برادرم ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی سے ملتجی ہوں کہ وہ میری جانب سے مبارکباد اور مزید تحقیقات کے لئے نیک تمنّائیں قبول فرمائیں۔ اللہ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

۱۹۔ معروف مصنف ڈاکٹر قحطان الحدیثی

پروفیسر کالج آف آرٹس' جامعہ بغداد' عراق

بے شک ہمارے معاشرے میں کسی قابلِ اعتماد تحقیقی دستاویز کا تحریر کرنا نہایت اہم علمی کام ہے اور اس کتاب کا کیا کہنا جو عالمِ اسلام کی ایک اہم شخصیت کے مقامِ ولادت پر باوثوق تحقیق ہے اور جو حقیقتاً ہمیں اُن غیر تحقیق شدہ روایات سے دور لے جاتی ہے جو عرصہ دراز سے ہمارے درمیان پھیلی ہوئی تھیں۔

۲۰۔ معروف مورخ ڈاکٹر خالد ناجی السامرائی

پروفیسر جامعہ بغداد و صدر عرب عراق نیشنل الائینس' حکومتِ عراق

کوئی تعجب نہیں کہ قطبِ بغداد' عالم زمانہ بلا منازع' صاحبِ کرامات حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ کے پوتے نے اس علمی اور سلجھے ہوئے انداز میں اپنے جدّ امجد کی سیرت عطرہ رقم کردی۔

آپ کی یہ ذہین کاوش عربی تصانیف میں محض ایک تصنیف کے اضافہ سے کہیں زیادہ بغداد کی نمائندہ شخصیت کی حیاتِ بابرکات کی وضاحت ہے جس کے انوار سے بغداد تابناک ہے اور کیوں نہ ہو کہ وہ اپنی تمام صفات میں بازِ اشہب ہے۔ آپ کی یہ کتاب عربی ذخیرہء کتب میں عموماً اور خالص اسلامی تصوف کے مکاتب میں خصوصاً ایک قیمتی اضافہ ہے۔

۲۱- پروفیسر تاریخ ڈاکٹر نبیلہ عبد المنعم داؤد

صدر مرکز احیاء التراث العلمي العربي 'جامعہء بغداد' عراق

میں ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی کی ان مساعی کی تعریف کرتی ہوں جو انہوں نے امام و شیخِ جلیل حضرت عبد القادر الکیلانی طیّب اللہ ثراہ کی سیرت میں اس لئے صرف کیں تاکہ اسلامی ورثہ کی تصحیح ہوجائے 'حضرتِ شیخ علیہ الرحمہ کے متعلق شکوک و شبہات دور ہوجائیں اور آئندہ نسلوں کی بلا تحقیق نقل کردہ معلومات کی بجائے ان تاریخی علمی حقائق اور صحیح معلومات کی جانب رہنمائی ہو سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی کا یہ مقالہ تحقیقاتِ تاریخ کے سلسلہ میں ایک غیر معمولی کوشش اور مکاتبِ اسلامی کے لئے قیمتی تحفہ ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو بابرکت فرمائے اور میں آپ سے تاریخِ اسلامی اور اس کی شخصیات کے لئے مزید تحقیق کی امید کرتی ہوں۔

۲۲- معروف عراقی مورخ و مصنف ڈاکٹر عبد القادر المعاضیدی

پروفیسر تاریخ 'جامعہء بغداد' عراق

اللہ سبحانہ تعالیٰ مقالہ نگار محقق جمال الدین فالح الکیلانی پر برکتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے اپنی تحقیق کو بڑی دلچسپی سے سنوارا اور اس کا مستحقہ حق ادا کردیا جبکہ شیخِ صالحِ

اوّاب سیدنا عبد القادر الحسنی قدّس اللہ روحہ کی سیرت لکھی' ان کے مقامِ ولادت کی صحیح طور پر تحقیق کی اور اپنی تحریر کو اطمینان بخش دلائل' ثبوت اور شہادتوں سے آراستہ کیا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ انہیں اس کے لئے جزائے خیر اور بے حساب برکتیں عطا فرمائے۔

۲۳۔ معروف عراقی مصنف ڈاکٹر عبد الامیر دکسن

ڈین شعبہء تعلیم' جامعہء بغداد' عراق

میں بے حد مسرت کے ساتھ ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی کو ان کی اس ممتاز علمی خدمت کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں جو انہوں نے اپنی باوقار تاریخی کتاب "جغرافیۃ الباز الاشہب' عبد القادر الکیلانی" کے ذریعہ سرانجام دی ہے اور امید کرتا ہوں کہ وہ مزید تاریخی مقالات پیش کرتے رہیں گے۔

۲۴۔ معروف عراقی مصنف ڈاکٹر زیاد الصمیدعی

ڈین شعبہء قانون' جامعہء عراقیہ' بغداد' عراق

عرصہء دراز سے میں سیدّنا الشیخ عبد القادر الکیلانی قدّس اللہ سرّہ العزیز کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کرتا رہا لیکن میرے ذہن میں جو سوال اُٹھتے رہے مجھے کوئی ان کا جواب دینے والا نہ ملا تا آنکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھے علمائے تاریخ میں سے ایک عالم تک پہنچایا جن پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کا در کھول دیا ہے اور انہوں نے اپنی نادر کتاب "جغرافیۃ الباز الاشہب" کا تحفہ دیا جس سے مجھے میرے ذہن میں اٹھنے والے ان سوالات کا جواب مل گیا اور وہ تاریخ صاف ظاہر ہو گئی جس پر تزویر و تحریف کا غبار چڑھ گیا تھا۔ ہمارے

عزیز ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی' آپ کو اللہ سبحانہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ پر کشوفاتِ عرفانی کا سلسلہ جاری رکھے۔

۲۵۔معروف مصنف ڈاکٹر احمد شوقی العمرجی

پروفیسر شعبہ تاریخ'جامعہ اسیوط'مصر

محترمی ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی' میں نے سیّدی عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کا مقالہ طیبہ پڑھا۔ یہ ایک قیمتی مطالعہ اور شاندار علمی کاوش ہے اور آپ نے اس موضوع کا احاطہ علمی طریقہ اور منہج پر کیا ہے جس کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

۲۶۔معروف مصنف ڈاکٹر احمد ناجی الغریری

اسسٹنٹ پروفیسر آرٹس کالج'جامعہ کوفہ'عراق

اگر میں تاریخ کی اصطلاحی تعریف کروں تو یہ اشیائے جلیلہ کی حفاظت کا نام ہے اور یقیناً اس کے بعد تاریخ کی جو بھی تعریف آئی ہے وہ اس بنیادی معنی سے جدا نہیں ہے۔ یہیں سے ہر وہ مورخ جسے اپنے کام کا ادراک ہو' اپنے قلم کے واجبات کا پتہ ہو اور اپنے موضوع کی اہمیت کا اندازہ ہو اس تحقیق کی راہ نہیں چھوڑتا جس میں عامۃ النّاس کا فائدہ ہو۔اور ہم سمجھتے ہیں کہ بنی نوعِ انسان میں سے اکابر و افاضلِ کرام کا تذکرہ خود تذکرہ نگار کی بھلائی اور فضیلت کی صفات کا بھی عکاس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی نے اپنی ذی وقار کتاب "جغرافیۃ الباز الاشہب" میں جو معرفت آگاہ مضامین تحریر کئے ہیں وہ اس امت کے تاریخ و تمدّن میں علمی اضافہ ہے جو ہر اس شخص کے لئے باعثِ فخر ہے جو اس سے کسی نہ

کسی طرح وابستہ ہے یا جس پر اس کے ثمرات نمایاں ہوگئے۔ ہمارے لئے 'برادرم ڈاکٹر صاحب کے لئے اور اس یونیورسٹی کے لئے جس نے اس کارکردگی کو درجۂ قبولیت عطا کیا یہ امر مبارک و مسعود ہے کہ ہمارے ساتھی نے یہ کارنامہ انجام دیا اور بے شک صاحبِ کتاب ہمیں اس طرح کے مزید تحائف بھی دیتے رہیں گے۔

۲۷۔ معروف مصری مورخ ڈاکٹر السید عبد العزیز سالم

پروفیسر تاریخ 'جامعۂ اسکندریہ 'مصر

سیدِ محقق جمال الدین فالح الکیلانی 'میں آپ کو آپ کی معتبر علمی کاوش کتاب "جغرافیۃ الباز الاشہب" کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کو امتِ مسلمہ کے علمی ورثہ کی مزید تحقیق اور ان پوشیدہ حقیقتوں کو بے نقاب کرنے کی توفیق دے جن پر آج بھی جہالت اور حقیقت ناشناسی کے پردے پڑے ہیں اور جس کی ہمیں اشد ضرورت ہے۔ میں آپ کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے مزید توفیق اور عطا کا طالب ہوں۔

۲۸۔ معروف مورخ و عالم ڈاکٹر محمد مظفر الادہمی

پروفیسر الجامعۃ الملکیۃ' عمان 'اُردن

تالیف "جغرافیۃ الباز الاشہب" ایک بہترین اور مبارک کوشش کی عکاس ہے جس میں محقق ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی نے بڑے اہتمام اور ممتاز اندازِ تحقیق کا مظاہرہ کیا اور عربی اسلامی ذخیرۂ کتب میں اس تصنیف کا اضافہ کیا تاکہ یہ بھی ان نہایت قیمتی کتابوں میں شامل ہو جائے جو اپنے معتمد حوالوں کے لئے مشہور ہیں۔ علاوہ ازیں اس

کتاب میں جو علمی مواد ہے وہ اپنے مقصد میں محکم اور واضح ہونے کے باعث ممتاز اسلوب اور طریقہء تحقیق کی حامل ہے جس سے اُمّتِ عربی واسلامی کی نمائندہ شخصیات خاص طور پر عالمِ ربّانی جلیل القدر عظیم الفخر امام عبد القادر الکیلانی قدّس اللہ سرّہ الشریف سے متعلق صفحاتِ تاریخ کے اہم گوشے منوّر ہوگئے ہیں۔ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ ہمارے محبوب محققین کو قول و عمل میں حقانیت نصیب ہو اور اللہ کے فضل و کرم سے ان کے ذریعہ ایسی مزید تخلیقات سامنے آئیں۔

۲۹۔ معروف عراقی مورخ و محقق پروفیسر ڈاکٹر حاتم صالح الضامن

اسسٹنٹ ڈین' فیکلٹی آف آرٹس' جامعہ بغداد' عراق

حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ کی سیرت میں تحقیق آسان نہیں پُر خطر ہے اور یہ کام صرف وہی کر سکتا ہے جسے علمی تحقیق کا تجربہ ہو اور جو جوہرِ صبر سے لیس ہو۔ ڈاکٹر الشریف جمال الدین الکیلانی کو یہ کامیاب مشقت مبارک ہو کہ انہوں نے مکتباتِ تاریخ میں عموماً اور کتبِ تصوف میں خصوصاً ایک حقیقی اضافہ کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ محققِ محترم اس خصوص میں مزید تحقیقات پیش کرتے رہیں گے۔

۳۰۔ معروف مورخ و مصنف پروفیسر ڈاکٹر عبد الرزاق الانباری

صدر شعبہء تاریخ' جامعہ بغداد' عراق

یہ تالیف "جغرافیۃ الباز الاشہب" محقق ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی کی لائقِ تشکر کوشش کا نتیجہ ہے جس میں انہوں نے مشہور و معروف اور معتمد سمجھی جانے والی کتابوں میں پائی جانے والی ملاوٹ کی وضاحت کردی اور یہ بات صاف کردی کہ حضرت امام عبد القادر

الکیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت 'نشو نما اور وفات عراق میں ہوئی۔ اور جب ہم صفحاتِ تاریخ سے اس امامِ جلیل سے متعلق اس صفحہ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ حقیقت صاف و صریح طور پر نظر آتی ہے اور یہی اس علمی تحقیق کا امتیاز ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ برادرم ڈاکٹر جمال کو مستقبل میں ایسی مزید معرفت آمیز تخلیقات کی توفیق میسر فرمائے۔

۱۳۱۔ معروف شاعر وادیب ڈاکٹر مامون فریز جرار

اسسٹنٹ پروفیسر' جامعة العلوم التطبيقيه 'عمان' اُردن

مجھے جب آپ کے اور میری والدہ کے جدِّ اعلیٰ قطبِ ربّانی سیدی عبد القادر الجیلانی قدّس سرّہ کے مقامِ ولادت سے متعلق آپ کی علمی تحقیق کا علم ہوا تو اس خبر نے مجھ میں حضرت علیہ الرحمہ سے متعلق مزید معلومات جاننے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ کے شوق کو فروغ دیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ امام عبد القادر رضی اللہ عنہ حضرت امام بدیع الزمان النورسی علیہ الرحمہ مؤلف "رسائل النّور" کے اساتذہ سے ہیں جنہیں میں نے اسی وقت سے اپنا امام مان لیا جب میں نے "رسائل النّور" میں موجود اس علمِ لدّنی کو دیکھا جو اس دور کی اہم ضرورت ہے۔ اور قطبِ ربّانی سیدی عبد القادر رضی اللہ عنہ نے ہی ہمارے استاذ النورسی رحمہ اللہ کی طریق الی اللہ کی جانب رہنمائی کی تھی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمارے جدّ امجد قدّس سرّہ کے وطنِ ولادت کی تحقیق میں آپ کی اس عظیم علمی کاوش میں برکت عطا فرمائے۔ آپ کی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مجھے ہمارے جدّ امجد قطبِ ربّانی رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کی دیگر کتب و مقالات کو دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ

آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے' آپ کے علم کو نفع بخش کر دے اور ہمیں اپنے جدّ کریم کی برکات سے بہرہ مند فرمادے۔ آمین

۳۲۔ معروف محقق و مصنف ڈاکٹر عبدالرحمٰن علی الحجی

سابق پروفیسر تاریخ جامعات بغداد' ریاض 'متحدہ امارات 'کویت 'یمن

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی نے بڑی مبارک تحقیق کی اور اس حقیقت کا اظہار کر دیا کہ ہمارے جدّ امجد الشیخ عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ کا مقامِ ولادت عراق ہے۔ ان کا اظہارِ حقیقت اور اندازِ تحقیق کا یہ عمل نہایت باوثوق' واضح اور تاریخ و امّت کے لئے ایک دستاویز ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ برکتیں عطا فرمائے اور ایسی مزید کتابوں کی توفیق دے۔

۳۳۔ معروف مورخ و مصنف ڈاکٹر علاء موسیٰ کاظم نورس

صدر شعبہ تاریخ جامعہ بغداد و مشیر وزارتِ خارجیہ 'حکومتِ عراق

ہمارے پیشِ نظر یہ کتاب مکتباتِ اسلامیہ میں عموماً اور عراقی مراکز کتب میں خصوصاً ایک قیمتی اضافہ ہے۔ اس کتاب میں محقق ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی نے حضرت شیخِ کیلانی رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت جیلانِ عراق پر جو محلِ اختلاف تھا' نہایت واضح' مدلل اندازِ تحقیق کے ذریعہ ضوفشانی کی ہے۔ میں اپنے اس مقام سے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ان کے عمل اور حیات کے لئے مزید توفیقات کی دعا کرتا ہوں اور ان سے خواہش کرتا ہوں کہ وہ عراق کی عظیم تاریخ اور علمائے عراق کے متعلق ایسی مزید تحقیقات دنیا کے سامنے پیش کریں جسے اس کے دشمن مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۳۴۔ معروف مصنف پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار مطلک درویش

صدر شعبہ تاریخ جامعہ دیالی اعراق

ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی' میں نے آپ کی دلچسپ کتاب کا مطالعہ کیا جسے آپ نے حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی قدّس سرّہ کے لئے مخصوص کیا ہے۔ یہ آپ کے اور ہمارے لئے بڑے شرف کی بات ہے کہ ہم حضرت علیہ الرحمہ کی سیرت اور دعوت الی اللہ میں ان کے عظیم کردار کو جانیں۔ اس کتاب نے حقائق سے متعلق بڑی اہم معلومات فراہم کی ہیں جو آپ پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کھول دی ہیں اور ان میں برکتیں عطا فرمادیں۔ میں اس مبارک کاوش کے لئے آپ کو اور پروفیسر ڈاکٹر علامہ عماد عبد السلام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے آپ کی میزانِ حسنات میں شامل فرمادے اور متمنی ہوں کہ اس کتاب کی وسیع پیمانہ پر نشر و اشاعت ہو۔ آپ میرے عزیز بھائی ہیں اور میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

۳۵۔ معروف مصنف وخطاط ڈاکٹر عامر الجمیلی

اسسٹنٹ پروفیسر' شعبہ ادب' قسم آثارِ قدیمہ' جامعہ موصل' اعراق

میں نے آپ کی قابل قدر کتاب "جغرافیۃ الباز الاشہب" کا مطالعہ کیا۔ اس کتاب میں مجھے خیرِ کثیر ملا اور میں نے اوروں کی طرح اس میں موجود نعمتوں متوازن تنقیح' فنّی صلاحیت' تحقیقی طریقہ کار اور ان دلائل سے استفادہ کیا جن سے حضرت شیخِ کیلانی رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولادت ونشونما کے متعلق کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا اور یہی جدید تاریخی مطالعات میں بھی مذکور ہے۔ آپ نے جن براہین اور حتمی ثبوتوں کا ذکر کیا ہے میں ان میں ایک اور دلیل کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ منطقہ "الجیل" یا "الگیل" یا "الگال" جو بغداد کے

منطقہ مدائن کے نواح سے ہے' یہ اور واسط اور بعقوبہ کے درمیان واقع مشرقی عراق کے دیگر علاقے شمالی ایران جن میں موجودہ گیلانِ طبرستان بھی ہے' سے زیادہ مذہبِ تصوفِ اسلامی کی ترویج کے روحانی مراکز کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور جس کسی نے ہمارے ساتھی ڈاکٹر محمد حسین علی السویطی کی کتاب "تاریخ واسط- دراسة فی الحرکة الفکریة خلال العصر العباسی" ڈاکٹر تحسین حمید مجید کی کتاب "تاریخ دیالی" ڈاکٹر ناجیہ عبداللہ ابراہیم کی کتاب "ریف بغداد" اور ایسی دیگر کتابیں پڑھی ہوں جن میں مشرقی عراق کے تاریخی جغرافیہ کا احاطہ کیا گیا ہے' وہ اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ یہ مناطق مذہبِ تصوفِ اسلامی کے ظہور' ترویج' نشو نما اور ترقی کے لئے سازگار ماحول کے حامل تھے اور یہیں سے جمیع انحائے عالمِ اسلامی مشرق و مغرب میں اس طریقہ کی اشاعت ہوئی۔ اس کا تفصیلی ذکر ان کتب میں موجود ہے جن میں مشہور علمائے تصوف اور طرقِ تصوف کی اتباع کرنے والوں کا ذکر موجود ہے اور جس سے عرب اور مسلم راہ پیما صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔

۳۶- معروف مصنف پروفیسر ڈاکٹر سامی مکی العانی

ڈین فیکلٹی آف آرٹس' جامعہ مستنصریہ' عراق

فاضل محقق ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی نے محققین کو آگاہ کرنے کے لئے بانگِ جرس اُٹھادی کہ وہ بلا تحقیق تسلیم شدہ معلومات کو قبول نہ کریں کیونکہ اکثر غلطیاں مرورِ وقت کے ساتھ اور بعد کے مصنفین کی بغیر جانچے قبولیت کے سبب حقائق میں شمار ہونے لگتی ہیں' بلکہ وہ ڈاکٹر جمال الدین الکیلانی کی اقتداء کریں جیسے کہ انھوں نے اپنی اس کتاب میں ایک آہنی دیوار کو منہدم کر دیا جس سے ظاہر ہوا کہ جسے حقائقِ علمی کا ایک

مضبوط ستون سمجھ لیا گیا ہو اسے بھی تحقیق علمی کی خاطر ہمت کے ساتھ غیر جانبدار تجزیہ اور متکرر گہرے مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب کسی محققِ جلیل کا ابتداء ہی سے یہ تنقیدی انداز رہے تو پھر اس کی پیش کردہ تحقیق علماء اور محققین کی محافل میں قدر و قیمت کی حامل ہو جاتی ہے۔